آیاتہا ۷۵ سُورَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۸ رکوعاتہا ۱۰

امام نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ انفال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورہ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: سورہ انفال کہاں نازل ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: یہ بدر میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں وہ بدر کی سورت ہے(1)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

"دریافت کرتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے متعلق۔ آپ فرمایئے غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ پس ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور اصلاح کرو اپنے باہمی معاملات کی اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر تم ایماندار ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب بدر کا دن تھا تو میرا بھائی عمیر قتل ہو گیا اور میں نے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے لی۔ اسے ذاالکتیعہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تلوار لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اسے مال مقبوض (مال غنیمت) میں رکھ دو۔ پس میں اپنے پاس موجود ساز و سامان سمیت لوٹا اور اللہ تعالیٰ کے سوا میرے بھائی کے قتل اور میرے چھینے ہوئے مال کو لینے کے بارے کوئی نہیں جانتا تھا۔ سو میں تھوڑا ہی دور آیا تھا کہ اتنے میں سورۂ انفال نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: جاؤ اور اپنی تلوار لے لو(2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے نجات عطا فرمائی ہے۔ کیا یہ تلوار

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 200، دار الصمیعی الریاض 2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 180، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

میرے لیے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تلوار نہ تیرے لیے ہے اور نہ ہی میرے لیے ہے۔ اسے رکھ دو۔ سو میں نے اسے رکھ دیا اور پھر واپس لوٹ گیا۔ میں نے دل میں کہا: قریب ہے آج یہ تلوار اسے دے دی جائے جو میری طرح کی آزمائش میں مبتلا نہیں کیا گیا کہ اچانک پیچھے سے مجھے ایک آدمی بلانے گیا۔ میں نے پوچھا: کیا کسی شے کا کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو نے مجھ سے اس تلوار کے بارے پوچھا ہے حالانکہ یہ میری نہیں ہے۔ بے شک یہ مجھے عطا کی گئی ہے۔ لہٰذا اب یہ تیرے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔(1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں والدین کے ساتھ حسن سلوک، مال غنیمت، ثلث اور شراب کی حرمت۔

امام طیالسی، بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں سے چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں: میری ماں نے یہ قسم کھائی کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیے گی یہاں تک کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت اور علیحدگی اختیار کرلوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان: 15) ”اور اگر وہ دباؤ ڈالیں تم پر کہ تو میرا شریک ٹھہرائے اس کو جس کا تجھے علم تک نہیں۔ تو ان کا یہ کہنا نہ مان البتہ گزران کر ان کے ساتھ دنیا میں خوب صورتی سے“۔ دوسری آیت تب نازل ہوئی جب کہ میں نے تلوار پکڑی تھی اور وہ مجھے پسند تھی۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ”وہ آپ سے غنیمتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں“۔ تیسری آیت تب نازل ہوئی کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا مال تقسیم کر دوں۔ کیا میں نصف کی وصیت کر سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا ثلث یعنی تیسرے حصے کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ تو اس کے بعد ثلث جائز ہوا۔ اور چوتھی آیت کا سبب یہ بنا کہ میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر شراب پی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے میری ناک پر اونٹ کی ہڈی دے ماری۔ سو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید، نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثیر تعداد میں مال غنیمت آیا، اس میں ایک تلوار تھی۔ میں نے وہ لے لی اور لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یہ تلوار مجھے عطا فرما دیجئے۔ کیونکہ میں اس کے بارے جانتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے وہیں لوٹا دے جہاں سے تو نے اسے لیا ہے۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ یہاں تک کہ جب میں نے اسے مال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 205، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ الادب المفرد للبخاری، باب برالوالد المشرک، جلد 1، صفحہ 98 (24) بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقبوض میں پھینکنے کا ارادہ کیا، تو میرے نفس نے مجھے روک لیا۔ چنانچہ میں پھر آپ ﷺ کی طرف لوٹ کر آیا۔ اور عرض کی: یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے میرے لیے اپنی آواز کو سخت کیا اور فرمایا: اسے وہیں لوٹا دو جہاں سے تم نے اسے لیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن مجھے (مال غنیمت میں سے) ایک تلوار عطا فرمائی اور مال غنیمت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام طیالسی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے المعرفتہ میں حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے: کہ انہوں نے کہا: غزوۂ بدر کے دن میں نے ایک تلوار اٹھائی اور وہ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ یہ تلوار مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دو جہاں سے اسے اٹھایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ اور یہی حضرت عبداللہ کی قرأت ہے کہ انفال اسی طرح ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انفال کے بارے سوال کیا تو انہوں نے کہا: ہم میں اصحاب بدر موجود ہیں۔ یہ اس وقت نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت کے بارے میں اختلاف کیا اور اس کے بارے میں ہمارے اخلاق مناسب نہ رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لیا اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان اسے برابر برابر تقسیم فرمایا (1)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ بیہقی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں حاضر ہوا۔ باہم لوگوں کا مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔ پس ایک گروہ شکست خوردہ لشکر کے ساتھ لڑتے ہوئے اس کے پیچھے چلا گیا اور ایک گروہ میدان جنگ پر چھا گیا اور مال غنیمت اپنے لیے مخصوص کرنے لگا اور جمع کرنے لگا اور ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تاکہ کوئی دشمن آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ یہاں تک کہ جب رات ہوئی اور لوگ لوٹ کر آپس میں ایک دوسرے سے ملے۔ تو جنہوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا انہوں نے کہا: ہم نے یہ مال اکٹھا اور جمع کیا ہے۔ لہٰذا اس میں کسی اور کا کوئی حصہ نہیں۔ اور جو دشمن کی تلاش میں نکلے تھے انہوں نے کہا: تم اس مال کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ ہم نے ہی اس سے دشمن کو بھگایا اور ہم نے ہی انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اور وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ کے اردگرد جمع رہے، انہوں نے کہا تم اس مال کے ہم سے بڑھ کر حق دار نہیں ہو۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالے رکھا۔ اور ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔ چنانچہ ہم اس میں مشغول رہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 205

WWW.NAFSEISLAM.COM

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے مسلمانوں کے مابین تقسیم کیا اور آپ ﷺ جب دشمن کی زمین پر حملہ آور ہوتے تو چوتھائی مال دینے کا اعلان کرتے۔ اور جب واپس لوٹ کر آتے تو ثلث مال غنیمت لوگوں کے سپرد کر دیتے۔ اور آپ مال غنیمت کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے مسلمانوں میں سے قوی اور طاقت ور لوگوں کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے میں سے ضعیف اور کمزور لوگوں پر لوٹا دیں (1)۔

امام اسحاق بن راہویہ نے مسند میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی اور اسے فتح عطا فرمائی۔ اور جو کوئی ساز و سامان لے کر آیا آپ نے اسے خمس میں سے عطا کیا۔ پھر کچھ آدمی لوٹ کر آئے جو پیش قدمی کرتے ہوئے جنگ لڑتے رہے اور دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے ان سے لڑتے رہے اور انہوں نے مال غنیمت پیچھے چھوڑ دیا۔ نتیجتاً انہوں نے مال غنیمت میں سے کوئی شے حاصل نہ کی۔ تو انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے ان لوگوں کا کیا حال ہے جو پیش قدمی کرتے رہے اور دشمن کا پیچھا کرتے رہے۔ اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے جو جنگ میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ سو آپ نے انہیں مال غنیمت عطا کر دیا ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور پھر یہ آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: جو مال تم نے لے لیا ہے وہ واپس لوٹا دو اور پھر اسے عدل و مساوات کے ساتھ تقسیم کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسی کا حکم فرما رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی: کیا ہم اس کا حساب کر لیں اور کھا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا حساب کر لو۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے غزوۂ بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے مال غنیمت کے بارے دریافت کیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے نازل ہونے کے بعد خمس کے سوا سے تنفیل نہیں کی۔ پس آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن خمس سے عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس کے بعد ثلث عطا کرنے کا اعلان فرماتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے جب غزوہ بدر کا دن تھا۔ اس دن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو قتل کیا اس کے لیے اتنا اتنا ہوگا اور جس نے کسی آدمی کو قیدی بنایا تو اس کے لیے اتنا اتنا ہوگا۔ پس جو بوڑھے تھے وہ تو جھنڈوں کے نیچے ثابت رہے اور جو نوجوان تھے وہ تیزی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 205، دار الصمیعی الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے قتل اور غنائم کی طرف بڑھے۔ تو بوڑھوں نے جوانوں سے کہا: ہمیں اپنے ساتھ شریک کرلو کیونکہ ہم بھی تمہارے لیے معاون و مددگار رہیں۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی شے (تکلیف) لاحق ہوتی تو بالیقین تم ہماری طرف ہی پناہ لیتے۔ چنانچہ وہ اپنا جھگڑا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان مال غنیمت برابر برابر تقسیم کردیا(1)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس دن غزوۂ بدر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا ہوگا۔ اور جو کسی کو قید کر کے لائے گا اس کے لیے اتنا ہوگا۔ تو ابو الیسر بن عمرو انصاری دو قیدیوں کو لے کر آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک آپ نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔ تو اتنے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نے ان لوگوں کو عطا فرمایا، تو پھر آپ کے اصحاب کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔ بے شک اجر میں بے رغبتی نے ہمیں اس سے نہیں روکا اور نہ بزدلی نے ہمیں دشمن سے باز رکھا ہے۔ ہم تو اس مقام پر آپ کی محافظت و نگہبانی کے لیے کھڑے رہے کہ کہیں وہ آپ پر پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائیں۔ سو وہ باہم جھگڑنے لگے تو اس دوران قرآن نازل ہوا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ اور حضرت عبد اللہ کے اصحاب اس کی قرأت اس طرح کرتے تھے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ فیما تشاجر تم به" پس انہوں نے مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (الانفال: 41) الی آخر الآیہ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سریہ بھیجا۔ پس کمزور اور ضعیف لوگ لشکر میں ٹھہرے رہے اور اہل سریہ غنائم تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام کے درمیان اسے تقسیم کردیا۔ تو اہل سریہ نے کہا: یہ کمزور لوگ ہمارے حصے لے رہے ہیں کیونکہ یہ لشکر میں رہے، ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہی کمزور اور ضعیف لوگوں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر سے واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورۂ انفال نازل فرمائی اور بدر کا مال غنیمت حلال کرنے کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عتاب کیا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے مابین اسے تقسیم کیا، کیونکہ انہیں اس کی حاجت تھی اور نفل (زائد عطیہ) کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 241 (2876) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 239 (9483) المجلس العلمی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

پس اللہ تعالیٰ نے اسے رسول مکرم ﷺ کی طرف لوٹا دیا اور پھر آپ نے اسے ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا۔ سو اس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اطاعت بھی ہے، اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری بھی ہے اور اپنے معاملات کی اصلاح بھی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پانچ حصوں میں سے چار کے بعد پانچویں کے بارے دریافت کیا؟ سو یہ آیت نازل ہوئی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔(1)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ بدر کے دن نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے ایک آدمی دونوں مال غنیمت میں سے کچھ لینے کے لیے نکلے۔ پس دونوں نے ایک تلوار پڑی ہوئی پائی اور دونوں ہی ایک ساتھ اس پر گر پڑے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے لیے ہے۔ اور انصاری نے کہا: یہ میرے لیے ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے تیرے حوالے نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ چنانچہ اسے لے کر دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور دونوں نے اپنا واقعہ گوش گزار کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! نہ یہ تیرے لیے ہے اور نہ ہی یہ انصاری کے لیے ہے بلکہ یہ میرے لیے ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دی۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اور فرمایا وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال: 41) ''اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے''۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نحاس رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا۔ تو انہوں نے بہت سے اونٹ مال غنیمت میں حاصل کئے۔ ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ بطور تنفیل انہیں دیا گیا(2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے حضرت حجاج بن سہیل نصری رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے، بعض نے کہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل تھا۔ انہوں نے کہا: جب غزوۂ بدر کا دن تھا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے قتال کیا اور ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا۔ پس وہ گروہ جس نے جنگ میں حصہ لیا وہ چھینا ہوا ساز و سامان اور وہ تمام اشیاء لے کر آئے جن تک وہ پہنچ سکے، سو ان کے درمیان مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا اور اس گروہ کو کوئی حصہ نہ دیا گیا جس نے عملاً قتال میں شرکت نہ کی۔ چنانچہ اسی گروہ کے افراد نے کہا: ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ تو دوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ نتیجتاً ان کے مابین تلخ کلامی کا تبادلہ ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 203 2۔ صحیح مسلم، باب الانفال، جلد 2، صفحہ 86، قدیمی کتب خانہ کراچی

وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ پس ان کے درمیان اپنے معاملات کی اصلاح یہی ہے کہ اگر وہ لوٹادیں وہ سامان جو انہیں دیا گیا اس بنا پر کہ انہوں نے وہ حاصل کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ذکر کیا ہے کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انفال سے مراد مغانم ہیں اور وہ خالصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں، کسی اور کے لیے ان میں کوئی شے نہیں ہے۔ مسلمانوں کے سرایا جو چیز بھی حاصل کریں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئیں۔ پس جس نے بھی اس میں سے سوئی یا دھاگہ اپنے پاس روک لیا تو وہ چوری اور خیانت کا مرتکب ہوا۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ التجا کی کہ آپ اس سامان میں سے کوئی چیز انہیں عطا فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ کہ یہ آپ سے مال غنیمت کے بارے دریافت کرتے ہیں۔ فرمایئے غنیمتیں میرے لیے ہیں اور میں نے ان کا مالک اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے تمہارے لیے اس میں سے کوئی شے نہیں ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ''پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو''۔ یہ آیت اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک نازل ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ (انفال: 41) پھر اللہ تعالیٰ نے اس پانچویں حصے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لیے تقسیم کر دیا اور پانچ میں سے چار حصے لوگوں میں برابر تقسیم کر دیے۔ اس طرح کہ گھوڑے کے لیے دو حصے، اس کے مالک کے لیے ایک حصہ اور پیدل کے لیے بھی ایک حصہ رکھا (2)۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان سے مراد غنیمتیں ہیں۔ پھر اسے اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ ''وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ'' الآیہ۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، نحاس، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ایک آدمی کو سنا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انفال کے متعلق سوال کر رہا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: گھوڑا بھی مال غنیمت میں سے ہے اور چھینا ہوا مال بھی غنیمت میں سے ہے۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر بھی یہی جواب دیا۔ پھر اس آدمی نے کہا: وہ انفال جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا وہ کیا ہے؟ پس وہ مسلسل سوال کرتا رہا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ آپ کو تنگ کر دیتا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اس صبیغ کی مثل ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں: کہ آپ نے فرمایا: تجھے اس کی زیادہ حاجت اور ضرورت ہے جو تجھے مارے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ عراقی کے ساتھ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مارا تھا یہاں تک کہ خون اس کی ایڑیوں تک بہہ گیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انفال سے مراد

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 12، صفحہ 98، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 202

غنیمتیں ہیں، انہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کریں۔ پس طاقت ور کمزور اور ضعیف کی طرف لوٹا دے۔

امام عبد بن حمید، نحاس، ابن منذر، ابن جریر اور ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے بارے میں حضرت عطاء نے کہا: کہ انفال سے مراد وہ سامان ہے جو مشرکین سے بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوا ہو۔ چاہے وہ غلام ہوں، یا چوپائے یا دیگر ساز و سامان۔ پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ملکیت ہے آپ جو چاہیں اس میں تصرف کر سکتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عمرو رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تا کہ ہم آپ سے انفال کے بارے دریافت کریں؟ تو انہوں نے فرمایا: تم انفال کے بارے مجھ سے پوچھتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نفل نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پانچویں حصے کے سوا کسی اور سے تنفیل (زائد عطیہ دینے) کا اعلان نہیں فرمایا (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تنفیل نہیں کرتے تھے مگر خمس (پانچواں حصہ) سے (3)۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانوں کی غنیمتوں میں تنفیل کرنا صحیح نہیں مگر پانچویں حصہ سے (4)۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امراء میں سے ایک امیر نے یہ ارادہ کیا کہ خمس نکالنے سے پہلے اسے مال غنیمت میں زائد عطیہ دیا جائے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ اس کا خمس نکالے (5)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ہے (6)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ پڑھا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا انفال سے مراد مال فے ہے۔ اس سے مراد وہ مال ہے جو مشرکین کے اموال میں سے حاصل کیا جائے مگر اس پر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے جائیں (یعنی اس کے لیے جنگ نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 201
2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 192، حبیب الرحمن الاعظمی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207

WWW.NAFSEISLAM.COM

لڑی جائے)۔ پس وہ مال صرف حضور نبی کریم ﷺ کے لیے خاص ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے متعلق کہا کہ انفال سے مراد وہ مال ہے جو سرایا کے ذریعے حاصل ہوا ہو (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ دونوں نے کہا: غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے تھیں یہاں تک کہ آیۃ الخمس نے اسے منسوخ کر دیا اور وہ آیت یہ ہے وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ الآیہ (الانفال:41)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب عبد اللہ اس آیت کو "یسئلونك الانفال" پڑھتے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنین پر پابندی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کریں۔ جہاں انہوں نے غنیمتوں میں اختلاف کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: تم باہمی معاملات میں گالی گلوچ نہ دو (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ان کے درمیان باہمی معاملات کی اصلاح یہ ہے کہ اگر غنائم واپس لوٹا دی جائیں تو پھر انہیں ان افراد کے درمیان جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے اور ان کے درمیان جو لڑتے رہے اور مال غنیمت جمع کیا، تقسیم کر دی جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مراد کتاب و سنت کی اتباع کرنا ہے۔

امام ابو یعلی، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور آپ کی پیروی کرتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے آپ ﷺ کو اس طرح مسکراتے دیکھا کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: رب العزت کے سامنے میری امت کے دو آدمی دو زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا ہے: اے میرے رب! میرے بھائی کی جانب سے مجھ پر کیے جانے والے مظالم کے بدلے اسے پکڑ لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: تو اپنے بھائی کو اس پر کیے جانے والے مظالم کا بدلہ دے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میری نیکیوں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 499 (33288) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (33286)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 487 (11084) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 210

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی۔ تو دوسرے نے عرض کی: اے میرے رب! میری جانب سے میرے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا جائے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں روتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بہہ پڑیں۔ پھر فرمایا: بے شک یہ اس عظیم دن کے لیے ہے جس دن لوگ یہ ضرورت محسوس کریں گے کہ ان سے ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھالیا جائے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے طالب (مطالبہ کرنے والا) کو فرمایا ہے اپنی نگاہ اوپر اٹھاؤ اور جنتوں کی طرف دیکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنا سر بلند کیا اور کہا: اے میرے رب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جنہیں موتیوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ کون سے نبی کے لیے ہیں، یہ کون سے صدیق کے لیے ہیں، یہ کون سے شہید کے لیے ہیں؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ اس کے لیے ہیں جس نے ثمن (قیمت) ادا کئے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! اس کے ثمن کا مالک کون ہوسکتا ہے؟ رب کریم نے فرمایا: تو اس نے عرض کی: وہ کیسے؟ تو رب کریم نے فرمایا: اپنے بھائی کو معاف کر کے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اسے معاف کر دیا۔ تو رب کریم نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور اسے جنت میں ساتھ لے جا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین کے درمیان صلح کرادے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین تمام کو ایک ہی سرزمین پر جمع فرمائے گا۔ پس کون جان سکتا ہے کہ کنارے کہاں ہیں؟ تو حضرت ام ہانی نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر عرش کے نیچے سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! پس وہ کلام کو سمجھ لیں گے پھر وہ آواز دے گا: اے اہل توحید! پھر تیسری بار پکار کر کہے گا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرمادیا ہے۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے حالانکہ وہ دنیا کی تاریکیوں اور بے انصافیوں میں بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ تو پھر وہ پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! تم آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دو اور ثواب وجزا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ندا دینے والا پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرمادیا ہے اور چاہیے کہ تم بھی آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دو اور ثواب عطا فرمانا میرے ذمہ کرم پر ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۟ۚ (۲)

"صرف وہی سچے ایمان دار ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ کی آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو اور صرف اپنے رب پر وہ بھروسہ رکھتے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحوال، جلد 4، صفحہ 620 (8718)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں، گھبرا جاتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: منافقین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کے فرائض ادا کرتے وقت کوئی شے داخل نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کسی کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، نہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں اور نہ وہ نمازیں ادا کرتے ہیں جب کہ وہ غائب ہوں اور نہ ہی اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ پھر مومنین کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ سو اس کے فرائض ادا کرو(1)۔

امام حکیم ترمذی، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الوجل فی القلب (دل کا کانپ اٹھنا) سر اور چہرے کی پھنسیوں کی جلن کی طرح ہے، اے شہر! کیا تو کپکپی پاتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں ضرور۔ تو انہوں نے کہا: پھر اس وقت دعا کیا کر کیونکہ اس وقت میں دعا قبول ہو جاتی ہے(2)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مومن کے دل کا کانپنا پھنسی کی جلن کی طرح ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اسے پائے تو اسے چاہیے کہ اس وقت دعا مانگے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: فلاں نے بیان کیا: بے شک میں جانتا ہوں میری دعا کب قبول کی جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ کہاں سے اسے جانتا ہے؟ تو اس نے کہا: جب میری جلد کانپنے لگے اور میرا دل گھبرا جائے اور میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو جائیں تو اس وقت میری دعا قبول کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی نے کہا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو ظلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا گناہ کا قصد کرتا ہے۔ تو اسے کہا جاتا ہے: تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ تو اس کا دل کانپ اٹھتا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا کی تفسیر میں فرمایا (یہ) ان کی تصدیق کو بڑھا دیتی ہیں(4)۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ربیع بن انس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آیات ان کی خشیت کو بڑھا دیتی ہیں(5)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 211
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 212
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 211
5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایمان زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے، اس سے مراد قول و عمل ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایمان کے زیادہ اور کم ہونے پر قرآن ناطق ہے۔ لہٰذا زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا یہ ارشاد ایمان کے زیادہ ہونے پر دلیل ہے۔ اور جب ہم غافل ہو جائیں بھول جائیں اور ہم اسے ضائع کر دیں تو وہی اس کی کمی اور نقصان ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اہل زمین کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق کا ایمان بڑھ جائے ''لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِيْمَانُ اَبِي بَكْرٍ'' (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کوئی امید اور آرزو نہیں رکھتے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ پر توکل ایمان کو یکجا کرتا ہے (3)۔

امام بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ توکل سے مراد ایمان کو جمع کرنا ہے (4)۔

ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے حضرت سعید بن جبیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا نصف ایمان ہے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴

''(اور) جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو، نیز اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں، انہی کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور باعزت روزی''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایمان عمل کی طرف منتقل ہو گیا۔ چنانچہ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (انفال: 2) پھر انہیں عمل کی طرف تبدیل کرتے ہوئے فرمایا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہی کفر سے بری ہیں (5)۔

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 77، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 211
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 202، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ شعب الایمان، باب التوکل والایمان، جلد 2، صفحہ 111 (1324) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابوالشیخ نے بیان کیا۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَقًّا کا معنی خالصا ہے یعنی وہ لوگ خالص مومن ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وہی لوگ حق کے ساتھ ایمان کے مستحق ہوئے، سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ حق عطا فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ضریس کی سند سے حضرت ابوسنان رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کے متعلق عمرو بن مرہ سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا: بلاشبہ قرآن کریم لغت عرب کے مطابق نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ تیرا یہ قول ہے: ''فُلَانٌ سَيِّدٌ حَقًّا وَّ فِي الْقَوْمِ سَادَةٌ، وَ فُلَانٌ شَاعِرٌ حَقًّا وَ فِي الْقَوْمِ شُعَرَاءُ۔'' فلاں سچا سردار ہے حالانکہ قوم میں کئی سردار ہیں۔ فلاں حقیقی شاعر ہے حالانکہ قوم میں کئی شاعر ہیں''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ایک قوم سراً کفر کرتی تھی اور جہراً ایمان کا اظہار کرتی تھی۔ اور ایک قوم سراً ایمان رکھتی اور جہراً کفر کو ظاہر کرتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز کرے۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ یہاں تک کہ اس قول پر انتہا کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہ وہ لوگ ہیں جو سراً اور ظاہراً ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو سرا کفر کرتے ہیں اور اظہار ایمان کا کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے میں حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور وہ سب مومن ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے حارث! تو نے صبح کیسے کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے سچے مومن کی حالت میں صبح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے۔ کیونکہ ہر شے کی ایک حقیقت ہے۔ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے نفس کو دنیا سے روک لیا ہے اور میں نے اپنی رات کو بیدار رکھا اور اپنے دن کو پیاسا رکھا۔ اور گویا میں اہل جنت کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت میں ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اور میں اہل جہنم کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس میں پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارث! تو نے پہچان لیا۔ پس ان تینوں پر کاربند رہنا۔ عربی متن یہ ہے ''اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهٗ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ، كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟ قَالَ: اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا، قَالَ: اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةً، فَمَا حَقِيْقَةُ اِيْمَانِكَ؟ فَقَالَ؟ عَزَفَتْ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا فَاَسْهَرْتُ لَيْلِيْ، وَاَظْمَاْتُ نَهَارِيْ، وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا، وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ فِيْهَا، قَالَ: يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ ثَلَاثًا'' (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213 2۔ معجم کبیر، جلد 3 صفحہ 226 (3367) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ سے مراد فضائل اور رحمت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان کے رب کے پاس ان کے بلند رتبہ اعمال ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ کے متعلق حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل جنت بعض بعض کی نسبت صاحب فصل اور بلند رتبہ ہیں۔ پس جو اوپر ہوگا وہ اپنے سے نیچے والے پر اپنی فضیلت دیکھے گا اور جو نیچے ہوگا وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ اس پر کسی کو فضیلت حاصل ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ وَ مَغْفِرَةٌ سے مراد یہ ہے کہ گناہ ترک کرنے کے سبب ان کے لیے مغفرت اور بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيْمٌ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے رِزْقٌ كَرِيْمٌ تو اس سے مراد جنت ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

''جس طرح نکال لایا آپ کو آپ کا رب آپ کے گھر سے حق کے ساتھ اور بے شک اہل ایمان کا ایک گروہ (اس کو) ناپسند کرنے والا تھا جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں اس کے بعد کہ وہ واضح ہو چکی تھی گویا وہ ہانکے جارہے تھے موت کی طرف درآنحالیکہ وہ (موت کو) دیکھ رہے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا درآنحالیکہ ہم مدینہ طیبہ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ابو سفیان کا قافلہ قریب آگیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس کے بارے کیا رائے رکھتے ہو؟ شاید اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے غنیمت بنادے گا اور ہمیں محفوظ کرلے گا۔ پس ہم نکل پڑے۔ جب ہم ایک یا دو دن سفر کر چکے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اپنے آپ کو شمار کرلیں۔ پس ہم نے ایسے کرلیا۔ اس وقت ہم تین سو تیرہ افراد تھے۔ ہم نے اپنی تعداد کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اظہار مسرت فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: یہ تو اصحاب طالوت کی تعداد ہے۔ پھر فرمایا: تم قوم کے بارے کیا خیال کرتے ہو کیونکہ انہیں تمہارے خروج کی خبر دی جاچکی ہے؟ اس پر ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ قسم بخدا ہم میں قوم (لشکر جرار) کے ساتھ لڑنے کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213

طاقت نہیں۔ کیونکہ ہم تو قافلے کے لیے نکلے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم قوم کے ساتھ جنگ کے بارے کیا رائے رکھتے ہو؟ تو ہم نے پہلے کی مثل ہی جواب دیا، پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسے نہ کہو جیسے اصحاب موسیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ) ''پس جاؤ تم اور تمہارا رب اور دونوں لڑو (ان سے ہم تو یہاں بیٹھیں گے''۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ الی قولہ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ پس جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرما رکھا ہے۔ وہ ایک گروہ یا تو قوم (یعنی کفار کا لشکر) ہے اور یا قافلہ ہے۔ اس پر ہمارے دل مطمئن اور خوش ہو گئے۔ پھر ہم ان کے لشکر کے مقابلہ میں جمع ہوئے اور اپنی صف بندی کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی اے اللہ! میں تجھے اپنا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رہنمائی کروں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس سے کہیں افضل و اعلیٰ ہیں کہ ہم ان کی رہنمائی کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے بزرگ اور برتر ہے کہ آپ اسے اس کا وعدہ یاد دلائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! میں ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھ اٹھائی اور وہ قوم کے چہروں کی طرف پھینک دی، پس وہ شکست کھا گئے۔ ''يَا ابْنَ رَوَاحَةَ لَاُنْشِدَنَّ اللّٰهَ وَعْدَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، فَاَخَذَ قَبْضَةً مِّنَ التُّرَابِ فَرَمٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَانْهَزَمُوْا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:17)'' اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی''۔ ہم نے خوب قتل کیے اور قیدی بنا لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ آپ کے لیے قیدی ہوں۔ کیا ہم دعوت دینے والے اور الفت کرنے والے نہیں ہیں؟ پس گروہ انصار نے ہمیں کہا: عمر نے جو کچھ ہمیں کہا ہے اس پر ہمارے حسد نے انہیں برانگیختہ کیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہو گئے پھر جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا: عمر کو میری طرف بلاؤ۔ چنانچہ آپ کو بلایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى (الانفال:67) الآیہ۔ ''نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی'' (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی رحمہم اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی طرف خروج کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام روحاء پر پہنچے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا: تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ وہ اتنے اتنے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح گفتگو کی۔ پھر آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 37، بیروت (مختصراً)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور پوچھا: تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ہماری رائے معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت وتکریم عطا فرمائی اور آپ پر کتاب نازل فرمائی! میں اس راستے پر کبھی نہیں چلا اور نہ مجھے اس کے بارے کچھ علم ہے۔ لیکن اگر آپ چلتے رہیں یہاں تک کہ آپ یمن کے علاقے برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم ضرور بہ ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے۔ اور ہم ان لوگوں کی طرح ہرگز نہیں ہوں گے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ) بلکہ آپ اور آپ کا رب چلیں اور دونوں جا کر لڑیں ہم بھی تمہارے ساتھ پیروی کرتے ہوئے چلیں گے۔ شاید آپ ایک کام کے ارادہ سے نکلے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ نئے کام سے آپ کا واسطہ ڈال دیا ہے۔ پس اسی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے جس نے آپ کا واسطہ اس سے ڈالا ہے۔ آپ اس کو پورا کیجئے اور جن سے آپ چاہیں تعلقات جوڑ لیں اور جن سے چاہیں تعلقات منقطع کرلیں اور جن سے چاہیں آپ عداوت رکھیں اور جن سے چاہیں مصالحت کرلیں اور ہمارے مالوں میں سے بھی آپ جو چاہیں لے لیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قول پر قرآن نازل ہوا: كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ اس قول تک وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تو ابوسفیان سے مال غنیمت کے حصول کا ارادہ رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جنگ کی صورت پیدا کردی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جس طرح آپ کو آپ کا رب آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکال لایا اسی طرح آپ کو آپ کا رب نکال لایا اپنے اس قول کی طرف کہ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ "وہ جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں"۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد قتال یعنی جنگ ہے (یعنی اسی طرح آپ کو آپ کا رب جنگ کی طرف نکال لایا) (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں سدی نے کہا۔ کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے بدر کی طرف خروج کرنے کا بیان ہے۔ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ فرمایا کہ بے شک اہل ایمان کا ایک گروہ مشرکین کی تلاش کو ناپسند کرنے والا تھا يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ "جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں اس کے بعد کہ وہ واضح ہو چکی تھی" بے شک آپ نہ کریں مگر وہی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ "گویا وہ ہانکے جا رہے تھے موت کی طرف" جس وقت کہا گیا کہ وہ مشرکین ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے دشمن سے مقابلہ کے بارے مشورہ طلب فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا جو کہا: اور وہ غزوہ بدر کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا تو وہ جنگ کے لیے مشقت میں پڑ گئے اور آپ نے انہیں لڑائی کے بارے حکم فرمایا تو اہل

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 353 (36660) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 215

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایمان نے اسے ناپسند کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ الی قولہ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ' درآنحالیکہ وہ مشرکین کی ملاقات کو ناپسندیدہ دیکھ رہے ہیں (1)۔

امام بزار، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام جبر اور سختی کے ساتھ نازل ہوا۔ تو ہم نے جبر میں خیر (نیکی) کی بھلائی پائی۔ ہم حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکل گئے اور حرہ کی دونوں اطراف کے درمیان تمکین اور دلدلی زمین کو اپنا مسکن بنالیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارے لیے بلندی اور کامیابی رکھ دی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی طرف نکلے، اس حالت پر جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ الی قولہ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ سو اللہ تعالیٰ نے اسی میں ہمارے لیے رفعت و بلندی اور فتح و کامرانی رکھ دی اور ہم نے اس جنگ میں انتہائی قسم کی خیر اور بھلائی کو پالیا۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلے کی طرف نکلنا ہے (2)۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸

''اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک کا ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لیے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کردے اپنے ارشادات سے اور کاٹ دے کافروں کی جڑ تا کہ ثابت کردے حق کو اور مٹادے باطل کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) عادی مجرم''۔

امام بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ دونوں نے کہا: ابن حضرمی کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ماہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا اور اس کے ساتھ قریش کے تمام خاندانوں سے ستر شہسوار تھے۔ ان میں مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص بھی تھے اور وہ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے، ان کے پاس اہل مکہ کے خزانے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ قریش میں سے جس کے پاس اوقیہ یا اس سے زائد (سونا، چاندی) تھا، حویطب بن عبدالعزیٰ کے سوا سب نے وہ ابوسفیان کے ساتھ بھیجا تھا، پس اسی سبب سے حویطب بدر سے بھی پیچھے رہ گیا اور اس میں حاضر نہ ہوا۔ ان کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس ہوا اس سے قبل ان کے درمیان جنگ کا آغاز ہو چکا تھا کہ ابن حضرمی کو قتل کیا گیا اور دو آدمیوں عثمان اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 217

حکم کو قید کرلیا گیا۔ پس جب ابوسفیان کے قافلے کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا، تو آپ نے عدی بن ابی زغباء انصاری جو بنی غنم سے تھے اور اصلاً قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتے تھے اور بسبس یعنی ابن عمرو کو قافلے کی خبر لینے کے لیے بھیجا۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ساحل سمندر کے قریب جہینہ کے ایک قبیلے میں آپہنچے۔ ان سے قریش کے تجار اور قافلے کے متعلق دریافت کیا۔ پس انہوں نے انہیں قوم کے بارے آگاہ کیا۔ پھر وہ دونوں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کو قافلے کے لیے جمع کیا اور یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

ابوسفیان جہنی قبائل میں آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے خوفزدہ تھا۔ اس نے پوچھا: کیا انہوں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے اسے دوسواروں عدی بن زغباء اور بسبس کی خبر دی اور انہوں نے ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف بھی اس کی رہنمائی کی۔ تو ابوسفیان نے کہا: ان کے اونٹوں کی کوئی لید اٹھالاؤ۔ جب اس نے اسے توڑا تو اس میں گٹھلی پائی۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا یہ اہل یثرب کا چارہ ہے اور وہ لوگ محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے جاسوس ہیں۔ چنانچہ وہ تلاش کے ڈر سے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چلے اور ابوسفیان نے بنی غفار کا ایک آدمی جسے ضمضم بن عمرو کہا جاتا تھا اسے قریش کی طرف بھیجا کہ تیزی سے آؤ اور اپنے قافلے کو محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے بچاؤ۔ کیونکہ آپ نے ہمارا راستہ روکنے کے لیے اپنے اصحاب کو جمع کیا ہے۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ آپ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھیں۔ غزوۂ بدر اور ضمضم کے آنے سے پہلے انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ آپ کو اس سے انتہائی گھبراہٹ ہوئی۔ چنانچہ اسی رات اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلا بھیجا۔ جب عباس ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اور اس کے سبب میں انتہائی خوف زدہ ہوئی اور اس کے سبب مجھے تیری قوم پر ہلاکت کا خوف لاحق ہوا ہے۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں تمہیں ہرگز نہیں بتاؤں گی یہاں تک کہ تو میرے ساتھ وعدہ کرے کہ تو اس کا ذکر کہیں نہیں کرے گا، کیونکہ اگر انہوں نے یہ سن لیا تو وہ ہمیں ایسی باتیں کہیں گے اور سنائیں گے جو ہمیں پسند نہیں ہوں گی، سو جب عباس نے ان سے وعدہ کرلیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے ایک سوار کو دیکھا ہے جو اعلیٰ مکہ کی جانب سے اپنی سواری پر ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے: اے آل غدر! دو یا تین راتوں میں نکلو۔ پس وہ چیختے چلاتے آیا یہاں تک کہ سواری پر ہی مسجد میں داخل ہوگیا اور اس نے تین بار یہاں انتہائی شدید آواز کے ساتھ چیخ کر کہا۔ نتیجۃً مرد، عورتیں اور بچے اس کے پاس جمع ہوگئے اور لوگ اسے دیکھ کر انتہائی شدید گھبراہٹ میں مبتلا ہوگئے۔ عاتکہ نے کہا: پھر میں نے اسے اسی طرح کعبہ کی چھت پر اپنی سواری پر دیکھا ہے کہ اس نے تین بار چلا کر پکارا: اے آل غدر، اے آل فجر دو یا تین راتوں میں نکلو۔ پھر میں نے اسے ابوقبیس کے اوپر اسی حالت میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے یا آل غدر یا آل فجر۔ یہاں تک کہ میں نے اہل مکہ سے اخشبین کے درمیان سے بھی یہ آواز سنی۔ پھر اس نے ایک چٹان کا قصد کیا اور اسے اپنی بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ پھر اسے اہل مکہ کی طرف بھیجا پس وہ چٹان آئی، اس میں شدید حس موجود تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ اصل جبل کے پاس تھی تو پھٹ گئی اور میں مکہ کا کوئی گھر اور بیت نہیں جانتی۔ مگر

یہ کہ اس چٹان کا ٹکڑا اس میں جا گرا۔ پس اس کے سبب مجھے تمہاری قوم کے بارے خوف اور ڈر لاحق ہو گیا ہے عباس بھی اس کے خواب سے خوف زدہ ہو گئے۔ پھر عاتکہ کے پاس سے نکل کر اسی رات کے آخر میں ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جا ملے اور ولید عباس کا گہرا دوست تھا۔ اور اسے عاتکہ کا خواب سنایا اور کہا کہ وہ کسی اور سے اس کا ذکر نہ کرے۔ چنانچہ ولید نے اس کا ذکر اپنے باپ عتبہ سے کیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتایا پس بات پھیلتی گئی اور ابو جہل بن ہشام کے پاس پہنچی اور سارے اہل مکہ میں مشہور ہو گئی۔ جب دوسرے دن انہوں نے صبح کی عباس بیت اللہ شریف کا طواف کرنے لگے۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ مسجد میں ابو جہل، عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ، امیہ، ابی بن خلف، زمعہ بن اسود اور ابوالبختری قریش کی ایک جماعت کے ساتھ باہم گفتگو کر رہے ہیں، جب ان کی نظر عباس پر پڑی۔ تو ابو جہل نے انہیں بلا کر کہا: وہ کیا خواب ہے جو عاتکہ نے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ تو ابو جہل نے کہا: اے بنی ہاشم! کیا تم مردوں کے جھوٹ پر راضی نہیں ہو کہ تم عورتوں کے جھوٹ بھی ہمارے پاس لانے لگے ہو۔ بے شک ہم اور تم گھوڑوں کی طرح ہیں۔ پس ہم کتنے وقت سے بزرگی اور شرف میں سبقت لے گئے ہیں۔ جب سوار پیچھے رہ گئے تو تم نے کہہ دیا: ہم سے نبی (مکرم ﷺ) ہیں اور اب اس کے سوا کچھ باقی نہیں تھا کہ تم یہ کہو ہم میں سے نبیہ بھی ہے۔ میں قریش میں سے کسی گھر کے باسیوں کو نہیں جانتا جن میں سے کوئی عورت یا مرد تم سے بڑھ کر جھوٹ بولنے والا ہو اور اس کی اذیت اس اذیت سے بڑھ کر ہو۔ ابو جہل نے کہا: عاتکہ نے گمان کیا ہے کہ سوار نے کہا ہے دو یا تین راتوں میں نکلو، پس اگر یہ تین راتیں گزر گئیں قریش پر تمہارا کذب واضح ہو جائے گا اور کتاب میں لکھ دیا جائے گا کہ تم سارے عرب میں ہر گھر کے مرد و زن سے بڑھ کر جھوٹ بولنے والے ہو۔ اے بنی قصی! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہیں دربانی کے پیشے، ندوہ، پانی پلانے، لواء اور وفد بنانے کے لیے لے جایا جاتا یہاں تک کہ تم اپنے میں سے نبی لے کر ہمارے پاس آئے؟ تو عباس نے کہا: کیا تو رک جائے گا۔ کیونکہ جھوٹ تیرے اور تیرے گھر والوں کی جانب سے ہے؟ پس ان دونوں کے پاس موجود کسی آدمی نے کہا: اے ابو الفضل! تو جاہل اور بے وقوف نہیں ہے۔ چنانچہ عباس عاتکہ سے اس حال میں ملے کہ وہ انہیں ان کے خواب کی بنا پر شدید اذیت پہنچا چکے تھے۔

پس جب اس رات کی شام ہوئی جس رات عاتکہ نے خواب دیکھا تھا۔ تو ابو سفیان کا بھیجا ہوا سوار ضمضم بن عمرو غفاری ان کے پاس آ پہنچا اور اس نے چیخ چیخ کر کہا: اے آل غالب بن فہر! جلدی سے چلو۔ محمد (ﷺ) اور اہل یثرب ابو سفیان کا راستہ روکنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں۔ تم اپنے قافلے کو بچاؤ اس کی حفاظت کرو قریش شدید گھبرا گئے اور عاتکہ کے خواب سے خوف زدہ ہو گئے اور عباس نے کہا: یہ ہے وہ جسے تم نے عاتکہ کا کذب اور جھوٹ گمان کیا تھا۔ پس وہ ہر کٹھن اور پست راستے پر دوڑنے لگے اور ابو جہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس طرح قافلے کو پا لے گا جیسے اس نے کھجوروں کو پا لیا ہے۔ عنقریب وہ جان لیں گے، کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجوؤں کے ساتھ نکلے۔ ان میں ایک سو گھوڑ سوار تھے۔ انہوں نے کسی شخص کو پیچھے نہیں چھوڑا جو خروج کو ناپسند کرتا ہو۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کا یہ خروج محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے قہر و ظلم کی بنا پر ہے اور نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا، جس کے

اسلام کے بارے وہ جانتے تھے اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی کو چھوڑا سوائے اس کے جسے وہ متہم نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ایسے تمام افراد کو اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کیا۔ پس وہ افراد جنہیں انہوں نے مجبور کیا، وہ حضرت عباس بن عبد المطلب، نوفل بن حارث، طالب بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب آخرین میں سے تھے، وہاں طالب بن ابی طالب کہتے ہیں۔

اما یخرجن طالب بمقنب من هذه المقانب

فی نضر مقاتل یحارب ولکن المسلوب غیر السالب

والراجع المغلوب غیر الغالب

''کیا ان جتھوں میں سے ایک جتھے کے ساتھ طالب (مجبور ہو کر) نکلے گا جنگجوؤں کے ایسے گروہ کے ساتھ جو جنگ لڑے گا لیکن غنائم (چھینا ہوا ساز و سامان) چھیننے والے کے سوا کے لیے ہوں گے اور مغلوب ہو کر لوٹنے والے غالب کے سوا ہوں گے''۔

پس وہ چل پڑے یہاں تک کہ مقام جحفہ پر جا اترے۔ وہاں وہ عشاء کے وقت پہنچے اور پانی سے کھانا تیار کرنے لگے۔ ان میں سے ایک آدمی بنی مطلب بن عبد مناف میں سے تھا۔ اسے جہیم بن صلت بن مخرمہ کہا جاتا تھا۔ جہیم نے اپنا سر رکھا اور اس پر نیند طاری ہو گئی۔ پھر وہ ڈر گیا۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کیا تم نے وہ شہ سوار دیکھا ہے جو ابھی میرے پاس کھڑا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ تو تو مجنون اور دیوانہ ہے۔ اس نے کہا: ابھی میرے اوپر ایک گھوڑ سوار کھڑا تھا اور اس نے کہا: ابو جہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابو البختری اور امیہ بن خلف سب قتل ہو گئے۔ پس اس نے کفار قریش کے تمام اشراف و سردار شمار کر دیئے تو اس کے ساتھیوں نے اسے کہا: بے شک شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور جہیم کی بات ابو جہل تک پہنچا دی گئی۔ اس نے کہا: تم بنی ہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنی مطلب کے جھوٹ کو بھی لے لو۔ کل وہ دیکھ لیں گے کون قتل کرتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ وہ شام سے آ رہا ہے اور اس میں ابو سفیان بن حرب، مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص اور قریش کی ایک جماعت ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خروج کیا۔ جس وقت آپ ﷺ بدر کی طرف نکلے تو آپ بنی دینار کے سوراخ تک چلے اور واپس لوٹے تو آپ ثنیۃ الوداع سے لوٹ کر آئے۔ پس جس وقت رسول اللہ ﷺ نے سفر شروع کیا، اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تین سو سترہ افراد تھے۔ اور ابن فلیح کی روایت میں ہے کہ تین سو تیرہ افراد تھے۔ بہت سے صحابہ کرام آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور انتظار کرتے رہے۔ یہ وہ پہلا واقعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرمائی۔ مدینہ طیبہ آئے ہوئے اٹھارویں مہینے کا آغاز تھا۔ آپ ﷺ نے رمضان المبارک میں خروج کیا اور آپ ﷺ کی معیت میں مسلمان تھے جو صرف قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس آپ ﷺ بنی دینار کے نقب پر چلے اور مسلمان سخت راستے سے چلنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ وہ اونٹوں پر نکلے۔ ان میں سے ایک آدمی اونٹ پر سوار کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے شریک سفر حضرت علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت مرثد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے پاس صرف ایک اونٹ ہی تھا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک جب عرق الظبیہ کے مقام پر پہنچے تو تہامہ کی جانب سے آنے والا ایک سوار ان سے ملا۔ مسلمان چل رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک گروہ نے اس کے ساتھ موافقت کی اور اس سے ابوسفیان کے بارے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اس کے بارے کوئی علم نہیں۔

پس جب وہ اس کے خبر دینے کے بارے مایوس ہو گئے۔ تو انہوں نے اسے کہا: نبی مکرم ﷺ کو سلام پیش کرو۔ اس نے کہا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: تم میں سے کون ہیں؟ تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی رہنمائی کی۔ تو اعرابی نے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو جیسا کہ تم کہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: اگر تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو جیسا کہ تمہارا گمان ہے، تو مجھے اس کے بارے بتاؤ جو میری اس اونٹنی کی پیٹ میں ہے؟ انصار میں سے قبیلہ بنی عبدالاشہل کا ایک آدمی جسے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہا جاتا ہے وہ انتہائی غضب ناک ہو گئے۔ انہوں نے اعرابی کو کہا: تو اپنی اونٹنی پر چڑھا اور تجھ سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جو کچھ سلمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند کیا۔ جونہی آپ نے یہ سنا تو اسے فحش قرار دیا اور ان سے اعراض کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل پڑے آپ کو کوئی خبر موصول نہ ہوئی اور نہ ہی قریش کی تعداد کا علم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہمیں ہمارے اس معاملے اور سفر کے بارے مشورہ دو۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں زمین کی مسافت کے بارے لوگوں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں، ہمیں عدی بن ابی الزغباء نے یہ خبر دی ہے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی کے پاس ہے۔ پس ہمارے اور ان سے بدر دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی رائے کا اظہار کرو اور میری رہنمائی کرو۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ بے شک وہ قریش ہیں اور ان کی عزت اور مقام ہے۔ قسم بخدا! جب سے انہوں نے عزت اور غلبہ حاصل کیا ہے وہ ذلیل نہیں ہوئے ہیں اور جب سے وہ کافر ہوئے ہیں وہ ایمان نہیں لائے۔ قسم بخدا! آپ ضرور اپنے (خاندان کے افراد) سے ہی قتال کریں گے۔ پس اس کے لیے خوب تیاری کیجئے اور اس کے لیے تعداد شمار کر لیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میری رہنمائی کرتے ہو؟ تو حضرت مقداد بن عمر و رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝ (المائدہ) بلکہ آپ جائیں اور آپ کا رب جائے اور دونوں لڑیں، بے شک ہم اتباع کرتے ہوئے تمہارے ساتھ رہیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو۔ پس جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کثرت سے اور بار بار اپنے اصحاب سے مشورہ طلب کر رہے ہیں اور وہ مشورہ دے بھی رہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ پھر مشورہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔ تو اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ انصار سے بالکل واضح طور پر یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ جس معاملہ کا آپ ارادہ فرما رہے ہیں انہیں آپ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ شاید آپ کو یہ خوف ہے کہ انصار آپ کی غم خواری اور دلجوئی کا ارادہ نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ اسے اپنے اوپر حق خیال کرتے ہوں۔ مگر صرف اس

WWW.NAFSEISLAM.COM

صورت میں کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں، اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کے ساتھ دیکھ لیں۔ بلاشبہ میں انصار کی جانب سے کہہ رہا ہوں اور ان کی جانب سے جواب عرض کر رہا ہوں: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جہاں چاہیں سفر کیجیے، جو چاہیں ہمارے مالوں سے لے لیں پھر جو چاہیں ہمیں عطا فرمادیں اور جو کچھ آپ نے ہم سے لے لیا ہمارے نزدیک وہ اس سے زیادہ پسندیدہ ہوگا، جو آپ نے چھوڑ دیا۔ اور جو حکم بھی آپ نے جاری کیا ہماری رائے آپ کے حکم کے تابع رہے گی۔ پس قسم بخدا! اگر آپ چلتے رہے، یہاں تک آپ ذی یمن کے تالاب تک پہنچ گئے۔ تو بایقین ہم آپ کے ساتھ ہی چلیں گے۔ پس جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلو۔ کیونکہ میں نے قوم کے مقتولوں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کا قصد کیا۔

ابوسفیان نے تھوڑا قیام کیا اور پھر ساحل سمندر کے ساتھ ہو گیا اور اس نے قریش کی طرف لکھ بھیجا جب اس نے اپنا راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے بدل لیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس نے اپنے ساتھ موجود ساز و سامان کو محفوظ کر لیا ہے اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ کیونکہ تم اس لیے نکلے ہو تاکہ اپنے مال و متاع اور سواروں کی حفاظت کرو۔ تحقیق قافلہ محفوظ ہو چکا ہے۔ یہ خبر انہیں مقام جحفہ پر موصول ہوئی۔ تو ابوجہل نے کہا: قسم بخدا! ہم نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم میدان بدر میں پہنچ جائیں۔ وہاں ہم قیام کریں گے اور عربوں میں سے جو بھی ہمارے پاس حاضر ہوا ہم اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں گے۔ کیونکہ کوئی بھی ہمارے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ وہ ہمارے ساتھ حاضر ہوا ہم اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں گے۔ کیونکہ کوئی بھی ہمارے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ وہ ہمارے ساتھ قتال کرے گا۔ پس اخنس بن شریق نے اسے انتہائی ناپسند کیا اور ان کے واپس لوٹ جانے کو پسند کیا اور واپس لوٹنے کے بارے ہی ان کی رہنمائی کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور نافرمانی کی اور انہیں جاہلیت کی حمیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ سو جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہو گیا۔ تو وہ بنی زہرہ کی طرف جھک گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی بات تسلیم کر لی اور وہ لوٹ پڑے۔ سو ان میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے اخنس کی رائے کو انتہائی پسند کیا اور اس سے خوب برکت حاصل کی۔ چنانچہ مسلسل ان میں اس کی اطاعت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ بنو ہاشم نے بھی لوٹنے والے لوگوں کے ساتھ واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل ان پر غالب آ گیا اور اس نے کہا: قسم بخدا! یہ جماعت ہم میں تفریق نہیں ڈال سکے گی یہاں تک کہ ہم خود لوٹ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قریب ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام اور بسبس انصاری کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا اور انہیں فرمایا: تم ان ٹیلوں کے پاس جاؤ، یہ بدر کے کنارے واقع ہیں۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ تم اس کنویں کے پاس سے جو ٹیلوں کے اوپر واقع ہے، کچھ معلومات حاصل کر لو گے۔ پس تلواریں لٹکائے چلے گئے تو انہوں نے اس کنوئیں کے پاس قریش کو موجود پایا جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ پس انہوں نے دو غلاموں کو پکڑ لیا۔ ان میں سے ایک بنی حجاج بن اسود کا تھا اور دوسرا ابوالعاص کا غلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

تھا۔ اسے اسلم کہا جاتا تھا۔ ان کے مالک قریش کی جانب تھے۔ پس وہ ان دونوں کی طرف آئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ اس وقت پانی کے قریب ایک خیمے میں تھے۔ وہ ان دونوں غلاموں سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ یہ دونوں ان کے ساتھی ہیں اور وہ دونوں ان سے قریش کے متعلق گفتگو کرنے لگے کہ ان میں کتنے لوگ ہیں اور کون کون سے سردار شامل ہیں۔ لیکن یہ لوگ ان کی باتوں کو جھٹلانے لگے۔ کیونکہ جس شے کے متعلق وہ خبر دے رہے تھے ان کے نزدیک وہ انتہائی ناپسندیدہ تھی۔ کیونکہ یہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے سننا چاہتے تھے اور قریش کو ناپسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ گفتگو سن رہے تھے اور اس حالت کو دیکھ رہے تھے جو کچھ وہ غلاموں کے ساتھ کررہے تھے۔ پس جب غلاموں کو مار پیٹ کر انہوں نے خوب کمزور کردیا تو وہ کہنے لگے: ہاں یہ ابوسفیان اور اس کا قافلہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَسْفَلَ مِنْكُمْ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا (الانفال:42) ''جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکر کفار دور والے کنارے پر تھا اور (تجارتی قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقرر سے لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لیے تھی) تا کہ دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا''۔ پس وہ اسی طرح کرتے رہے کہ جب وہ غلام کہتے کہ یہ قریش ہیں جو تمہارے قریب آگئے ہیں تو وہ انہیں جھٹلا دیتے اور جب یہ کہتے کہ یہ ابو سفیان ہے تو وہ انہیں چھوڑ دیتے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان غلاموں کے ساتھ ان کا یہ رویہ ملاحظہ فرمایا تو اپنی نماز سے سلام پھیرا اور فرمایا: انہوں نے تمہیں کیا خبر دی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان غلاموں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ تحقیق قریش آچکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! بلاشبہ تم ان کو مارتے رہے ہو جب انہوں نے سچ بولا ہے۔ اور انہیں چھوڑتے رہے ہو جب انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ بے شک قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے نکلے ہیں اور وہ ان کے بارے تم سے خوف زدہ ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں غلاموں کو بلایا اور ان سے کچھ دریافت کیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو قریش کے بارے بتایا اور کہا: ہمیں ابوسفیان کے متعلق کوئی علم نہیں۔ ہم (صحیح تعداد تو) نہیں جانتے البتہ قسم بخدا! وہ بہت زیادہ ہیں۔ پس اندازہ لگانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: کل انہیں کھانا کس نے کھلایا؟ تو انہوں نے قوم کے ایک آدمی کا نام لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ان کے لیے کتنے اونٹ ذبح کیے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ پھر آپ ﷺ نے سوال کیا: گزشتہ کل سے پہلے انہیں کس نے کھانا دیا تو انہوں نے ان میں سے ایک دوسرے آدمی کا نام لیا، آپ ﷺ نے پوچھا: اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے تھے؟ انہوں نے بتایا: نو اونٹ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو سن کر فرمایا: ان کے لشکر کی تعداد نوسو اور ہزار کے درمیان ہے۔ اور یہ اندازہ اس لے لگایا جارہا ہے کہ وہ ایک دن ان کے لیے نو اونٹ ذبح کررہے ہیں اور ایک دن دس اونٹ ذبح کررہے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور فرمایا: سفر کے بارے میں مشورہ دو؟ تو بنی سلمہ کے ایک فرد حضرت حباب بن منذر کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں اس جگہ اور اس کے کنوؤں سے واقف ہوں، اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو اس کے کنوؤں تک چلتے جائیں۔ تحقیق آپ کثیر مقدار میں میٹھا اور لذیذ پانی حاصل کرلیں گے اور اسی کے پاس پڑاؤ کریں گے اور ہم قریش کے لشکر سے پہلے ان کنوؤں تک پہنچ جائیں گے اور ہم اس کے سوا دیگر کنوؤں کو تلاش کرلیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کے متعلق تمہارے ساتھ وعدہ فرمار کھا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہے۔ پس لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ خوف داخل ہو گیا اور ان میں شیطان کی جانب سے خوف زدہ کرنے اور ذلیل ورسوا کرنے کی وسوسہ اندازی بھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ پانی تک چلے اور مشرکین بھی بڑی تیزی کے ساتھ پانی تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس رات ان پر ایک بارش نازل فرمائی۔ وہ بارش مشرکین پر شدید آفت اور آزمائش تھی، اس نے انہیں چلنے سے روک دیا اور مسلمانوں پر وہی بارش انتہائی دھیمی اور ہلکی تھی۔ اس نے ان کے لیے راستے اور منزل کو ہموار اور پختہ کر دیا۔ وہ زمین چھوٹی چھوٹی کنکریوں اور ریت والی تھی۔ چنانچہ مسلمان پانی تک پہلے پہنچ گئے اور نصف رات کے قریب وہاں جا اترے۔ پس قوم کے افراد کنوئیں میں اتر گئے اور اسے صاف کیا یہاں تک کہ اس کا پانی بڑھ گیا۔ پھر انہوں نے ایک بہت بڑا حوض بنایا۔ اس میں پانی بھر دیا اور اس کے سوا تمام پانی ضائع کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''هٰذِهٖ مَصَارِعُهُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْغَدَاةِ'' ان شاء اللہ تعالیٰ کل یہ مقامات ان کے مقتولوں کے گرنے کی جگہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ (الانفال) ''یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حوضوں پر صف بندی کر لی جب مشرکین سامنے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی: اے اللہ! یہ قریش ہیں یہ تکبر وغرور اور فخر کرتے ہوئے تیرے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور تیرے رسول (ﷺ) کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں اس وعدہ کی التجا کرتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑے ہوئے یہ کہتے رہے: اے اللہ! میں اس وعدہ کی التجا کرتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ فرمایا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ کو بشارت ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ضرور بہ ضرور اس وعدہ کو پورا فرمائے گا جو وعدہ اس نے آپ کے ساتھ فرمایا ہے۔ سو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کی اور اس سے معاونت ومدد کی التجا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ اور مسلمانوں کی التجا کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمایا۔ مشرکین مقابلے میں آئے تو ان کے ساتھ سراقہ بن جعشم اور مدلجی کی صورت میں ابلیس بھی تھا، وہ انہیں کہہ رہا تھا کہ ان کے پیچھے بنی کنانہ ان کی مدد کے لیے آرہے ہیں، آج کے دن لوگوں میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے کوئی بھی تمہارے اوپر غالب نہیں آسکتا۔ بے شک میں تمہارا نگہبان اور معاون و مددگار ہوں۔ جب اس نے انہیں بنی کنانہ کے چلنے کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (الانفال: 47) (اور (دیکھو!) نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لیے) مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی تعداد کو قلیل دیکھا تو ان میں سے بعض نے کہا: انہیں ان کے دین نے دھوکہ دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (انفال: 49) (اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے) مشرکین میدان میں اترے اور جنگ کے لیے خوب کوشش کی۔ شیطان بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا جو ان سے جدا نہیں ہو رہا تھا۔ حکیم بن حزام عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور اسے کہا: تو لوگوں کو بچا سکتا ہے اور ابن حضرمی کے خون کا انتقام اور اس قافلے کا بدلہ لے سکتا ہے جس پر محمد (ﷺ) نے حملہ کی کوشش کی ہے اور لوگوں کا مطالبہ اس قافلے اور اس آدمی کے خون کا بدلہ لینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ عتبہ نے کہا: ہاں (بات تو ایسی ہی ہے) تو نے خوب اچھا کہا ہے اور اچھائی کی طرف دعوت دی ہے۔ پس تو اپنے خاندان میں کوشش کر اور میں بھی اس بارے سعی کرتا ہوں۔ حکیم بن حزام نے سرداران قریش کے پاس جا کر اس کام کی طرف دعوت دی۔ عتبہ بھی اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور مشرکین کی صفوں میں اپنے ساتھیوں کی طرف چل نکلا اور انہیں کہا اے قوم! میری بات مانو! بے شک ابن حضرمی کے خون کا انتقام اور انہوں نے تمہارے قافلے پر جو حملہ کیا ہے اس کا بدلہ لینے کے سوا تم اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور میں اسے پورا کرنے کا اہتمام کرتا ہوں۔ اور تم اس آدمی کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اگر یہ جھوٹا ہے تو پھر تم عربوں کے سوا دوسرے لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ بے شک ان کے لشکر میں ایسے افراد ہیں جن کے ساتھ تمہارے انتہائی قریبی تعلقات ہیں۔ اور اگر تم ان کا قتال کرو گے تو تم میں سے ہر آدمی اپنے باپ، بھائی، بھتیجے، یا اپنے چچا کے بیٹے کا قاتل مسلسل اس کی نظروں کے سامنے رہے گا جس کے سبب لوگوں میں ہلاکت اور بغض و کینہ عام ہو جائے گا۔ اور اگر یہ آدمی بادشاہ ہوا تو پھر تم اپنے بھائی کی مملکت میں ہو گے۔ اور اگر یہ نبی ہوا تو پھر نبی کو کیوں قتل کرتے ہو، تم اس کے سبب گناہ گار ہو گے اور تم ان پر غلبہ نہیں پا سکو گے یہاں تک کہ وہ اپنی تعداد کے برابر افراد کو قتل کر دیں گے۔ اور مجھے یہ اندیشہ بھی ہے کہ تم ان کے خلاف شکست سے دوچار ہو جاؤ گے۔ ابو جہل نے اس کی گفتگو کو پسند نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ ابو جہل نے مقتول کے بھائی ابن حضرمی سے ملاقات کی اور اسے کہا: یہ عتبہ لوگوں کو جنگ نہ کرنے پر آمادہ کر رہا ہے حالانکہ تو اپنے بھائی کی دیت لے سکتا ہے۔ اس کا گمان ہے کہ تو اسے قبول کرلے گا کیا دیت قبول کرنے سے تمہیں حیا نہیں آئے گی؟ ان کا خیال یہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عتبہ کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا "اگر قوم میں سے کسی کے پاس بھلائی اور نیکی ہے تو وہ اس سرخ اونٹ والے کے پاس ہے" اگر وہ اس کی اطاعت کریں گے تو رہنمائی اور ہدایت حاصل کرلیں گے۔

پس جب ابو جہل نے قریش کو جنگ پر ابھارا تو عورتوں کو حکم دیا کہ وہ عمر کے نام کی دہائی دیں۔ چنانچہ وہ اٹھیں اور چیخ چیخ کر پکارنے لگیں: واعمراہ واعمراہ! اور یہ لوگوں کو خوب جنگ پر برانگیختہ کرنے لگیں پس قریش جنگ پر جمع ہو گئے۔ تو عتبہ نے ابو

جہل کو کہا: آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دونوں کاموں میں سے کون سا کام صحیح اور سود مند ہے۔ قریش نے میدان جنگ میں صفیں باندھیں اور انہوں نے عمیر بن وہب کو کہا سوار ہو کر جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو ڈراؤ اور خوف زدہ کرو اور تعداد کا اندازہ لگاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ارد گرد چکر لگایا اور پھر مشرکین کی طرف لوٹ کر گیا اور کہا: میرے محتاط اندازے کے مطابق ان کے پاس تین سو جنگجو ہیں۔ وہ کچھ زائد ہوں گے یا تھوڑے کم ہوں گے۔ میں نے ان میں ستر یا کچھ زائد اونٹوں کا اندازہ لگایا ہے۔ لیکن ابھی تم مجھے مہلت دو تا کہ میں یہ دیکھ سکوں کہ کیا ان کی مدد اور کمک کمین گاہوں میں چھپی ہوئی تو نہیں۔ چنانچہ اس غرض سے اس نے گردونواح کا چکر لگایا۔ قریش نے اپنے گھوڑ سوار اس کے ساتھ روانہ کئے اور وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ خوب گھومے پھرے۔ پھر واپس لوٹ کر کہا: نہ ان کی کہیں مدد ہے اور نہ ہی کمین گاہوں میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ بے شک وہ تو اونٹوں کا نوالا ہیں۔ قریش نے عمیر کو کہا: قوم میں تحریک پیدا کرو۔ ان کے جذبات کو للکارو۔ چنانچہ عمیر نے سو شہسواروں کے ساتھ اسلامی لشکر کی صف پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا: تم جنگ کا آغاز نہ کرنا، جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں، اسی دوران آپ پر نیند طاری ہوگئی اور آپ پر غالب آگئی۔ جب لشکر کے بعض افراد نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے "یا رسول اللہ! قلد نا القوم ونا لو امنا......!" یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قریش کا لشکر قریب آگیا ہے اور انہوں نے ہمیں پالیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خواب میں ان کی تعداد بالکل قلیل دکھائی اور مشرکین کی نگاہوں میں مسلمانوں کی تعداد کو بھی انتہائی کم کر دیا۔ یہاں تک کہ قوم کے بعض افراد بعض میں حرص اور لالچ کرنے لگے (یعنی وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرنے لگے) کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کثیر تعداد دکھاتا تو بالیقین ان کی ہوا اکھڑ جاتی اور جنگ کے بارے ان کے درمیان تنازع کھڑا ہو جاتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور انہیں وعظ فرمایا اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن شہادت پانے والوں کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔ عمیر بن حمام نے جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات سنے، آپ اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے آٹا گوندھ رہے تھے، اس گوندھے ہوئے آٹے کے پاس سے آپ اٹھے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے لیے جنت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ضرور۔ پس اس وقت وہ دشمنان خدا پر ٹوٹ پڑے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ پس آپ ہی وہ پہلے مقتول ہیں جنہیں قتل کیا گیا۔ پھر اسود بن عبدالاسد مخزومی آیا اور بتوں کی قسم اٹھا کر کہنے لگا کہ وہ اس حوض سے ضرور پانی پیے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنایا ہے اور اسے بضرور توڑ دے گا۔ پس جب وہ حوض کے قریب آیا تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس کی راہ روکی اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا۔ وہ گھسٹتے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حوض میں جا گرا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر عتبہ بن ربیعہ اپنے اونٹ سے نیچے اترا اور پکار کر کہا۔ ھل من مبارز" کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے! پھر اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بھی پیچھے

سے آملے اور انہوں نے بھی پکار پکار کر دعوت مبارزت دی۔ تو ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے انصار میں سے تین افراد صف سے نکلے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر حیا محسوس کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم اپنی صفوں میں واپس لوٹ جاؤ اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے چچاؤں کے بیٹوں کو آنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت حمزہ، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہم آگے بڑھے۔ مقابلہ ہوا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو جہنم رسید کیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ولید کا سر قلم کر دیا۔ مقابلہ کے دوران شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر شدید ضرب لگائی اور اسے کاٹ دیا اور حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے آگے بڑھ کر انہیں بچالیا اور انہیں اٹھالیا۔ یہاں تک کہ اسی کے سبب ان کا وصال ہو گیا۔ اسی وقت ہند بنت عتبہ نے نذر مانی کہ وہ حمزہ کا کلیجہ ضرور چبائے گی اگر وہ اس پر قادر ہوئی پس دونوں لشکروں کے باہم جنگ کرنے سے قبل یہ افراد قتل ہو گئے۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے تو پکار پکار کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح و نصرت کی التجاء کرنے لگے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دست مبارک رب کریم کی بارگاہ میں بلند کیے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا اس کی التجا کی اور فتح و نصرت کی دعا مانگتے ہوئے عرض کرنے لگے: ''اِنْ ظُهِرَ عَلٰی هٰذِهِ الْعَصَابَةِ ظَهَرَ الشِّرْكُ وَلَمْ يَقُمْ لَكَ دِيْنٌ'' (اے اللہ! اگر اس جماعت پر مشرکین غالب آگئے تو پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا)۔ پاس ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے، آپ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ضرور بہ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کے چہرہ کو منور و روشن فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دشمن کی اطراف میں ملائکہ کا لشکر اتارا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اور نصرت نازل فرما دی ہے۔ اے ابو بکر! تمہارے لیے بشارت ہو۔ ملائکہ علیہم السلام نازل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ میں نے جبرئیل امین علیہ السلام کو عمامہ مبارک باندھے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دیکھا ہے۔ پس جب وہ زمین پر اترے، اس پر سوار ہوئے اور ایک لحظہ میں مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان کے چہرہ پر غبار دیکھا ہے۔ اور ابو جہل نے یہ دعا مانگی ''اللھم انصر خیر الدینین، اللھم دیننا القدیم و دین محمد الحدیث'' ''اے اللہ! دو دینوں میں سے افضل اور بہترین دین کی مدد فرما۔ اے اللہ ہمارا دین قدیم ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین نیا اور جدید ہے''۔ جب شیطان نے ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلا اور اپنے دوستوں کی مدد سے پیچھے ہٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مشت بھری اور انہیں مشرکین کے چہروں پر پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سنگریزوں کو اتنی عظیم شان عطا فرمائی کہ مشرکین میں سے ہر آدمی کی آنکھ ان سے بھر گئی۔ ملائکہ انہیں قتل کرنے لگے اور انہیں قیدی بنانے لگے۔ اور وہ جماعت کو اس حال میں پاتے کہ ان میں سے ہر آدمی چہرے کے بل گرتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جدھر منہ کرتا ہے اس کی آنکھوں میں مٹی پڑ جاتی ہے۔

قریش شکست خوردہ اور مغلوب ہو کر مکہ کی طرف لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے واقعہ بدر کے سبب مشرکین و منافقین کو ذلیل و رسوا کر دیا اور مدینہ منورہ میں کوئی منافق اور یہودی باقی نہیں رہا مگر اس کی گردن واقعہ بدر کے سبب پست اور جھکی ہوئی تھی۔ چونکہ

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن شرک اور ایمان کے مابین فرق کر دیا اس لیے کہ وہ دن یوم الفرقان کہلاتا ہے۔ یہودیوں نے اسی کے بعد یقین سے کہا: کہ بلاشبہ یہی وہ نبی ہیں جن کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں۔ قسم بخدا! آج کے بعد یہ جو علم بھی بلند کرے گا وہی غالب آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور ثنیۃ الوداع سے اس میں داخل ہوئے اور قرآن کریم نازل ہوا، جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی اس نعمت کا تذکرہ کیا، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بدر کی طرف نکلنا ناپسند کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (انفال) یہ آیت اور اس کے ساتھ تین آیات اور نازل فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی دعا قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (الانفال:9) الآیہ ''یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد''۔ اور اس کے ساتھ دوسری آیت بھی نازل فرمائی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی تو یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ...... الآیہ (الانفال: 11) ''یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وحی کے بارے خبر دی جوان کی نصرت اور مدد کے بارے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف فرمائی۔ لہٰذا ارشاد فرمایا: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ...... الآیہ (الانفال:12) ''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی۔ اور مشرکین کے قتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مٹی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تھی اس کے بارے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی: فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:17) ''پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں۔ اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی''۔ اور ان کے فیصلے کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (الانفال:19) ''اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طالب تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات آیات میں یہ حکم نازل کیا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الانفال:20) ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی''۔ اور اترنے کی جگہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا (الانفال:42) ''جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے''۔ اور اس کے بعد والی آیت بھی اسی کے بارے نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں کی تعداد کو قلیل دیکھ کر باہم گفتگو کی ان کے بارے یہ آیت نازل کی: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ (الانفال:49) ''کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے''۔ اور مشرکین اور ان کے متبعین کے مقتولوں کے بارے یہ آیت اور اس کے ساتھ آٹھ آیات نازل کیں فرمایا: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (الانفال) ''اور (اے مخاطب!) اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر اور (کہتے ہیں اب) چکھو آگ کا عذاب'' (1)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 118-103، بیروت

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر موصول ہوئی کہ ابوسفیان شام سے آرہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی توجہ ان کی طرف دلائی اور فرمایا یہ قریش کا قافلہ ہے جس میں ان کا مال تجارت کثرت سے موجود ہے۔ پس تم اس کی طرف خروج کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب تمہاری مشکل کو کھول دے گا۔ بعض لوگوں نے اس رائے کو قبول کیا۔ بعض نے اسے حقیر جانا اور بعض کے لیے یہ ثقیل اور گراں ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں یہ گمان نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ جنگ سے پڑے گا۔ ابوسفیان جب حجاز کے قریب پہنچا تو وہ بھی خبروں کا تجسس کرنے لگا۔ اور لوگوں کے عمل سے ڈرتے ہوئے جو سوار بھی اسے ملتا اسی سے حالات معلوم کرتا۔ یہاں تک کہ ایک سوار نے اسے یہ خبر پہنچادی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تیرے لیے اصحاب کو جمع کیا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ خبر سنتے ہی وہ خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر لیا اور اسے مکہ مکرمہ بھیجا۔ اسے یہ حکم دے بھیجا کہ وہ قریش کو ساتھ لے آئے۔ اسے چاہیے کہ وہ انہیں اپنے مالوں کے لیے جمع کرے اور انہیں یہ خبر دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے اصحاب کے ساتھ قافلے کو روکا ہے۔ چنانچہ وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ مکہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جب وادی و جران میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے بارے یہ خبر موصول ہوئی کہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے مکہ سے چل پڑے ہیں، اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور انتہائی خوب صورت گفتگو فرمائی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی بہت خوب صورت گفتگو کی۔ پھر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اسے پورا کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم بخدا! ہم قطعاً اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝۲۴ (المائدہ) بلکہ آپ اور آپ کا رب جائیں اور دونوں لڑیں ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ ''اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُوْنَ'' پس قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ہمیں برک الغماد تک بھی لے چلیں تو ہم وہاں پہنچنے تک آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے خیر سے نوازا۔ پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لے جائیں اور آپ اس میں کود جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں چھلانگ لگا دیں گے۔ ہم میں سے کوئی آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہم قطعاً یہ ناپسند نہیں کرتے کہ کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا۔ بے شک ہم جنگ کے دوران انتہائی صابر ہیں اور ملاقات میں انتہائی صادق ہیں۔ بالیقین ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کچھ دکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، پس آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت پر بھروسہ کرتے ہوئے ہمارے ساتھ چلیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوش ہوئے اور انتہائی راحت و اطمینان کا اظہار فرمایا اور فرمایا: چلو اور تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کے متعلق میرے ساتھ وعدہ فرما رکھا ہے۔ قسم بخدا! میں قوم کے مقتولوں کے گرنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔ ''سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ وَعَدَنِيْ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ، وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ

اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ"(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اہل مکہ کا ایک قافلہ ملک شام سے آیا۔ تو اس کی خبر اہل مدینہ تک پہنچی۔ چنانچہ وہ قافلے کی راہ روکنے کے ارادہ سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ اس کی خبر اہل مکہ کو بھی پہنچ گئی اور وہ بڑی سرعت رفتاری کے ساتھ قافلے کی جانب چل پڑے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اس پر غالب نہ آجائیں۔ وہ قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی منزل کی جانب نکل گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرمایا تھا۔ ان کے نزدیک قافلے سے ملاقات زیادہ پسندیدہ تھی، اس کے ساتھ مقابلہ نسبتاً آسان تھا اور افراد کی تعداد کے لحاظ سے وہ مختصر تھا۔ پس جب قافلہ آگے نکل گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت سے آگے بڑھ گیا، تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ساتھ لے کر قریش کے لشکر کے ارادہ سے چلے۔ تو قریش کی قوت و طاقت کے سبب بعض لوگوں نے ان کے چلنے کو ناپسند کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے جہاں پڑاؤ کیا، وہاں ان کے اور پانی کے درمیان ریت کا ایک ٹیلہ تھا۔ مسلمانوں کو انتہائی شدید ضعف اور کمزوری لاحق ہوگئی۔ شیطان نے ان کے دلوں میں غیظ وغضب ڈال دیا اور ان کے درمیان وسوسہ اندازی شروع کردی۔ وہ ان میں یہ وسوسہ ڈالنے لگا کہ تم گمان رکھتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو اور تم میں اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حالانکہ مشرکین تمہاری نسبت پانی پر غالب ہیں اور تم ایسے مقام پر پہنچے ہو جو پانی سے انتہائی دور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید بارش نازل فرمائی اور مسلمانوں نے جی بھر کر پانی پیا اور طہارت حاصل کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے شیطان کے وسوسہ کو بھی دور ہٹا دیا۔ اور بارش ہونے کے سبب ریت اچھی طرح بیٹھ گئی۔ اور لوگ اور چوپائے اس پر چلتے رہے اور قوم (لشکر کفار) تک جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین کی ایک ہزار ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مدد فرمائی۔ ایک جانب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں پانچ سو ملائکہ تھے اور ایک جانب حضرت میکائیل علیہ السلام کی قیادت میں پانچ صد ملائکہ علیہم السلام تھے ابلیس اپنے لشکر کے ساتھ آیا، اس کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ وہ سب بنی مدلج کے مردوں کی شکل وصورت میں تھے اور شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے مشرکین کو کہا: لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ (الانفال: 48) "کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں نگہبان ہوں تمہارا"۔

جب قریش کا لشکر صف بستہ ہوگیا۔ تو ابوجہل نے یہ دعا مانگی "اَللّٰهُمَّ اَوْلَانَا بِالْحَقِّ فَانْصُرْهُ" (اے اللہ! ہم میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہے تو اس کی مدد فرما) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی "یَا رَبِّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فِی الْاَرْضِ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا" (اے میرے پروردگار! اگر تو نے زمین میں اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر کبھی زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی)۔ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر یہ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 219، داراحیاء التراث العربی بیروت

کی مٹی کی ایک مشت لیجئے اور ان کے چہروں پر پھینک دیجئے۔ پس مشرکین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں بچا جس کی آنکھوں، ناک اور منہ تک اس مشت میں سے مٹی نہ پہنچی ہو۔ نتیجۃً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ جب ابلیس کی نظر آپ پر پڑی، اس وقت اس کا ہاتھ مشرکین میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں تھا۔ ابلیس نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور پھر اپنی جماعت کو ساتھ لے کر پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا۔ تو اس آدمی نے اسے پکار کر کہا: اے سراقہ! کیا تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تو ہمارا نگہبان ہے؟ تو اس نے جواب دیا: بلاشبہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔ بے شک میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ اس نے تب کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا" فَقَالَ اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ، اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ وَ اللّٰہُ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ "(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّہَا لَکُمۡ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دو گروہوں سے مراد ایک تو ابوسفیان کا وہ قافلہ ہے جو ملک شام سے واپس آرہا تھا اور دوسرا گروہ ابوجہل بن ہشام کا ہے جس کے ساتھ قریش کی ایک خاص تعداد تھی۔ پس مسلمانوں نے جنگ و قتال کو ناپسند کیا اور قافلے کے ساتھ ملاقات کو پسند کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا وہی کچھ ہوا(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَۃِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس سے مراد ابوسفیان کا قافلہ ہے جسے محمد ﷺ کے صحابہ کرام نے پسند کیا۔ کیونکہ قافلہ تو ان کے لیے مفید تھا اور قتال ان سے اعراض کرنا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ یَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ کا معنی یَسۡتَاصِلَھُمۡ (یعنی کافروں کی جڑ کاٹ دینا، انہیں نیست و نابود کر دینا) ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا: آپ پر لازم ہے کہ قافلے کو پکڑیں اس سے کم کوئی شے قبول نہیں۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت آپ کی قید میں اسیر تھے، انہوں نے آپ سے کہا: وہ (یعنی قافلے کا تعاقب) آپ کے لیے مفید نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کیوں نہیں؟ تو انہوں نے عرض کی: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرمایا ہے اور اس نے جو وعدہ آپ کے ساتھ فرمایا ہے، وہ آپ کو عطا فرما دیا ہے (یعنی اسے پورا فرما دیا ہے) تو یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "صَدَقْتَ" تم نے سچ کہا ہے(3)۔

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 24-220، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 220

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 361 (36702)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

مُرْدِفِيْنَ ۝ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰

''یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں اور نہیں بنایا فرشتوں کے نزول کو اللہ نے مگر ایک خوش خبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے، بے شک اللہ (تعالیٰ) بہت غالب ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو عوانہ، ابن حبان، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب بدر کا دن تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو شمار کیا تو ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی اور جب مشرکین کی طرف دیکھا تو ان کی تعداد ہزار سے زائد تھی۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبلہ رو ہوئے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کریم کو پکارنے لگے اور التجا کرنے لگے ''اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ'' اے اللہ! جو وعدہ تو نے میرے ساتھ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔ اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا، تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر، اپنے دست مبارک پھیلا کر اپنے رب سے مسلسل یہ التجاء اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قریب آئے، آپ نے چادر مبارک اٹھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر ڈال دی، پھر آپ کو پیچھے کی جانب سے پکڑ لیا اور عرض کی یا نَبِيَّ اللّٰهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَاِنَّهٗ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ '' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کی التجاء پر آپ کا رب آپ کے لیے کافی ہے جو وعدہ اس نے تمہارے ساتھ فرمایا ہے اسے وہ پورا فرما دے گا''۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُرْدِفِيْنَ پس جب اس دن دونوں لشکر برسر پیکار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست اور ناکامی سے دوچار کیا، ان میں سے ستر افراد مقتول ہوئے (اور قیدیوں کے بارے میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ چچا کے بیٹے اور خاندان کے افراد ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں اور جو کچھ ہم ان سے وصول کریں گے، وہ کفار کے خلاف ہماری لیے باعث قوت و طاقت ہوگا۔ پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرما دے اور یہی لوگ ہمارے لیے قوت و طاقت کا سبب بن جائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! تیری کیا رائے ہے؟ تو میں نے عرض کی: ایک رائے حضرت ابو بکر

WWW.NAFSEISLAM.COM

صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے لیکن اس کے برعکس میری رائے یہ ہے کہ فلاں آدمی جو عمر کا زیادہ قریبی ہے اسے میرے حوالے کر دیں اور میں اس کی گردن قلم کر دوں تاکہ اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لیے کوئی مودت و محبت موجود نہیں۔ یہ ان کے سردار، ائمہ اور قائد ہیں۔ لیکن جو کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند فرمایا: اور جو کچھ میں نے کیا اسے پسند نہ فرمایا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرا دن آیا، تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے بتائیے کون سی شے آپ کو اور آپ کے ساتھی ابوبکر صدیق کو رلا رہی ہے؟ تاکہ اگر مجھے بھی رونا آ جائے تو میں بھی رو لوں اور اگر مجھے رونا نہ آئے تو تم دونوں کے رونے کے سبب میں بھی رونے کی صورت بنا لوں؟ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے اصحاب پر جو فدیہ لینے کا حکم نافذ کیا گیا ہے اسے تمہارے عذاب کا سبب بنا دیا گیا ہے جو کہ اس قریب والے درخت کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال: 67) ''نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کرلے زمین میں''۔ یہاں تک کہ یہ حکم نازل فرمایا: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ (الانفال) ''اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطا اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا''۔ یعنی جو فدیہ تم نے لیا ہے اس کے عوض بہت بڑی سزا کا سامنا ہوتا) پھر ان کے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا پھر جب آئندہ سال غزوۂ احد ہوا۔ تو غزوۂ بدر کے دن فدیہ لینے کا جو عمل انہوں نے کیا تھا انہیں اس کی سزا دی گئی اور ان سے ستر افراد مقتول ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بھاگ نکلے۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کے سر مبارک کا خود توڑ دیا گیا اور آپ کے چہرہ مقدس پر خون بہہ پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (العمران: 165) ''کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آ پڑی یہ مصیبت؟ فرمایئے! یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے''۔ یعنی یہ تمہارے فدیہ لینے کے سبب سے آئی ہے (1)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اپنے سامنے مشرکین میں سے کسی آدمی پر شدت سے حملہ آور ہوتا تھا، تو وہ اپنے اوپر کی جانب سے مارنے کی آواز اور گھڑسوار کی آواز کو سنتا تھا جو یہ کہہ رہا تھا ''اقدام حیزوم'' یعنی جب وہ مشرک کو اپنے سامنے دیکھتا تو اپنے گھوڑے سے کہتا: اے حیزوم آگے بڑھ۔ پس وہ چت گر پڑتا اور وہ اس کی طرف دیکھتا تو اس کی ناک ٹوٹی ہوتی اور اس کا چہرہ اس طرح زخمی ہوتا گویا اس پر کوڑے سے ضرب لگائی گئی ہے۔ پس تمام کے تمام حاضر تھے کہ اتنے میں ایک انصاری آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے، وہ تیسرے آسمان سے آنے والی مدد تھی۔ اس دن ستر کافر قتل کیے گئے اور ستر قیدی بنا لیے گئے (2)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 358، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 51، بیروت

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ ساتھ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب اترے اور اسی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کی معیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی بائیں جانب اترے۔ اور میں اسی جانب (میسرہ) میں تھا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: یہ جبرئیل امین ہیں جو اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں اور اسی پر سامان جنگ موجود ہے" هٰذَا جِبْرَئِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ"(2)

امام سنید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اس ہزار سے زیادہ کے ساتھ مدد نہیں کی گئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں فرمایا ہے۔ اور جو تین یا پانچ ہزار کا ذکر کیا گیا ہے وہ صرف بشارت اور خوش خبری ہے۔ سو ان کی مدد صرف ایک ہزار سے کی گئی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت رفاع بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور آپ اہل بدر میں سے تھے انہوں نے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: تم اپنے نزدیک اہل بدر کو کون سے (درجہ) میں شمار کرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمام مسلمانوں سے بڑھ کر افضل ہیں۔ یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو یہ سن کر جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: اسی طرح وہ ملائکہ بھی (افضل) ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے(4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سبز رنگ کی گھوڑی پر سوار تھے اور غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور زرہ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی جانب بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ سے جدا اور علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں تو کیا آپ راضی ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں (میں راضی ہوں) عربی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ "وَقَفَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى فَرَسٍ اَخْضَرَ اُنْثٰى قَدْ عَلَاهُ الْغُبَارُ، وَبِيَدِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُمْحٌ وَ عَلَيْهِ دِرْعٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكَ فَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اُفَارِقَكَ حَتّٰى تَرْضٰى فَهَلْ رَضِيْتَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قول باری تعالیٰ مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ کہا جاتا ہے اس سے مراد مدد ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 227
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 354 (36667)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 227
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 364 (36725)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 225

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد مدد ہے (یعنی وہ فرشتے جو مدد کے لیے اترے) (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ ہر فرشتے کے پیچھے ایک فرشتہ تھا۔ (یعنی وہ فرشتے پے در پے نازل ہوئے) (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایک ہزار فرشتے مُرْدِفِيْنَ یعنی پے در پے تھے اور تین ہزار منزلین یعنی اترنے والے تھے۔ پس اس طرح وہ چار ہزار فرشتے تھے۔ اور یہی مسلمانوں کے لیے ان کی سرحدوں میں معاون و مددگار رہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کا معنی "مُمِدِّيْنَ" ہے (یعنی معاون و مددگار فرشتے) (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مُرْدِفِيْنَ کا معنی متتابعین (پے در پے اترنے والے) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک ہزار کے ساتھ، پھر تین ہزار کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ پھر پانچ ہزار مکمل کر دیئے۔ اور آپ نے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ کی تفسیر میں فرمایا تاکہ ملائکہ کے نزول کے ساتھ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ آپ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوہ بدر کے دن کے بارے ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ علیہم السلام ہمارے ساتھ تھے، لیکن اس کے بعد کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا مُرْدِفِيْنَ کا معنی ہے کہ بعض فرشتے بعض کے پیچھے تھے (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى کے متعلق حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نازل فرمایا تاکہ وہ ان کے نزول کے سبب انہیں خوش کر دے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

"یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 225، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: غزوۂ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا ہم میں کوئی گھڑ سوار نہیں تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ ہم سب سو رہے تھے مگر رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ کے متعلق فرمایا کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے دن مومنین کے حق میں نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غنودگی سے ڈھانپ دیا تھا تاکہ وہ اس کی طرف سے باعث تسکین ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اَمَنَةً کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اَمْنًا مِنَ اللّٰهِ'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے باعث تسکین وراحت ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غنودگی سر میں ہوتی ہے اور نیند دل میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غنودگی اللہ تعالیٰ کی جانب سے باعث تسکین اور باعث راحت تھی۔ اور غنودگی دو قسم کی تھی، ایک غنودگی غزوۂ بدر کے دن تھی اور ایک غزوۂ احد کے دن تھی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ کی تفسیر میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد وہ بارش ہے جو اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن برسائی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد بارش ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی سے پہلے نازل فرمائی۔ پس بارش کے سبب گرد و غبار ختم ہو گیا اور ان کے سبب زمین کی تہہ جم گئی، ان کے دل خوش اور مطمئن ہو گئے اور اس کے سبب ان کے قدم جم گئے (4)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے اور وادی کی زمین انتہائی نرم تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی جانب اتنا ہی برسے کہ اس سے زمین کی تہہ جم گئی اور ان کے لیے چلنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن قریش کی جانب وہ اتنا برسے کہ اس کے سبب ان کے لیے چلنا ممکن نہ رہا۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ابتدا میں ہی مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں پانی پر قبضہ کر لیا اور مسلمان پیاس محسوس کرنے لگے اور انہوں نے جنبی ہونے اور محدث ہونے کی حالت میں نمازیں پڑھیں۔ ان دونوں لشکروں کے درمیان ریت کے ٹیلے تھے۔ شیطان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ علی المشرکین قبل التقاء الجمعین وبعدہ، جلد 3، صفحہ 49، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 228 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 230 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 231

نے ان کے دلوں میں حزن و ملال ڈالتے ہوئے کہا۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم میں نبی ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو، حالانکہ تم جنابت اور حدث کی حالت میں نمازیں پڑھ رہے ہو؟ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش نازل فرمائی اور وادی پانی سے بھر کر بہنے لگی۔ مسلمانوں نے وہ پانی پیا اور اس سے طہارت حاصل کی۔ نیز ان کے قدم جم گئے اور شیطان کا وسوسہ جاتا رہا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رِجْزَ الشَّيْطٰنِ سے مراد اس کا وسوسہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ کا معنی ہے تاکہ وہ تمہارے دلوں کو صبر کے ساتھ مضبوط کر دے۔ اور وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ کی تفسیر میں کہا کہ بطن وادی کی زمین نرم تھیں۔ جب بارش ہوئی تو وہ ریت مضبوط ہو کر جم گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: یہاں تک کہ پاؤں اس ریت پر جم گئے جو کہ سطح زمین کے اوپر موجود تھی (2)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ البدر کو دعا مانگتے ہوئے اس طرح عرض کی ''اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَا تُعْبَدْ'' اے اللہ! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، پھر اسی رات شدید بارش ہوئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ۔ (3)

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو۔ میں ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب۔ سو تم مارو (ان کی) گردنوں کے اوپر اور چوٹ لگاؤ ان کے ہر بند پر یہ حکم اس لیے ہے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (اے حق کے دشمنو!) یہ سزا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 232، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 229 3۔ ایضاً

ہے پس چکھو اسے نیز (یادرکھو) کافروں کے لیے آتش (جہنم) کا عذاب بھی ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ ابو بدر عباد بن ولید مغبری نے اپنے خط میں ہمیں خبر دی ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابو سعید احمد بن داؤد الحداد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ نہیں کہا کہ وہ اس کے ساتھ ہے، مگر غزوۂ بدر کے دن ملائکہ کو یہ فرمایا "اِنِّیْ مَعَكُمْ بِالنَّصْرِ" کہ میں مدد کے لیے تمہارے ساتھ ہوں۔

ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: غزوۂ بدر کے سوا ملائکہ نے عملاً جنگ میں حصہ نہیں لیا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ میرے باپ نے بتایا: اے میرے بیٹے! ہم نے غزوۂ بدر کے دن یہ منظر دیکھا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی تلوار کے ساتھ مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا، تو تلوار لگنے سے پہلے ہی اس کا سر جسم سے کٹ کر گر جاتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب مشرکین قریش قافلے کی مدد اور اس کے سبب جنگ کرنے کے لیے مکہ سے نکلے تو انہوں نے بدر کے دن پانی کے پاس آ کر پڑاؤ ڈالا اور مومنین کے مقابلہ میں پانی پر قابض ہو گئے۔ نتیجۂ مومنین کو پیاس نے آلیا اور وہ نمازیں بھی جنابت اور حدث کی حالت میں پڑھنے لگے۔ شیطان نے مومنین کے دلوں میں پریشانی القاء کرتے ہوئے انہیں کہا: کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ تم میں نبی مکرم ﷺ ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو حالانکہ تمہارے پانی پر غلبہ پالیا گیا ہے اور تم جنابت اور حدث کی حالت میں نمازیں پڑھ رہے ہو؟ یہاں تک کہ یہ بات صحابہ کرام کے سینوں میں کافی حد تک راسخ ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش نازل فرمائی اور وادی پانی سے بہہ پڑی اور مومنین نے جی بھر کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے۔ اور اپنی سواریوں کو بھی خوب سیراب کیا اور انہوں نے غسل جنابت بھی کر لیا۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو ان کے لیے باعث طہارت و پاکیزگی بنا دیا اور ان کے قدموں کو بھی ثابت کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اور قریش کے درمیان ریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بارش برسا دی اور اسے جما دیا۔ یہاں تک کہ وہ سخت اور مضبوط ہو گئی اور اس پر قدموں کو جما دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جمعیت کے ساتھ سفر کا آغاز کیا، اس دن ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ان میں سے دو سو ستر افراد انصار میں سے تھے اور بقیہ تمام مہاجرین میں سے تھے۔ اس دن مشرکین کا سردار کبرسنی کے سبب عتبہ بن ربیعہ تھا۔ عتبہ نے کہا: اے گروہ قریش! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور تم پر شفقت کرتا ہوں۔ آج کے بعد میں کوئی نصیحت تمہارے لیے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ تحقیق تم وہاں پہنچ چکے ہو جہاں پہنچنے کا تم ارادہ رکھتے تھے۔ ابو سفیان بحفاظت نکل چکا ہے۔ اس لیے تم بھی صحیح و سالم محفوظ انداز میں واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ اگر محمد ﷺ سچے ہوں گے تو ان کی صداقت کے سبب تم لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہو گے۔ اور اگر وہ کاذب (جھوٹے) ہوں گے تو تم ہی ان کے خون کی حفاظت کا زیادہ حق رکھتے ہو۔ یہ سن کر ابو جہل اس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے برا بھلا کہا اور اس کے چہرے کو نوچتے ہوئے کہا: تیری انتڑیاں رعب سے بھر گئی ہیں۔ تو عتبہ نے اسے جواب دیا: آج معلوم ہو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 353، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

جائے گا کون بزدل ہے اور اپنی قوم کو تباہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ دونوں میدان میں اترے، یہاں تک کہ جب مسلمانوں کے لشکر کے قریب آئے تو کہا: ہمارے مقابلے کے لیے افراد بھیجو ہم ان سے قتال کریں گے۔ تو بنی خزرج کے نوجوان اٹھے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بٹھا دیا۔ پھر فرمایا۔ اے بنی ہاشم! کیا تم اپنے بھائیوں کی طرف بنی خزرج کے نوجوان بھیج رہے ہو حالانکہ نبی (ﷺ) تم میں سے ہیں؟ پھر حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اٹھے اور بڑے جذبات اور جرأت کے ساتھ ان کی جانب چل پڑے۔ عتبہ نے کہا، تم گفتگو کرو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں۔ کیونکہ اگر تم ہمارے، ہمسر ہو گے تو ہم تم سے قتال کریں گے۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''انا اسد اللہ واسد رسول اللہ ﷺ'' میں اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا شیر ہوں۔ تو عتبہ نے انہیں کہا اچھا اور کریم ہمسر اور مقابل ہے۔ چنانچہ شیبہ نے آپ پر حملہ کر دیا، دو ضربوں کا تبادلہ ہوا پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولید بن عتبہ کے مقابلے کے لیے اٹھے اور دو ضربوں کا باہم تبادلہ ہوا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر کاری ضرب لگا کر اسے قتل کر ڈالا۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عتبہ آپ کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا، باہم دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور ہر ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا، اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ پر جھپٹے اور اسے قتل کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! اے ہمارے رب! تو نے مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے قتال کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھ مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا'' اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: اَلَنۡ یَّكۡفِیَكُمۡ اَنۡ یُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾ (العمران) ''کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی فرمائی: اَنِّیۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ نتیجۃً ابوجہل انہتر افراد میں مارا گیا اور عقبہ بن ابی معیط گرفتار ہو گیا اور پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا، تو اس طرح ستر افراد مارے گئے اور ستر قید کر لیے گئے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بنی ساعدہ کے ایک آدمی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ان کی بصارت ختم ہو جانے کے بعد یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر اب میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری بصارت بھی صحیح ہوتی، تو میں بالیقین تمہیں اس گھاٹی کے بارے بتاتا جس سے ملائکہ ظاہر ہوئے تھے۔ مجھے اس کے بارے ذرا شک و شبہ نہیں ہے۔ جب ملائکہ نازل ہوئے تو ان کے پیچھے ابلیس تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی فرمائی: میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم اصل ایمان کو ثابت قدم رکھو اَنِّیۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور ان کے ثابت قدم رکھنے کا اندازہ یہ تھا کہ فرشتے آدمی کے پاس ایسے آدمی کی صورت میں آتے، جسے وہ پہچانتا ہوتا اور وہ کہتا: تمہیں بشارت ہو۔ وہ کوئی شے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ چنانچہ وہ ان پر جھپٹ پڑے۔ پس جونہی ابلیس نے ملائکہ کو دیکھا تو الٹے

WWW.NAFSEISLAM.COM

پاؤں بھاگ پڑا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں۔ اس دن وہ سراقہ کی شکل میں تھا۔ ابوجہل آیا وہ اپنے ساتھیوں کے جذبات بھڑکانے کے لیے کہنے لگا سراقہ کا تمہارے ساتھ دھوکہ کرنا تمہیں خوف زدہ نہ کر دے کیونکہ وہ تو محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وعدہ کر چکا ہے، پھر اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! ہم واپس نہیں لوٹیں گے۔ یہاں تک کہ ہم محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کو ہم رسیوں کے ساتھ باندھ لیں گے۔ پس تم انہیں قتل نہ کرنا بلکہ انہیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب جنگ شروع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک بلند کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی التجاء کرنے لگے۔ اور آپ ﷺ نے اس طرح مدد مانگی ”اَللّٰهُمَّ اِنْ ظَهَرُوْا عَلٰى هٰذِهِ الْعِصَابَةِ ظَهَرَ الشِّرْكُ، وَلَا يَقُوْمُ لَكَ دِيْنٌ“ ”اے اللہ! اگر وہ اس جماعت پر غالب آ گئے تو شرک غالب ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا“۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا اور وہ آپ کا چہرہ ضرور روشن کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پے درپے ہزار فرشتے دشمن کی اطراف میں نازل فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں بشارت ہو یہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام زرد رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں۔ پس جونہی وہ زمین کی طرف اترے تو ایک لحظہ میں مجھ سے غائب ہو گئے، پھر ان کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے ”اَتَاكَ نَصْرُ اللّٰهِ اِذْ دَعَوْتَهٗ“ کہ جونہی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس کی نصرت آپ کے پاس آ گئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: غزوۂ بدر کے دن لوگ ملائکہ کے قتل کردہ افراد کو اس سے پہچانتے تھے کہ انہوں نے انہیں گردنوں اور جوڑوں پر مار کر قتل کیا اور ان پر آگ کے جلائے جانے کی مثل نشان موجود تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ الْاَعْنَاقِ سے مراد سر ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ سے مراد گردنوں کو مار دینا ہے (4)۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک کہا کرتے کہ اس کا معنی ہے، گردنوں کو مار دو (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا كُلَّ بَنَانٍ سے مراد ہر جوڑ ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ امام اوزاعی نے کہا: وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ کا معنی یہ ہے کہ اس کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 53، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 54

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 234 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 233 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 235

WWW.NAFSEISLAM.COM

چہرے اور آنکھ پر مارنا اور اسے آگ کے شعلے میں پھینکنا۔ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا: کہ مجھے وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: كُلَّ بَنَانٍ سے مراد انگلیوں کے اطراف (پور) ہیں اور لغت ہذیل کے مطابق تمام بدن کے جوڑ ہیں۔ ان دونوں معنوں کی تائید میں کوئی کلام ہے تو بتایئے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں وہ کلام موجود ہے، انگلیوں کے اطراف کے بارے عنترہ عبسی کا یہ قول ہے:

فَنِعْمَ فَوَارِسُ الْهَيْجَاءِ قَوْمِيْ   إِذَا عَلِقَ الْأَعِنَّةَ بِالْبَنَانِ

''پس میری قوم کے ہیجاء کے شہ سوار کتنے اچھے ہیں جب وہ لگاموں کو پوروں کے ساتھ باندھتے ہیں''۔

اور بنی ہذیل کے شاعر نے جسم کے معنی میں استعمال کرتے ہوئے کہا ہے:

لَهَا أَسَدٌ شَاكِي الْبَنَانِ مُقْذِفٌ   لَهُ لِبَدٌ أَظْفَارُهُ لَمْ تُقَلَّمِ

''اس قوم میں ایسا غارت گر شیر ہے جس کے پورے مسلح ہیں وہ (شیر) ایال والا ہے اور اس کے ناخن کٹے ہوئے نہیں ہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوداؤد مازنی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثنا میں کہ میں غزوۂ بدر کے دن ایک مشرک کا پیچھا کر رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف اپنی تلوار سونتی۔ تو میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر گر گیا۔ تو میں نے پہچان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور قتل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اس دن کوئی ضرب بھی سر، چہرے اور جوڑ کے سوا نہیں لگی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

''اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرنا ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں اور جو پھیرے گا ان کی طرف اس روز اپنی پیٹھ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لیے یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف تو وہ مستحق ہوگا اللہ کے غضب کا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے''۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا ہم ایسی قوم ہیں جو اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے وقت ثابت قدم نہیں رہتے۔ اور ہم یہ نہیں جانتے کہ ہمارے سامنے ایک جماعت ہے یا ہمارا لشکر ہے؟ تو انہوں نے مجھے فرمایا:

جماعت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت صرف اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نہ اس سے پہلے والوں کے لیے اور نہ ہی اس کے بعد والوں کے لیے ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ الآیہ کے متعلق ابونضرہ نے کہا: یہ آیت غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی۔ اور ان کے لیے پھر جانا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ اگر وہ پھر کر پیچھے ہٹتے تو صرف اور صرف مشرکین (کے خوف سے) پیچھے ہٹتے (اور یہ مناسب نہیں) (3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت تمہیں دھوکا نہ دے کیونکہ یہ بدر کے دن نازل ہوئی تھی اور میں ہر مسلمان کے لیے مرجع اور پناہ ہوں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے بارے کہا: یہ غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (5)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے نازل ہوئی۔ کیونکہ ان کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بھاگ جائیں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے ہے۔ لشکر جرار کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا کبائر میں سے نہیں ہے (6)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے متعلق ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: بدر کا دن تھا اور مسلمانوں کے لیے کوئی ایسی جماعت نہ تھی جس کی طرف وہ بھاگ کر لوٹ سکتے (7)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ حکم بدر میں نازل ہوا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ۔ (8)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت یزید بن ابی حبیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن فرار اختیار کرنے والے کے لیے جہنم واجب کر دی ہے اور فرمایا ہے: وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ۔ الی قولہ۔ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ

1۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 1558، دار ابن حزم بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 357 (3262) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 237 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 238 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً 8۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 251 (9520) بیروت

اللہِ۔ پھر جب اس کے بعد غزوۂ احد ہوا تو فرمایا اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (آل عمران: 155) ''تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں''۔

پھر جب ساتویں سال غزوۂ حنین ہوا تو فرمایا: ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (التوبۃ) ''پھر تم مڑے پیٹھ پھیرتے ہوئے''۔ اور فرمایا: ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ (التوبۃ: 27) ''پھر رحمت سے توجہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد جس پر چاہے گا'' (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ الآیہ صرف بدر کے دن بھاگنے والوں کے لیے ہے اور اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ کے بارے فرمایا: یعنی جو بھاگتے ہوئے مشرکین کی جانب پلٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ یعنی یا وہ بغیر شکست کے اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ کر آ جائے۔ اور فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی کو واجب کر لیا ہے۔ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ یہ صرف بدر کے دن کے ساتھ خاص ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس دن مسلمانوں پر سختی کی، تاکہ وہ کافروں کی جڑ کو کاٹ دیں۔ یہی وہ پہلی جنگ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو خوب قتل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا متحرف کا معنی ہے اپنے ساتھیوں میں آگے بڑھنے والا۔ بے شک ایسا آدمی جونہی دشمن کی جانب سے موقع پاتا ہے وہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اور متحیز کا معنی ہے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی طرف بھاگ کر آنے والا۔ اسی طرح اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو اس دور میں اپنے امیر اور ساتھیوں کی طرف بھاگ کر آ جائے۔ حضرت ضحاک نے فرمایا: یہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعید ہے کہ وہ فرار اختیار نہ کریں، جب کہ حضور ﷺ نے انہیں ثابت قدم کر دیا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت سورۃ الانفال کی اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو چکی ہے: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ (الانفال: 66) (3)

امام ابن جریر اور نحاس رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لشکر جرار کے مقابلے سے فرار اختیار کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ۔ الآیہ۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لشکر کے مقابلہ سے بھاگنا گناہ کبیرہ میں سے ہے (5)۔

سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور یہ الفاظ آپ ہی کے ہے، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک غزوہ میں تھے، لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 239 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 237 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239

4۔ ایضاً 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 542 (33692) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

انتہائی زیادہ تنگ اور پریشان ہو گئے۔ ہم نے کہا: ہم نبی مکرم ﷺ سے کیسے جا کر ملاقات کریں گے حالانکہ ہم میدان جنگ سے بھاگے ہیں اور ہم مستحق غضب ہو چکے ہیں؟ پس ہم نماز فجر سے پہلے حضور نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو؟ تو ہم نے عرض کی: ہم فرار ہو کر آنے والے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم تو بہت زیادہ حملہ کرنے والے ہو (اور پلٹ کر آنے والے ہو)۔ یہ سن کر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک چوم لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری پناہ ہوں اور مسلمانوں کی پناہ بھی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ عربی متن ملاحظہ فرمایئے۔ ''فَاَتَیْنَا النَّبِیَّ ﷺ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، فَخَرَجَ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ......؟ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ، قَالَ: لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ، فَقَالَ: اَنَا فِئَتُكُمْ وَاَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِیْنَ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی کنیز حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کو وضو کرا رہی تھی اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر پانی انڈیل رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے گھر والوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جسے میں آپ کی جانب سے یاد رکھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنگ کے وقت میدان جنگ سے قطعا نہ بھاگنا۔ کیونکہ جس کسی نے جنگ سے راہ فرار اختیار کی، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی اور غصے کا سبب بن گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

امام شافعی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو آدمی دو سے بھاگ گیا تحقیق اس نے راہ فرار اختیار کی (2)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ...... الآیہ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اس طرح قتال کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے سات موتوں سے پناہ طلب کی ہے۔ ایک اچانک آنے والی موت، دوسری وہ جو سانپ ڈسنے کے سبب ہو، تیسری جو کسی درندے کے چیرنے پھاڑنے سے واقع ہو، چوتھی جو غرق ہونے کی وجہ سے ہو، پانچویں جو آگ میں جلنے کے سبب ہو، چھٹی وہ موت جو آدمی پر کوئی شے گرنے کے سبب ہو اور ساتویں جو میدان جنگ سے بھاگتے وقت قتل کیے جانے کے سبب واقع ہو (3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سات کلمات کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 70، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 541 (33690) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 204

WWW.NAFSEISLAM.COM

ساتھ دعا کرتے تھے، آپ عرض کرتے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَرَمِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِی الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا'' اے اللہ! میں انتہائی زیادہ بڑھاپے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، میں غم، پانی میں غرق ہونے اور آگ میں جل جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، موت کے وقت شیطان کے مجھ پر غالب آجانے سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تیرے راستے میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مجھے موت آجائے اور میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ کسی کیڑے کے ڈسنے کے سبب میری موت واقع ہو''(1)۔

امام ابن سعد، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت بلال بن یسار رحمہ اللہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا: کہ جس کسی نے یہ کہا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' تو اس کی مغفرت کردی جائے گی اگرچہ اس نے میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کی ہو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے تین بار یہ کہا: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے اگرچہ وہ میدان جہاد میں دشمن کے مقابلے سے بھاگ نکلا ہو(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل موقوف روایت بیان کی ہے اور وہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾

''پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قتل کیا انہیں اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ تاکہ احسان فرمائے مومنوں پر اپنی جناب سے بہترین احسان۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے یہ تو ہوا اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کفار کے مکروفریب کو''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 427، دار صادر بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار، جلد 5، صفحہ 427(1488) مکتبۃ الرشد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 128(2550)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو فرمایا (تم نے انہیں قتل نہیں کیا) جب کہ انہوں نے یہ کہا اسے میں نے قتل کیا اور اسے میں نے قتل کیا۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے کفار کی جانب سنگریزے پھینکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ کے متعلق کہا: کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن کفار کی جانب سنگریزے پھینکے تھے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ وہ ریت کے ذرات ہر آدمی کی آنکھ میں پڑے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بدر کا دن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین کنکریاں اٹھائیں اور ان میں سے ایک کنکری ان کے درمیان پھینک دی اور فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' پس وہ شکست سے دوچار ہوئے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ پر حملہ کیا تو مشرکین غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے: کیا ایک کے مقابلہ میں دو ہیں؟ پس اس سے جنگ بھڑک اٹھی۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی ''اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ اَمَرْتَنِيْ بِالْقِتَالِ وَوَعَدْتَنِي النَّصْرَ وَلَا خُلْفَ لِوَعْدِكَ '' اے اللہ! بلاشبہ تو نے مجھے جنگ کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھ مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرے وعدے کا خلاف نہیں ہوتا'' پھر آپ ﷺ نے سنگریزوں کی مشت اٹھائی اور ان کے چہروں پر پھینک دی، تو وہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے شکست کھا گئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے آسمان سے زمین کی جانب آنے والی ایک آواز سنی۔ وہ ایسی آواز تھی گویا کہ سنگریزے ٹب میں گرے ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وہ سنگریزے پھینک تھے اور ساتھ فرمایا تھا'' شاهت الوجوه ''(چہرے قبیح ہو جائیں اور وہ خوف زدہ ہو جائیں) پس ہم شکست کھا گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ۔(3)

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے سنگریزوں کی آواز سنی جو بدر کے دن آسمان سے گرے، گویا کہ وہ ایک ٹب میں گرے ہیں، جب لوگ صف بستہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سنگریزے اٹھائے اور وہ مشرکین کے چہروں کی جانب پھینک دیے پس وہ شکست کھا گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سنگریزوں کی ایک مشت مجھے پکڑاؤ۔ چنانچہ انہوں نے وہ پیش کی تو آپ ﷺ نے اسے قوم کے چہروں پر پھینک دیا، نتیجۃً ان کے لشکر کے ہر فرد کی آنکھیں اس ریت سے بھر گئیں۔ تو اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ۔ الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 241 3۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن قیس اور محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ جب لشکر کے افراد ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور وہ ان کے چہروں پر پھینک دی اور ساتھ فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' وہ مٹی ان تمام کی آنکھوں میں پڑی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام انہیں قتل کرنے میں لگ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے یہی مٹی پھینکنے کے سبب وہ شکست سے دوچار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ الی قولہ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا۔ ابی بن خلف اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ پہنچا۔ مسلمانوں میں سے کچھ افراد نے ابن ابی خلف سے تعرض کیا تا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ۔ پس وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا چھوٹا نیزہ اپنے دست مبارک میں پکڑا اور اسے ابی بن خلف کی طرف پھینکا۔ اس نے اس کی ایک پسلی توڑ دی۔ ابی ابن خلف انتہائی مشکل کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر گیا اور انہوں نے اسے اٹھا لیا جب کہ وہ پیچھے مڑ کر گئے۔ اور یہ کہنے لگے: کوئی حرج نہیں۔ جب انہوں نے اس طرح کہا تو ابی نے کہا: قسم بخدا! اگر یہ لوگوں کی جانب سے ہوتا تو میں بالیقین ان سے قتال کرتا۔ کیا آپ (ﷺ) نے نہیں کہا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تجھے ضرور قتل کروں گا؟ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر چلتے رہے یہاں تک کہ وہ راستے میں ہی مر گیا۔ انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب اور زہری رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے کہا: یہ آیت غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے ابی بن خلف کی طرف چھوٹا نیزہ پھینکنے کے بارے میں نازل کی گئی۔ وہ حالت خوف میں تھا تو آپ ﷺ نے اس کی ہنسلی کی ہڈی پر نیزہ دے مارا۔ پس وہ اپنے گھوڑے سے بار بار گرنے لگا یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد اسی کے سبب اس کی موت واقع ہو گئی۔ اسی صورت میں اس کے لیے دردناک عذاب دوسروں سے پہلے آ گیا جو اس عذاب برزخ کے ساتھ متصل ہے جو عذاب آخرت کے ساتھ متصل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے دن ابی بن خلف کی طرف اپنا نیزہ پھینکا۔ تو اسے کہا گیا: یہ تو صرف خراش سی ہے۔ تو اس نے کہا کیا انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا؟ قسم بخدا! اگر انہوں نے ساری مخلوق کے بارے میں ایسا کہا ہوتا تو وہ سب کے سب مر جاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے دن ایک کمان منگائی، تو آپ ﷺ کے پاس ایک طویل کمان لائی گئی، آپ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 241

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: میرے پاس اس کے سوا کوئی اور کمان لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کمان کید اپیش کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے قلعے کی جانب پھینکا۔ پس اس سے تیر گرتے ہی ابن ابی الحقیق اپنے بستر پر قتل ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ کی تفسیر اس طرح نقل کی ہے یعنی وہ آپ کے پھینکنے کے سبب (قتل) نہ ہوتا اگر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد نہ کرتا اور آپ کے دشمن کے سینے میں وہ القاء نہ کرتا جس نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ اور وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ مومنین کو قلت تعداد کے باوجود کثیر تعداد دشمن پر غلبہ عطا فرما کر ان پر اپنی نعمت و احسان کا انہیں احساس دلاتا ہے تا کہ اس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچان سکیں اور پھر اس کی نعمت و احسان پر اس کا شکر بجا لائیں۔

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾

"(اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طلب گار تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ، اور اگر تم (اب بھی) باز آ جاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم پھر سزا دیں گے اور نہ فائدہ پہنچائے گی تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی چاہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور یقیناً اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نہ روگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سن رہے ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابن مندہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ جس وقت لشکر باہم برسرپیکار ہوئے تو ابو جہل نے کہا: اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمیں اس طرح بنا دے کہ ہم کسی کو نہ پہچانتے ہوں اور کل تک اسے ٹیڑھا کر دے (یعنی اسے ہلاک کر دے) تو اس طرح گویا وہ اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کر رہا تھا۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے۔ کہ اے مشرکین! اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو تحقیق تمہارے پاس مدد آ گئی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 245 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 244

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابوجہل نے بدر کے دن کہا۔ اے اللہ! دو گروہوں میں سے ایک کی مدد کر اور دونوں لشکروں میں سے افضل و بہتر کی مدد فرما۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اِنۡ تَسۡتَفۡتِحُوۡا فَقَدۡ جَآءَ كُمُ الۡفَتۡحُ ۔(1)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کیا کرتے تھے: اِنۡ تَسۡتَفۡتِحُوۡا فَقَدۡ جَآءَ كُمُ الۡفَتۡحُ ۚ وَ اِنۡ تَنۡتَهُوۡا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ۚ وَ اِنۡ تَعُوۡدُوۡا نَعُدۡ ۚ وَلَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡكُمۡ فِئَتُكُمۡ شَيۡـًٔا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت کفار قریش کے اس قول کے بارے نازل ہوئی: اے ہمارے رب! ہمارے درمیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اگر تم فیصلہ طلب کرتے ہو تو پھر بدر کے دن تمہارا فیصلہ آچکا ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَ اِنۡ تَنۡتَهُوۡا کی تفسیر میں سدی نے کہا: اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ لڑنے سے باز آجاؤ۔ اور وَ اِنۡ تَعُوۡدُوۡا نَعُدۡ کی تفسیر میں کہا: کہ اگر تم دوبارہ فیصلہ طلب کرو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فیصلہ دوں گا۔ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہے(4)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وَ اِنۡ تَعُوۡدُوۡا نَعُدۡ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اگر تم دوبارہ اس طرح کی شرارت کرو گے تو ہم پھر قید اور قتل کے لیے تمہاری طرف رجوع کریں گے۔

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۱﴾

''اور نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ کا معنی ہے حالانکہ وہ نافرمانی کرتے ہیں(5)۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الۡبُكۡمُ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۲﴾

''بے شک سب جانوروں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے (انسان) ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جانوروں سے بدتر ہیں وہ کفار ہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اس سے مراد قریش کے قبیلہ بنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 245 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 244 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 247
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 248

WWW.NAFSEISLAM.COM

عبدالدار کا ایک گروہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق کی اتباع و پیروی نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت عرب کے قبائل میں سے قبیلہ بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث اور اس کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے یہ بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ سے مراد دواب خلق ہیں (2)۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (فاطر:45) ''اور اگر اللہ تعالیٰ (فوراً) پکڑلیا کرتا لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جانور کو''۔ اور وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) ''اور نہیں کوئی جانور زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق''۔ فرمایا: یہ اسی میں داخل ہیں۔

وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

''اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر سنا دیتا انہیں (قبول حق کی استعداد کے بغیر) تو وہ پیٹھ پھیر دیتے روگردانی کرتے ہوئے''۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ کی تفسیر حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کا وہ قول تیار کر دیتا ہے جو وہ اپنی زبانوں سے کہتے لیکن ان کے دل اس کے خلاف ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ یہ جاننے کے بعد کہ ان میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو اس کا علم نافذ ہونے کے بعد ان کے لیے نفع بخش ہو، انہیں سنوا دیتا تو وہ اس سے کوئی نفع حاصل نہ کرتے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم اس سے بہرے ہیں جس کی طرف ہمیں محمد (ﷺ) دعوت دیتے ہیں، ہم اسے سنتے ہی نہیں اور ہم گونگے ہیں، ہم اس کی تصدیق کے بارے میں انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔ وہ سب کے سب غزوۂ احد میں مقتول ہوئے اور وہی احد کے دن اصحاب اللواء (علمبردار تھے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 249 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

''اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ (کا حکم) حائل ہوجاتا ہے انسان اور اس کے دل (کے ارادوں) کے درمیان، بے شک اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ قرآن ہے جس میں زندگی بھی ہے اور تقویٰ بھی، نجات بھی ہے اور دنیا و آخرت میں عصمت و حفاظت کا (سامان بھی) (1)

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلائیں اس جنگ کی طرف، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں ذلت کے بعد غلبہ اور عزت عطا فرمائے گا اور ضعف و کمزوری کے بعد اس کے سبب تمہیں قوت و طاقت عطا فرمادے گا۔ اور اس کے ذریعے تمہیں دشمنوں کے قہر و غضب سے محفوظ کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، حشیش بن اصرم نے الاستقامۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کی تفسیر میں کہا: اللہ تعالیٰ کا حکم مومن اور کفر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور کافر اور ایمان اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے مابین حائل ہوجاتا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم مومن اور کفر کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور کافر اور ہدایت کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کافر اور اس کے درمیان حائل ہوجاتا ہے کہ وہ خیر کے دروازے کی حفاظت کرے یا اس کے مطابق عمل کرے یا وہ اس سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا علم آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب خلجی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حائل ہوجاتا ہے مومن اور اس کے ایسے گناہ کے درمیان جو اس کے لیے باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ لہٰذا ابن آدم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے سوا

1۔ تفسیر طبری، عن قتادہ، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 251
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 358، دار الکتب العلمیہ بیروت

دوسرے اعمال (خیر) کرے اور وہ اپنے دل میں ایسی ہلاک کرنے والی چیزیں داخل نہ کرے جن کے سبب وہ دار الفاسقین کا مستحق ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کافر اور اس کی اس اطاعت کے درمیان ہو حائل ہو جاتا ہے جو اسے ایسی چیزوں کا مستحق بنا دے جنہیں اپنانے والے اور جن سے محبت رکھنے والے خیر اور بھلائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ اس علم سابق میں ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا امر منتہی ہوتا ہے اور اسی کے پاس بندوں کے اعمال قرار پکڑتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس سے قبل رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا گیا کہ جب ان کے لیے فیصلہ یہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر ان صحابہ کرام سے فرمایا جنہوں نے آپ سے سوال کیا تھا: عمل کرو، پس ہر کام آسان بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: وہ تیسیر (آسان بنانا) کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صاحب نار کے لیے جہنم کا عمل آسان بنا دیا گیا ہے اور صاحب جنت کے جنت کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک غلام کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! بے شک تو آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ پس تو میرے اور خطاؤں کے درمیان حائل ہو جا۔ تاکہ میں برے اعمال نہ کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو اس سے نیکی اور عمل خیر کی دعا مانگ (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان اس سے قرب اختیار کرنے میں حائل ہو جاتا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

"اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے (جو اگر برپا ہو گیا تو) نہ پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام احمد، بزار، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے زبیر کو کہا: اے ابو عبد اللہ! تم نے خلیفہ کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا پھر تم ان کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے ہو؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک ہم نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہ پڑھتے تھے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً اور ہم یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ ہم ہی اس کے اہل ہیں یہاں تک کہ یہ ہم ہی میں واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہو چکا ہے (2)۔

1۔ کتاب الزہد، زہد عمر بن الخطاب، جلد 1، صفحہ 143، بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 165، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تحقیق ایک زمانہ تک ہم پڑھتے رہے اور ہم یہ گمان نہیں رکھتے تھے کہ ہم اس کے اہل میں سے ہیں اور ہم ہی اس آیت کے مصداق اور مراد ہوں گے: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔ (1)

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے فتنہ سے مراد بلاء (آزمائش) ہے اور وہ امر ہے جو ہونے والا ہو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قسم بخدا! جب یہ آیت نازل ہوئی تو کئی اقوام نے یہ جانا کہ عنقریب ایک قوم اس کے ساتھ خاص ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے قسم بخدا! حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے صاحب عقل و دانش نے اس وقت یقین کر لیا جب یہ آیات نازل ہوئی کہ عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا: یہ آیت صرف اصحاب محمد ﷺ کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور یہ فتنہ جنگ جمل کے دن ان تک پہنچا اور وہ قتل ہو گئے۔ مقتولین میں سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں اہل بدر میں سے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر دی گئی ہے (کہ یہ آیت جن کے بارے نازل ہوئی) وہ اصحاب جمل ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے اسی آیت کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ فتنہ ظالم اور صالح تمام کو پہنچے گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ فتنہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے اس طرح کر چھوڑے گا کہ وہ اسے سمجھ ہی نہیں پائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ اپنے درمیان کسی منکر (گناہ) کو پختہ نہ ہونے دیں کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں بھی آجائے گا (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 257 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 256 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 257

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 542 (37805) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 257

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

''اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے ملک میں (ہر وقت) ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ، پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں اور طاقت بخشی تمہیں اپنی نصرت سے اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ''۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ ...... الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ قبیلہ ذلت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر ذلیل، زندگی گزرنے کے لحاظ سے انتہائی شقی اور بدبخت، پیٹ کے اعتبار سے انتہائی بھوکا، بدن کے اعتبار سے سب سے زیادہ لباس سے عاری اور ضلالت و گمراہی کے لحاظ سے انتہائی بین اور واضح تھا۔ فارس اور روم کے درمیان پتھر کے سروں پر جھکنے والے لوگ تھے۔ قسم بخدا! ان کے شہروں میں ایسے لوگ نہیں تھے جو اس پر حسد کرتے ہوں۔ ان میں سے جو زندہ رہا اس نے بدبختی اور شقاوت کی زندگی گزاری اور ان میں سے جو مر گیا اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ وہ کھلاتے تھے اور کھاتے نہیں تھے۔ قسم بخدا! اس وقت زمین پر موجود کسی قبیلے سے ہم واقف نہیں تھے جو رتبہ اور درجہ میں ان سے بڑھ کر شریر ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام عطا فرمایا۔ اور اس کے سبب اس نے شہروں کو آباد کیا اور رزق میں وسعت پیدا فرمائی۔ اور اس کے سبب تمہیں لوگوں پر حاکم بنایا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب وہ سب کچھ عطا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کا اس کی نعمت پر شکر ادا کرو۔ کیونکہ تمہارا رب نعمتیں عطا فرمانے والا ہے اور وہ شکر کو پسند کرتا ہے اور اہل شکر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور زیادہ عطا کیا جاتا ہے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں مکہ مکرمہ میں لوگ تمہیں اچک لے جاتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف پناہ دی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد فارس اور روم کے لوگ ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الناس سے مراد کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد اہل فارس ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاٰوٰىكُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 259 2۔ ایضاً 3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 407 (7184) بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ نے تمہیں انصار مدینہ کی طرف پناہ دی۔ اور وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ کی تفسیر میں فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن اپنی نصرت کے ساتھ تمہیں طاقت بخشی (1)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

''اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بے شک اللہ اسی کے پاس اجر عظیم ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوسفیان مکہ سے نکلا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: کہ ابوسفیان فلاں فلاں جگہ پر ہے۔ پس تم اس کی طرف نکلو اور (اپنا معاملہ) مخفی رکھو۔ تو منافقین میں سے ایک آدمی نے ابوسفیان کی طرف یہ لکھ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ارادے سے نکل رہے ہیں۔ اس لیے تم انتہائی احتیاط کو لازم رکھنا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ۔ الآیہ۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ بن منذر کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنی قریظہ نے اپنی محاصرے کے دن ان سے پوچھا یہ معاملہ کیا ہے (اس امر کا انجام کیا ہے)؟ تو آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اشارۃً بتایا کہ اس کا انجام ذبح ہے (یعنی تم قتل کردیئے جاؤ گے)۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے قدم پھسل گئے جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے (3)۔

امام سنید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زہری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے یہ قول کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (یہود کی طرف) بھیجا۔ تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں اشارۃً بتادیا کہ وہ ذبح کردیے جائیں گے۔ پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! میں کھانا نہیں چکھوں گا اور نہ ہی کوئی شے پیوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں یا میری توبہ قبول ہوجائے۔ پس سات دن تک وہ اسی حال پر رہے کہ نہ کھانا چکھا اور نہ کوئی مشروب پیا یہاں تک کہ وہ غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 260 2۔ ایضاً
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 205 (987) دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کی توبہ قبول فرمالی۔ تو آپ کو بتایا گیا: اے ابولبابہ! تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے۔ تو آپ نے کہا: قسم بخدا! میں اپنے آپ کو (اس ستون سے) نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں اور بذات خود مجھے کھول دیں، پس آپ ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انہیں کھول دیا(1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے۔ تو آپ نے وہاں جا کر اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کے ذبح وقتل کی طرف اشارہ کیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ کی بیوی کو فرمایا۔ کیا وہ نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور غسل جنابت کرتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی، بلاشبہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، غسل جنابت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ سے محبت بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ قسم بخدا میں نمازیں پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور غسل جنابت بھی کرتا ہوں۔ میں عورتوں اور بچوں کی طرف مائل رہا اور ان کے لیے میرے دل میں (جذبات محبت) قائم رہے یہاں تک کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ پھر اسے سورۂ برات کی آیت وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ (التوبہ: 102) ''کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کرلیا ہے اپنے گناہوں کا''۔ نے منسوخ کردیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بنی قریظہ کا معاملہ پیش آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس موجود لوگوں کے ساتھ بھیجا۔ آپ ان کے پاس پہنچے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں کئی عیوب ونقائص نکالے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ابلق (سیاہ وسفید) گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام کے چہرہ سے غبار صاف کیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا یہ دحیہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل ہیں۔ تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ کون سی شے ہے جو آپ کو بنی قریظہ کے پاس جانے سے روک رہی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے ان کے قلعے میں جانا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں اپنا یہ گھوڑا ان پر داخل کروں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ ان میں تشریف لے جائیں، کیونکہ وہ آپ کو گالی گلوچ دے رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 260

WWW.NAFSEISLAM.COM

36A

فرمایا: ہرگز نہیں۔ بلاشبہ عنقریب وہ آداب بجالائیں گے۔ پس حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تشریف لائے اور فرمایا: اے خنزیروں اور بندروں کے بھائیو! تو انہوں نے عرض کی: اابوالقاسم! کیا آپ اتنے فحش الفاظ کہہ رہے ہیں؟ پھر انہوں نے کہا: ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم پر نیچے نہیں اتریں گے بلکہ ہم تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے آئیں گے۔ چنانچہ وہ نیچے اترے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا فیصلہ فرمایا کہ ان کے جنگجو قتل کر دیئے جائیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی سبب سے فرشتے نے مجھ پر جادو کر دیا ہے پس ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور خاص طور پر یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف یہ اشارہ کیا تھا جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اتریں گے کہ تم اس طرح نہ کرو، کیونکہ نتیجۃً تم ذبح اور قتل ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرو اس کے فرائض ترک کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت نہ کرو ان کی سنت چھوڑ کر اور معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو یعنی انہیں نقصان نہ پہنچاؤ۔ امانت سے مراد ہر وہ شے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو امین بنایا ہے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں نازل ہوئی ہے (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ سے مراد میدان جنگ سے ہتھیار کے ساتھ غائب ہو جانا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی ایک فتنہ میں مبتلا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ پس تم میں سے جو بھی پناہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی تکلیف اور تنگی سے پناہ مانگے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید نے اس آیت کے بارے میں کہا: کہ فِتْنَةٌ سے مراد فتنۃ الاختبار ہے جس نے انہیں آزمائش اور امتحان میں ڈال دیا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا: وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً (الانبیاء: 35) "اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے" (4)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 262 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 261
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 263 4۔ ایضاً

36B

سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

''اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو وہ پیدا کر دے گا تم میں حق و باطل میں تمیز کی قوت اور ڈھانپ دے گا تم سے تمہارے گناہ اور بخش دے گا تمہیں۔ اور اللہ بڑے فضل (وکرم) والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: فُرْقَانًا سے مراد نجات ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے(2)۔

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فُرْقَانًا سے مراد مدد و نصرت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

''اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا تا کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے''۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں قریش نے مجلس مشاورت قائم کی۔ ان میں سے بعض نے کہا: جب صبح ہو جائے تو تم اسے بیڑیوں کے ساتھ قید کر لو۔ اس سے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کا ارادہ کر رہے تھے۔ بعض نے یہ رائے دی: نہیں بلکہ تم انہیں قتل کر دو اور بعض نے یہ کہا: نہیں بلکہ تم انہیں جلاوطن کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مشاورت پر اپنے نبی مکرم ﷺ کو مطلع کر دیا، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر آرام فرما رہے اور حضور نبی مکرم ﷺ وہاں سے نکل گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ غار (غار ثور) میں جا پہنچے۔ مشرکین اس خیال سے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں آرام فرما ہیں، رات بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے رہے، پس جونہی انہوں نے صبح کی تو وہ آپ کی طرف جھپٹے اور جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خفیہ تدبیر کو رد کر دیا۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے یہ صاحب کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 265
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 265

WWW.NAFSEISLAM.COM

جانتا۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے نشانات قدم پر آپ کا پیچھا کیا۔ لیکن جب وہ پہاڑ تک پہنچے تو ان پر وہ نشانات مختلط ہو گئے اور وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور انہوں نے غار کے دروازے پر مکڑی کا بنا ہوا جال دیکھا تو کہنے لگے۔ اگر آپ اس میں داخل ہوتے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا یہ جالا نہ ہوتا۔ پس آپ ﷺ اس میں تین راتوں تک قیام فرما رہے (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور تمام قبیلوں کے سردار جمع ہوئے تاکہ وہ دارالندوہ میں داخل ہوں اور ابلیس بھی ایک انتہائی بوڑھے آدمی کی صورت ان کے پاس آ پہنچا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں اہل نجد کا شیخ ہوں۔ میں نے اس کے بارے سنا جس کے لیے تم اکٹھے ہوئے ہو، تو میں نے چاہا کہ میں تم میں حاضر ہوں اور میری جانب سے کوئی رائے اور نصیحت تمہیں محروم نہیں کرے گی۔ تو انہوں نے کہا: ہاں ضرور تم اندر آ جاؤ پس وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گیا اور اس نے کہا: تم اس آدمی کے حالات کے بارے غور و فکر کرو۔ قسم بخدا! قریب ہے کہ وہ اپنے حکم سے تمہارے معاملات میں دخل اندازی کرے گا۔ تو پھر کسی کہنے والے نے کہا: تم اسے بیڑیوں میں قید کر لو اور پھر اس کی موت کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے جیسا کہ اس سے پہلے شعراء ہلاک ہو گئے، یعنی زہیر اور نابغہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں سے کسی کی طرح ہے۔ تو دشمن خدا شیخ نجدی نے کہا: قسم بخدا! تمہاری یہ رائے کوئی مضبوط رائے نہیں ہے۔ قسم بخدا! اس کے قید خانے سے خبر اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی اور پھر یقیناً وہ اس پر حملہ کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں تمہارے قبضے سے لے لیں گے اور پھر انہیں تم سے محفوظ کر لیں گے، پھر تم اس سے محفوظ نہیں ہو کہ وہ تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں۔ لہٰذا تم کسی دوسری رائے میں غور و فکر کرو۔ تو پھر ایک اور نے کہا: تم اسے اپنے درمیان سے نکال کر جلاوطن کر دو، تو تم اس سے راحت اور سکون پا جاؤ گے، کیونکہ جب وہ نکل جائیں گے تو پھر جہاں بھی رہیں اور جو کریں وہ تمہارے لیے باعث ضرر نہیں ہوگا۔ جب ان کا ضرر اور اذیت تم سے دور ہو گئی تو بالیقین تم اس سے راحت پا جاؤ گے، کیونکہ جب وہ نکل جائیں گے تو ان کا عمل تمہارے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا اور ان کا ہر معاملہ دوسرے کے ساتھ ہوگا، یہ سن کر شیخ نجدی بولا: نہیں قسم بخدا! تمہاری یہ رائے اتنی پختہ نہیں ہے، کیا تم اس کی گفتگو کی حلاوت، طلاقت لسانی اور جو اس کی گفتگو کو سنتے ہیں ان کے دلوں کو اپنی گرفت میں لینے سے تم واقف نہیں ہو؟ قسم بخدا! اگر تم نے ایسا کیا، پھر تو انہیں عربوں کے حوالے کر دیا گیا۔ نتیجۃً وہ ضرور بہ ضرور ان کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر وہ تمہاری جانب چل کر آئیں گے اور تمہیں اپنے شہروں سے نکال دیں گے اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دیں گے۔ تمام نے یہ سن کر کہا: اس نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! تم اس کے علاوہ کوئی اور رائے تلاش کرو۔ تو ابوجہل نے کہا: قسم بخدا! ایک رائے میں تمہیں دیتا ہوں اور اس سے بہتر رائے میرے خیال میں اور کوئی نہیں۔ فوراً سب نے کہا: بتاؤ وہ کیا ہے؟ تو وہ بولا: ہر قبیلے سے ایک نوجوان جو دانا اور طاقتور ہو وہ لے لو۔ پھر ہر نوجوان کو تیز دھار تلوار دے دی جائے۔ پھر وہ اس کے ساتھ اس پر اس طرح یکبارگی حملہ کریں گویا کہ ایک

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 348، دار صادر بیروت

آدمی نے ضرب لگائی ہے۔ پس جب تم اسے قتل کردو گے تو اس کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا۔ اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ بنی ہاشم کا یہ خاندان تمام قریش سے جنگ کرنے کی قدرت رکھتا ہو گا۔ لہٰذا جب وہ انتقام کا ارادہ کریں گے تو دیت پر راضی ہو جائیں گے۔ نتیجۃً ہم سے اس کی اذیت ختم ہو جائے گی اور ہم اس سے راحت پالیں گے۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے کہا: قسم بخدا! یہ رائے مضبوط اور قابل عمل ہے جو اس نوجوان نے دی ہے۔ میں بھی اس کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتا۔ چنانچہ وہ اسی رائے پر اتفاق کر کے اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ادھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ آپ آج کی رات اپنے اس بستر پر آرام فرما نہیں ہوں گے جس پر پہلے استراحت فرما ہوتے ہیں، ساتھ ہی قوم کی خفیہ تدبیر سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ لہٰذا وہ رات رسول اللہ ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں بسر نہیں کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خروج کی اجازت عطا فرمائی، اور انہیں ہجرت کا حکم دیا اور ان پر جہاد فرض کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ (الحج: 39) ”اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے“۔ پس یہ دونوں آیتیں جنگ کے بارے میں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اور آپ ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد یہ آیت نازل کی گئی جس میں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمت و احسان یاد دلا رہا ہے: وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الآیہ (1)۔

امام سنید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب انہوں نے نبی مکرم ﷺ کے بارے میں باہم مشورہ کیا کہ وہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ تو آپ ﷺ کو آپ کے چچا ابو طالب نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے تمہارے بارے میں کیا مشورہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ مجھے قید کر لیں یا مجھے قتل کر دیں یا مجھے جلاوطن کر دیں۔ تو انہوں نے پوچھا: آپ کو اس کے بارے کس نے بتایا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے۔ تو انہوں نے کہا: آپ کا رب کتنا اچھا رب ہے۔ اس سے خیر کی نصیحت لیجئے۔ میں بھی اس سے نصیحت لوں گا بلکہ وہ مجھے بھی نصیحت عطا فرمائے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبید بن عمیر کی سند سے مطلب بن ابی وداعہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت ابو طالب نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشاورت کر رہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ مجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا پھر ملک بدر کر دیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو اس کے بارے کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے۔ تو انہوں نے کہا: آپ کا رب کتنا اچھا رب ہے۔ اس سے خیر کی نصیحت لیجئے۔ مزید کہا: میں بھی اس سے نصیحت لوں گا بلکہ وہ مجھے نصیحت عطا فرمائے گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ابن جریج سے اس آیت کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے (4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 267، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 271

(دنوں) کے بارے پوچھا گیا اور بالخصوص ہفتے کے دن کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ مکر اور دھوکہ دینے کا دن ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن قریش نے دارالندوہ میں وہ خفیہ تدبیر کی تھی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ لِیُثْبِتُوْكَ کا معنی ہے کہ وہ آپ کو قید کرلیں (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ قریش حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے مشورہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کہا: ایسا کوئی آدمی داخل نہ ہو جو تم میں سے نہ ہو۔ چنانچہ شیطان بھی اہل نجد میں سے ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں ان کے ساتھ اندر چلا گیا۔ انہوں نے باہم مشاورت شروع کی۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: ہم انہیں جلاوطن کردیں گے۔ تو یہ سن کر شیطان نے کہا: یہ رائے بہت کمزور اور بری ہے کیونکہ قریب ہے کہ وہ تمہارے درمیان فساد برپا کردے گا کیونکہ جب تم اسے باہر نکالو گے تو وہ لوگوں کے ذہنوں کو فاسد کردے گا۔ پھر انہیں تمہارے خلاف انگیخت دلائے گا اور وہ تمہارے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ سب نے کہا: ہاں یہ رائے بہتر نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو اس پر مطلع کردیا اور آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جبل ثور کے غار کی طرف نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر آرام فرما ہوئے۔ قریش نے اس گمان میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ ان کی طرف جھپٹے۔ تو کیا دیکھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا: آپ کے صاحب کہاں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ انہوں نے دور تک آپ کے نشانات قدم کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ وہ غار تک پہنچ گئے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ حضور نبی مکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین رات تک وہاں ٹھہرے رہے (2)۔

عبد بن حمید نے معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ قریش ایک گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: آج تمہارے ساتھ اندر وہی آدمی داخل ہو جو تم میں سے ہو۔ اتنے میں ابلیس آ گیا۔ کسی نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں اہل نجد کا شیخ ہوں اور میں تمہارا بھانجا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: قوم کا بھانجا تو انہیں میں سے ہوتا ہے پھر مشاورت کے دوران بعض نے کہا: تم اسے قید کرلو۔ تو ابلیس نے کہا: کیا بنی ہاشم اس پر راضی ہو جائیں گے؟ پھر بعض نے کہا: تم اسے جلا وطن کردو۔ تو پھر یہ بولا: تمہارے سوا دوسرے لوگ اسے پناہ دے لیں گے (اور اس کی حفاظت کریں گے) تو پھر ابو جہل نے کہا: چاہیے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک مرد جمع ہو اور وہ اسے قتل کردیں۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا: یہ رائے انتہائی اچھی اور بہتر ہے جو اس نوجوان نے دی ہے۔ تو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ...... الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 266 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 389، المجلس العلمی بیروت (تفصیلاً)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ کفار قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں آپ کے مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل یہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کا سودا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کا کپڑا اپنے اوپر لیا۔ پھر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ مشرکین یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ قریش آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس وہ دیر تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے رہے اور آپ کو یہی گمان کرتے رہے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سامنے آئے تو اچانک ان کی نظر آپ پر پڑی۔ تو کہا اٹھے بلاشبہ تو تو لئیم ہے۔ تو مائل ہو رہا ہے، تیرا صاحب تو تیری طرف نہیں ہوگا۔ ہم نے اس کے بارے تجھ سے پوچھا ہے (2)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کہا:

وَقَيْتُ بِنَفْسِيْ خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى ۔۔۔ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالْحَجَرِ

”میں نے اپنی جان کے ساتھ اس ہستی کو بچالیا جو روئے زمین پر سب سے بہتر اور افضل ہے اور اس سے بھی جس نے بیت عتیق (یعنی بیت اللہ شریف) اور حجر اسود کا طواف کیا“۔

رَسُوْلُ الْاِلٰهِ خَافَ اَنْ يَّمْكُرُوْا بِهٖ ۔۔۔ فَنَجَّاهُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰهُ مِنَ الْمَكْرِ

”اللہ تعالیٰ کا رسول معظم اپنے ساتھ ان کے مکر کرنے سے خوف زدہ ہوا، پس آپ کو صاحب قدرت اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وفریب سے نجات دلائی“۔

وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْغَارِ آمِنًا ۔۔۔ وَفِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفِيْ سِتْرِ

”اور رسول اللہ ﷺ نے غار میں پر امن رات بسر کی درآنحالیکہ آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت اور پردے میں تھے“۔

وَبِتُّ اُرَاعِيْهِ وَمَا يَتَّهِمُوْنَنِيْ ۔۔۔ وَقَدْ وَطَّنْتُ نَفْسِيْ عَلَى الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ

”اور میں نے آپ کی حفاظت کرتے ہوئے رات گزاری اور وہ مجھے الزام نہیں دے سکتے، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو قتل اور قید کے لیے پیش کر دیا“ (3)۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 270 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 5 (4263) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (4264)

WWW.NAFSEISLAM.COM

’’اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتے ہیں (اجی رہنے دو) سن لیا ہم نے اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسی آیتیں نہیں ہیں یہ مگر کہانیاں اگلے لوگوں کی‘‘۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کرنے کے لیے بند کر دیا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے نضر کو گرفتار کیا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ میرا قیدی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کتاب کے بارے میں جو کہتا ہے سو کہتا ہے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی ہے: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث حیرہ کی جانب سفر کرتا تھا اور وہاں کے باسیوں کی مسجع اور ان کا کلام سنتا تھا۔ جب وہ مکہ مکرمہ آیا تو اس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور قرآن سنا اور یہ کہا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔(2)

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾

’’اور جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر ہو یہی (قرآن) سچ تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے اور لے آ ہم پر دردناک عذاب اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں (مکہ سے آپ کی ہجرت کے بعد) اب کیا وجہ ہے ان کے لیے کہ نہ عذاب دے انہیں اللہ حالانکہ وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے اور نہیں ہیں وہ اس کے متولی، اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں جانتی‘‘۔

بخاری، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابوجہل بن ہشام نے کہا: اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 272 2۔ ایضاً 3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 75، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ۔ نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ نضر بن حارث کے بارے میں کتاب اللہ کی دس سے زائد آیات نازل ہوئیں۔ انہیں میں سے یہ آیات ہیں: وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ (ص) ''اور (مزاقا) کہتے ہیں اے ہمارے رب جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے''۔ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 94) ''اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی دفعہ''۔ اور سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ (المعارج) ''مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے'' (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے غزوۂ احد کے دن عمرو بن العاص کو گھوڑے پر ٹھہرے ہوئے دیکھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! اگر وہ سچ ہے جو محمد ﷺ کہتے ہیں تو مجھے اور میرے گھوڑے کو زمین میں دھنسا دے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور یہ کہتے تھے: ''لبيك لا شريك لك لبيك'' اور حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے تھے ہاں، ہاں تحقیق اسی طرح ہے۔ اور وہ کہتے تھے ''لا شريك لك الا شريك هو لك تملكه وما ملك۔ اور کہتے تھے: غفرانك غفرانك۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ...... الایہ۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے لیے دو امانیں ہیں۔ ایک نبی مکرم ﷺ اور دوسری استغفار۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ تو چلے گئے اور استغفار باقی رہا اور آپ نے فرمایا وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ میں عذاب سے مراد عذاب آخرت ہے۔ اور وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ میں عذاب سے مراد عذاب دنیا ہے (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان اور محمد بن قیس رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش میں سے بعض نے بعض کو کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان سے محمد (ﷺ) کو عزت و تکریم سے نوازا ہے۔ لہٰذا یہ دعا مانگی: اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ...... الآیہ جب شام ہوئی تو اپنے کہنے پر انہیں خوب ندامت ہوئی چنانچہ یہ دعا مانگی: غفرانك اللهم ''اے اللہ! تو مغفرت فرما دے''۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَا يَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 273 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 277 4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن بزی نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور جب انہوں نے خروج کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ...... الآیہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بارے میں اطلاع دی، پس یہی وہ عذاب تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ کی تفسیر میں حضرت عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس میں ھم ضمیر سے مراد مشرکین ہیں۔ یعنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو عذاب دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں'' یہاں تک کہ وہ آپ کو ان سے نکال لے۔ اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس میں ھم ضمیر سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی نہیں ہے اللہ تعالیٰ مومنین کو عذاب دینے والا حالانکہ وہ مغفرت طلب کررہے ہوں۔ پھر مشرکین کی طرف دوبارہ لوٹتے ہوئے فرمایا: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ''یعنی اب کیا وجہ ہے مشرکین کے لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے روکتے ہیں'' (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہ استغفار کرلیں اور گناہوں کا اقرار کرلیں تو وہ بالیقین مومن ہیں۔ اور وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ میں انہیں عذاب نہ دوں حالانکہ وہ استغفار نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ اَنْتَ فِيْهِمْ کا معنی ہے۔ اور آپ ان کے درمیان ہیں۔ اور آپ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں آپ کہتے ہیں: نہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا، حالانکہ ان میں سے ایک آدمی ہمیشہ اسلام میں داخل ہوتا رہتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی یہ تفسیر بیان کی ہے حالانکہ وہ اسلام میں داخل ہورہے ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے استغفار کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ تو آپ فرماتے ہیں وہ غفران (بخشش) کی شرط پر عمل کرتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں عنقریب ایسے لوگ جہنم میں داخل کیے جائیں گے جو اپنی زبانوں سے استغفار کرتے ہیں اور اسلام اور دیگر تمام دینوں کا دعویٰ اور اقرار کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 275
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 276
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 279
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 278

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ آیت وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کے لیے اس کے بعد آنے والی آیت وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ناسخ ہے، لہٰذا انہیں مکہ میں قتل کیا گیا اور انہیں بھوک اور تنگی میں مبتلا کر دیا گیا (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا لِيُعَذِّبَهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا حالانکہ ان میں ایسے مومنین ہیں جو مغفرت طلب کرتے ہیں (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک قرآن کریم تمہاری بیماری اور تمہارے علاج پر رہنمائی کرتا ہے۔ پس تمہاری بیماریاں تمہارے گناہ ہیں اور تمہارے علاج اور دوا استغفار ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک بندہ گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے حقیر گمان کرتا ہے، اس پر نادم نہیں ہوتا اور نہ اس سے استغفار کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بہت بڑے ٹیلے کی مثل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک گناہ (کبیرہ) کا ارتکاب کرتا ہے اور اس پر نادم ہو جاتا ہے اور اس سے استغفار کرتا رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں (یعنی اسے بالکل مٹا دیتے ہیں) (4)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے مجھ پر دو امانیں نازل فرمائیں اور وہ یہ ہیں: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور جب میں چلا جاؤں گا تو میں ان میں قیامت کے دن تک کے لیے استغفار چھوڑ جاؤں گا (5)۔

امام ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم میں دو امانیں تھیں۔ ان میں سے ایک گزر گئی اور دوسری باقی ہے (6)۔

ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت میں دو امانیں رکھی ہیں۔ جب تک وہ ان کے درمیان رہیں گی وہ عذاب کی کڑک سے محفوظ رہیں گے۔ پس ایک امان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور ایک امان تم میں باقی ہے۔ اور وہ یہ ارشاد ہے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...... الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 275
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 427 (7146)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 428 (7151)
5۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 401 (3082) دار الفکر بیروت
6۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 442 (654)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک تم میں دو امانیں تھیں۔ ان میں سے ایک گزر چکی ہے اور دوسری باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پس رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے ہیں اور استغفار یوم قیامت تک باقی رہے گا(1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اس امت میں دو امانیں ہیں۔ ایک رسول اللہ ﷺ اور دوسری استغفار۔ پس ایک امان گزر چکی ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے ہیں اور ایک امان یعنی استغفار باقی ہے(2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ اللہ تعالیٰ سے جو استغفار کرتا ہے اس کے سبب اس کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے(3)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان نے کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو بہکاتا رہوں گا جب تک ان کی ارواح ان کے جسموں میں باقی رہیں۔ تو رب کریم نے جواب دیا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں ان کی مغفرت فرماتا رہوں گا جس کی وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہے(4)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم اور پریشانی سے نجات، ہر تنگی اور کلفت سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان تک نہ ہو گا(5)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس انسان کے لیے مبارک اور سعادت مندی ہے جو اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے گا(6)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کثرت سے استغفار کرنے کی طاقت رکھتے ہو تو کرو۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نجات دلانے والی اور اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شے نہیں(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 277
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 182 (1491)
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 20، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 29
5۔ سنن ابن ماجہ، مع شرح، باب الاستغفار، جلد 4، صفحہ 294 (3819) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 293 (3818)
7۔ نوادر الاصول، باب فی حقیقۃ الاستغفار، جلد 1، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مغیث بن اسماء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا جو گناہ کے اعمال کرتا تھا۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ خوشحال اور آسان دن گزار رہا تھا کہ اچانک وہ اپنے ماضی کے اعمال میں غور وفکر کرنے لگا تو سوچ کر اس نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی ''اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَكَ'' اے اللہ! تیری بخشش وسیع ہے، معاف فرمادے اسی حال میں اس پر موت واقع ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خوش نصیب ہے وہ انسان جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار کے جھنڈے پائے گا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا جس کسی نے اس طرح پانچ بار استغفار کیا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ'' تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اگرچہ اس پر سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہوں(2)۔

امام ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل قیام کیا کہ گویا آپ رکوع نہیں کریں گے، پھر اسی طرح ایک طویل رکوع کیا، پھر اسی طرح طویل سجدہ کیا، گویا آپ اس سے سر اقدس نہیں اٹھائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور پہلی کی طرح دوسری رکعت بھی انتہائی طویل کر کے پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجود کے آخر میں پھونک ماری پھر اس طرح دعا مانگی: اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ میں ان میں موجود ہوں؟ اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ وہ استغفار کرتے ہوں اور ہم تجھ سے مغفرت طلب کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوئے درآنحالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا(3)۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین میں دو امانیں ہیں۔ ایک امان میں ہوں اور دوسری امان استغفار ہے۔ مجھے دنیا سے اٹھا لیا جائے گا اور استغفار کی امان باقی رہے گی۔ ہر حدث اور گناہ کرتے وقت تم پر استغفار کرنا لازم ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو عذاب دے حالانکہ ان کے انبیاء علیہم السلام ان کے درمیان موجود ہوں۔ یہاں تک کہ وہ انہیں ان سے نکال لے۔ اور وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 173 (35076) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (35079)

3۔ سنن ابوداؤد مع شرح، کتاب الکسوف، باب من قال یرکع رکعتین، جلد 5، صفحہ 48 (1165) مکتبۃ الرشد الریاض

4۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 136 (4366) دار الکتب العلمیہ بیروت

مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب دینے والا ہو حالانکہ ان میں ایسے لوگ موجود ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایمان میں داخلہ مل چکا ہو اور وہ استغفار ہے۔ اور کافر کے لیے فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران: 179) ”نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کردے پلید کو پاک سے“۔

پس اللہ تعالیٰ اہل سعادت کو اہل شقاوت سے ممتاز کرے گا اور وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن تلوار (قتل) کے سبب عذاب میں مبتلا کیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پھر اہل شرک کی اس حکم سے استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا: وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، نحاس اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ لِيُعَذِّبَهُمْ میں هم ضمیر سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ اور مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ میں مکہ مکرمہ کے مومنین ہیں۔ اور وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ میں بھی هم سے مراد کفار مکہ ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ ان کے عذاب سے مراد مکہ کا فتح ہونا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ روایت کیا ہے کہ کیا وجہ ہے ان کے لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور ان کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اگرچہ ان میں وہ بھی ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر میں یہ نقل کرتے ہیں کہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے انہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے حالانکہ آپ نے اور آپ کے متبعین نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی اس کے متولی وہ لوگ ہیں جنہیں اس سے نکالا جاتا ہے اور وہ اس کے نزدیک نماز ادا کرتے ہیں۔ یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی اتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس کے متولی نہیں ہیں مگر متقی لوگ یعنی وہ جہاں بھی ہوں (3)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میرے لیے اپنی قوم کو جمع کرو۔ آپ نے انہیں جمع کیا۔ پس جب وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 279 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 276 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 281

ہوئے اور عرض کی: میری قوم آپ کے حکم پر جمع ہو چکی ہے۔ جب انصار نے اس کے بارے سنا تو انہوں نے کہا: تحقیق قریش کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ پس دیکھنے سننے والے آئے کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں تمہارے سوا بھی کوئی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! ہم میں ہمارے حلیف، ہمارے بھانجے اور ہمارے موالی بھی ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے حلیف ہم میں سے ہیں۔ ہمارے بھانجے ہم میں سے ہیں اور ہمارے موالی بھی ہم میں سے ہیں۔ تم سن لو! تم میں سے میرے دوست صرف پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں۔ اگر تم اسی طرح ہو تو پھر ایسا ہی ہے۔ ورنہ غور کر لو قیامت کے دن لوگ اعمال لے کر نہیں آئیں گے اور تم بھاری بھرکم بوجھوں کے ساتھ آؤ گے اور تم سے اعراض کر لیا جائے گا (1)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک قیامت کے دن میرے دوست متقی لوگ ہوں گے۔ اگرچہ نسب کے اعتبار سے کوئی زیادہ قریبی ہو۔ پس لوگ اعمال لے کر میرے پاس نہیں آئیں گے اور تم دنیا لے کر میرے پاس آؤ گے، تم اسے اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے ہو گے اور میں اس اس طرح کہوں گا مگر میں ہر ایک سے اس کے تکبر کے سبب اعراض کر لوں گا۔

امام ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کی آل کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر متقی (میری آل ہے) اور پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ (2)

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ فلاں کے آل میرے دوست نہیں ہیں۔ بے شک میرا دوست اللہ اور صالح مومنین ہیں۔ ''اِنَّ آلَ فُلَانٍ لَيْسُوْالِيْ بِاَوْلِيَاءَ، اِنَّمَا وَلِيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ'' (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے متقی لوگ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ جو ہوں اور جہاں ہوں۔

وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اور نہیں تھی ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس بجز سیٹی اور تالی بجانے کے۔ سو چکھو اب عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کیا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش طواف میں

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 47 (4544) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ معجم صغیر، جلد 1، صفحہ 115

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 203، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور نبی کریم ﷺ سے تعرض کرتے تھے، استہزاء کرتے، سیٹیاں مارتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً۔ الآیہ (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نبیط رحمہ اللہ سے اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام بیت الحرام کا طواف کر رہے ہوتے تھے جب کہ وہ (کفار قریش) سیٹیاں بجا رہے ہوتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور اس دوران سیٹیاں مارتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً۔ فرمایا: مُكَآءً کا معنی سیٹی بجانا ہے۔ اس میں انہیں پرندے کے سیٹی مارنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور تَصْدِيَةً کا معنی تالی بجانا ہے۔ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ (الاعراف: 32) الآیہ۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وضاحت کیجئے: اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً تو آپ نے فرمایا: مُكَآءً سے مراد ساز کی آواز ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد چڑیوں کی آواز ہے اور اس سے مراد تالیاں بجانا ہے۔ سبب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو آپ ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ تو بنی سہم کے دو آدمی آئے۔ ایک آپ ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہوتا اور دوسرا بائیں جانب۔ ان میں سے ایک اس طرح چیختا تھا جس طرح سیٹی بجانے کی آواز ہوتی ہے اور دوسرا ہاتھوں کے ساتھ اس طرح تالی بجاتا جس طرح چڑیاں پر پھڑ پھڑاتی ہیں۔ تو یہ سن کر نافع بن ازرق نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ وہ کہتے ہیں:

نَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِذَا دُعِيْنَا وَهِمَّتُكَ التَّصَدِّيْ وَالْمُكَاءُ

"جب ہمیں نماز کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم اس کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور تیرا ارادہ شور و غل کرنا اور تالیاں بجانا ہے"۔

ایک اور شاعر نے تَصْدِيَةً کے بارے میں کہا ہے:

حَتّٰى تَنَبَّهْنَا سُحَيْرًا قَبْلَ تَصْدِيَةِ الْعَصَافِيْرِ

"یہاں تک کہ ہم چڑیوں کی آوازوں سے پہلے سحری کے وقت بیدار ہو گئے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُكَآءً کا معنی سیٹیاں بجانا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھتا تھا۔ پھر وہ سیٹیاں بجاتا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر یعنی سیٹی بجانا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد تالی بجانا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر (سیٹی بجانا) اور تَصْدِيَةً سے مراد تصفیق یعنی تالی بجانا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مُكَآءً سے مراد ان کا اپنے مونہوں میں اپنی انگلیاں داخل کرنا ہے اور تَصْدِيَةً کا مفہوم سیٹی بجانا ہے۔ اس سارے عمل کے ساتھ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں خلل اندازی کی کوشش کرتے تھے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر (سیٹی بجانا) ہے جو اس سفید پرندے کی آواز کی مثل ہو جسے مکاء کہا جاتا ہے۔ مکاء سرزمین حجاز میں ہوتا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد تالیاں بجانا ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مُكَآءً کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی انگلیوں کا جال بناتے تھے اور ان میں سیٹیاں بجاتے تھے اور تَصْدِيَةً سے مراد لوگوں کا انہیں روکنا اور باز رکھنا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف بائیں جانب پر کرتے تھے۔ اسی کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے۔ پس مُكَآءً سے مراد بگل میں پھونک مارنے کی طرح آواز پیدا کرنا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد ان کا بائیں جانب پر طواف کرنا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ خطاب غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے کفار مکہ کو ہے کہ کفار بدر اب عذاب چکھو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل اور قید کے ساتھ عذاب میں مبتلا کر دیا(6)۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ۙ۳۶ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷

”بے شک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور یہ آئندہ بھی (اسی طرح)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 283 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 284
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 285 — 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 86-284 — 6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 287

WWW.NAFSEISLAM.COM

خرچ کریں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت وافسوس پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے تا کہ الگ کر دے اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر پھر اکٹھا کر دے ان سب کو پھر ڈال دے اس مجموعہ کو جہنم میں۔ یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں، ان تمام نے اپنی سند سے کہا ہے کہ زہری، محمد بن یحییٰ بن حیان، عاصم بن عمر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمٰن بن عمر رحمہم اللہ نے کہا: کہ جب بدر کے دن قریش شکست فاش سے دو چار کر دیئے گئے اور وہ لوٹ کر مکہ مکرمہ کی طرف گئے اور ابوسفیان اپنے قافلے کے ساتھ واپس پہنچ گیا تو عبداللہ بن ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ قریش کے دیگر افراد کے ساتھ اس کے پاس گئے جس کے پاس سامان تجارت تھا اور جا کر کہا: اے گروہ قریش! بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں اذیت میں مبتلا کیا ہے اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا تم اس مال کے ساتھ ان کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے ہماری مدد اور معاونت کرو۔ شاید ہم ان سے بدلہ چکا لیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل کی ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ۔ تا۔ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی جَہَنَّمَ یُحۡشَرُوۡنَ۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ۔ ابوسفیان بن حرب کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سے لے کر اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ تک جنگ احد میں ابوسفیان کے کفار پر مال خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب کے متعلق نازل ہوئی۔ اس نے احد کے دن بنی کنانہ سے دو ہزار احابیش اجرت پر لیے کہ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ لڑے گا۔ اور یہ اس لشکر کے علاوہ تھے جو اس نے عرب سے جمع کیا تھا۔ تو اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ وہی ہیں جن کے بارے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

وَجِئۡنَا اِلٰی مَوۡجٍ مِّنَ الۡبَحۡرِ وَسۡطَہٗ ۔۔۔ اَحَابِیۡشُ مِنۡہُمۡ حَاسِرٌ وَّ مُقۡنَعٗ

''ہم سمندر کی موج کی طرف آئے جس کے درمیان میں احابیش تھے ان میں سے کچھ ننگے سر اور کچھ نقاب پوش تھے''۔

ثَلَاثَۃُ اٰلَافٍ وَّ نَحۡنُ نصیۃ ۔۔۔ ثلاث مِئِیۡنَ اِنۡ کَثُرۡنَ فَاَرۡبَعٗ

''وہ تین ہزار تھے اور ہم تین سو کے لگ بھگ تھے اگر وہ بڑھ جائیں تو (ہم بھی) ڈٹ جانے والے ہیں'' (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 288 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 287

WWW.NAFSEISLAM.COM

37B

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حکم بن عیبہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس نے جنگ احد میں مشرکین قریش پر چالیس اوقیہ سونا خرچ کیا۔ اس وقت ایک اوقیہ بیالیس مثقال سونے کا تھا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت میں عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ اور حَسْرَةً سے مراد قیامت کے دن کی ندامت اور شرمندگی ہے(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ابوسفیان اور قریش کے ان لوگوں کی طرف چل کر گئے تھے جن کے پاس سامان تجارت تھا۔ انہوں نے ان سے جا کر کہا کہ وہ اس سامان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے انہیں قوت اور طاقت باہم پہنچائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ کی تفسیر میں حضرت شہر بن عطیہ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں الگ کر دے گا جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اعمال صالحہ کیے۔ پھر ساری کی ساری دنیا کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: فَیَرْكُمَهٗ جَمِیْعًا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو جمع کرے گا(3)۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَ اِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۴۰﴾

”فرما دیجیے کافروں کو کہ اگر وہ (اب بھی) باز آ جائیں تو بخش دیا جائے گا انہیں جو ہو چکا۔ اور اگر وہ (پہلے کرتوت) دہرائیں تو گزر چکا ہے (ہمارا) طریقہ پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ اور (اے مسلمانو!) لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی فساد اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ کے لیے۔ تو پھر اگر وہ باز آ جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے خوب دیکھنے والا ہے اور اگر وہ روگردانی کریں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے۔ وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا بہترین مددگار ہے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 288، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 290

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا فرمائی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اپنا دست مبارک پھیلائیے۔ تاکہ میں آپ کی بیعت کرلوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں دست مبارک آگے کیا۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے ایک شرط لگانے کا خیال آ گیا ہے۔ میری بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو کیا شرط لگانا چاہتا ہے؟ تو میں نے عرض کی: میری شرط یہ ہے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے ہجرت اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے؟(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی کافر کا ایسے عمل پر مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا جو اس نے حالت کفر میں کیا۔ جب کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہمارا طریقہ پہلے نافرمانوں یعنی قریش وغیرہ کے ساتھ غزوۂ بدر میں اور ان سے پہلی امتوں میں گزر چکا ہے(2)۔

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

"اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آ نے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: پھر مال فے کے حصص بیان کیے گئے اور ان سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ غزوۂ بدر گزر جانے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 205، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ کا معنی ہے کہ جو کوئی چیز حتی کہ سوئی بھی تم غنیمت میں حاصل کرو(1)۔

امام ابن منذر نے ابن ابی نجیح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مال تین قسم کا ہوتا ہے: مال غنیمت یا مال فے یا مال صدقہ۔ ان میں سے ہر درہم کا اللہ تعالیٰ نے محل اور مصرف بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ مال غنیمت کے بارے فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ۔ یعنی گناہ سے اہل ایمان کو بچانے کے لیے یہ بیان فرمایا: اور مال فے کے بارے فرمایا كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ (الحشر:7) ''تا کہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان''۔ اور صدقہ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ (التوبہ:60) (یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن مسلم جدلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب ابن الحنفیہ سے ارشاد خداوندی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ کلام کا آغاز ہے، دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ خلیفہ کے قرابتداروں کے لیے ہوگا۔ اور بعض نے یہ قول کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا حصہ خلیفہ کے لیے ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی رائے اس پر متفق ہے کہ انہوں نے یہ دونوں حصے فی سبیل اللہ گھوڑوں اور دیگر تیاری کے لیے مختص کیے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں کے زمانہ خلافت میں اسی طرح ہوتا رہا(2)۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی سریہ بھیجتے اور وہ حاصل ہونے والے مال غنیمت کا خمس نکالتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس کو پھر پانچ حصوں میں تقسیم کرتے۔ پھر یہ آیت پڑھتے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ فرمایا: فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ آغاز کلام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (البقرہ:284) ''اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''۔ پس اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول کا حصہ ایک قرار دیا ہے۔ اور وَلِذِی الْقُرْبٰی اور ان دونوں حصوں (یعنی پہلے اور اس حصے) کو گھوڑوں اور اسلحہ میں قوت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور یتامیٰ مساکین اور ابن سبیل کا حصہ ان کے سوا کسی غیر کو نہیں دیا اور باقی کے چار حصے بنائے ہیں۔ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں، سوار کے لیے ایک حصہ ہے اور پیدل کے لیے بھی ایک حصہ ہے(3)۔

عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خمس اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 6   2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 11   3۔ ایضاً

لیے ہے، پھر خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور فرمایا وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ان میں سے چار حصے تو واضح ہیں کہ وہ جنگ لڑنے والوں کے لیے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ پانچ میں سے چار حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے یعنی اس کی ایک چوتھائی اللہ تعالیٰ، رسول مکرم اور ذوی القربیٰ کے لیے ہے۔ ذوی القربیٰ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار ہیں۔ اور جو اللہ اور رسول کے لیے ہے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لیے ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے کوئی چیز نہیں لی۔ دوسرا چوتھائی یتامیٰ کے لیے ہے، تیسرا چوتھائی مساکین کے لیے ہے اور چوتھا چوتھائی ابن سبیل کے لیے ہے۔ اور اس سے مراد وہ فقیر مہمان ہے جو مسلمانوں کے گھر آتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مال غنیمت لایا جاتا اور اسے رکھ دیا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرتے پھر ان سے ایک حصہ الگ کر لیتے اور چار حصے ان لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، جو جنگ میں حاضر ہوتے۔ پھر علیحدہ کیے ہوئے سارے حصے میں اپنا دست مبارک مارتے اور جس شے پر ہاتھ رکھتے اسے کعبہ معظمہ کے لیے مختص کر دیتے اور وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو یہ ہے ''لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ نَصِيْبًا' فَاِنَّ لِلّٰهِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ'' (کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حصہ نہ بناؤ کیونکہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے)

پھر آپ بقیہ حصہ کی طرف متوجہ ہوتے اور اسے پانچ حصوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک حصہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، دوسرا حصہ ذوالقربیٰ کے لیے، تیسرا یتامیٰ کے لیے، چوتھا مساکین کے لیے اور پانچواں حصہ ابن سبیل کے لیے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت دار صدقات میں سے کوئی شے نہیں کھاتے تھے، وہ ان کے لیے حلال نہیں تھی۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خمس کا پانچواں حصہ ہے اور آپ کے قرابت داروں کے لیے بھی خمس کا پانچواں حصہ ہے۔ اس طرح خمس کا ایک ایک حصہ یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل کے لیے ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو صفی کہا جاتا تھا۔ اگر آپ غلام چاہیں یا گھوڑا چاہیں (یعنی جو بھی آپ چاہتے) اسی خمس نکالنے سے پہلے آپ چن لیتے تھے۔ آپ اسے اپنے حصہ کے ساتھ ملا لیتے اگر وہ حاضر ہوتا یا غائب ہوتا۔ حضرت صفیہ بنت حیی صفی میں سے تھیں(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس ایک ہی ہے۔ اگرچہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا سکتے ہیں اور اس میں جو اللہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 238 (9481) المجلس العلمی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 8 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 9 5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 239 (9485) المجلس العلمی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

لیے ہے، پھرخمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور فرمایا وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ان میں سے چار حصے تو واضح ہیں کہ وہ جنگ لڑنے والوں کے لیے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ پانچ میں سے چار حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے یعنی اس کی ایک چوتھائی اللہ تعالیٰ، رسول مکرم اور ذوی القربی کے لیے ہے۔ ذوی القربی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار ہیں۔ اور جو اللہ اور رسول کے لیے ہے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لیے ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے کوئی چیز نہیں لی۔ دوسرا چوتھائی یتامی کے لیے ہے، تیسرا چوتھائی مساکین کے لیے ہے اور چوتھا چوتھائی ابن سبیل کے لیے ہے۔ اور اس سے مراد وہ فقیر مہمان ہے جو مسلمانوں کے گھر آتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مال غنیمت لایا جاتا اور اسے رکھ دیا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرتے پھر ان سے ایک حصہ الگ کر لیتے اور چار حصے ان لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، جو جنگ میں حاضر ہوتے۔ پھر علیحدہ کیے ہوئے سارے حصے میں اپنا دست مبارک مارتے اور جس شے پر ہاتھ رکھتے اسے کعبہ معظمہ کے لیے مختص کر دیتے اور وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو یہ ہے "لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ نَصِیْبًا فَاِنَّ لِلّٰهِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ" (کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حصہ نہ بناؤ کیونکہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے)

پھر آپ بقیہ حصہ کی طرف متوجہ ہوتے اور اسے پانچ حصوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک حصہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، دوسرا حصہ ذوالقربی کے لیے، تیسرا یتامی کے لیے، چوتھا مساکین کے لیے اور پانچواں حصہ ابن سبیل کے لیے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت دار صدقات میں سے کوئی شے نہیں کھاتے تھے، وہ ان کے لیے حلال نہیں تھی۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خمس کا پانچواں حصہ ہے اور آپ کے قرابت داروں کے لیے بھی خمس کا پانچواں حصہ ہے۔ اس طرح خمس کا ایک ایک حصہ یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے لیے ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو صفی کہا جاتا تھا۔ اگر آپ غلام چاہیں یا گھوڑا چاہیں (یعنی جو بھی آپ چاہتے) اسی خمس نکالنے سے پہلے آپ چن لیتے تھے۔ آپ اسے اپنے حصہ کے ساتھ ملا لیتے اگر وہ حاضر ہوتا یا غائب ہوتا۔ حضرت صفیہ بنت حیی صفی میں سے تھیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس ایک ہی ہے۔ اگرچہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا سکتے ہیں اور اس میں جو اللہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 238 (9481) المجلس العلمی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 8 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 9 5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 239 (9485) المجلس العلمی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعالیٰ چاہے تصرف فرما سکتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ زمین حاصل کی یا اونٹ کی اون میں سے کچھ حاصل کی۔ اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے جو مال بطور غنیمت تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں سے میرے لیے کچھ بھی نہیں اور نہ اس کی مثل سوائے خمس کے اور خمس بھی تمہیں پر لوٹا دیا جاتا ہے۔

امام ابن منذر نے ابو مالک کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ابتدا میں مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ان میں سے چار حصے ان کے لیے ہوتے جو جنگ میں شریک ہوتے پھر آپ وہ خمس لیتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا۔ اور آپ ﷺ اسے چھ حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے، ایک حصہ رسول مکرم ﷺ کے لیے، ایک حصہ ذوی القربیٰ کے لیے، ایک حصہ یتیموں کے لیے، ایک حصہ مسکینوں کے لیے اور ایک حصہ ابن سبیل کے لیے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا حصہ اسلحہ، دیگر ساز و سامان کی تیاری اور فی سبیل اللہ کی مد میں خرچ کرتے تھے۔ یہی حصہ کعبہ معظمہ کے غلاف، صفائی اور دیگر اس کی حاجات کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ ہتھیاروں، دیگر ضروری سامان اور آپ کے اہل کے نفقہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ ذوی القربیٰ کا حصہ آپ ﷺ کے قرابت داروں کے لیے تھا، رسول اللہ ﷺ فقر و افلاس اور تنگی کی بنا پر ان میں ان کا حصہ تقسیم فرماتے تھے۔ اور تین حصے یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے لیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے جسے چاہتے اور جہاں چاہتے یہ عطا فرما دیتے تھے۔ بنی عبد المطلب کے لیے ان تین میں صرف ایک حصہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے عام لوگوں کے ساتھ کوئی حصہ نہیں ہے

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسین المعلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ اس کے نبی کے لیے ہے اور جو حصہ رسول کے لیے ہے وہ رسول کی ازواج کے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے ذوی القربیٰ سے مراد بنو عبد المطلب ہیں (2)۔

امام شافعی، عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نجدہ نے آپ کی طرف لکھا اور ذوی القربیٰ کے بارے پوچھا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ تو آپ نے اس کی طرف لکھا: بے شک ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صرف ہم ان میں سے ہیں۔ لیکن ہمارے قوم نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ تمام کے تمام قریش ذوی القربیٰ میں شامل ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نجدہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 501 (33304) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 517 (33453) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 10

WWW.NAFSEISLAM.COM

حروری نے ان کی جانب لکھ بھیجا اور آپ سے ان ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے دریافت کیا، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تو آپ نے اس کی طرف لکھا کہ بے شک ہم تو یہ گمان کرتے تھے کہ صرف ہم ہی وہ ہیں۔ لیکن ہماری قوم نے اس کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: وہ ان کے لیے بھی کہتا ہے جنہیں تو گمان کرتا ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کے لیے وہ حصہ مختص کیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس حصے میں سے کچھ سامان ہمیں دیا۔ تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارے حق سے کم ہے۔ ہم نے وہ سامان آپ کو واپس لوٹا دیا اور اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کے لیے جو کچھ مقرر کیا تھا وہ یہ ہے کہ ان میں سے شادی کرنے والوں کی مدد کی جائے اور مقروض کے قرض ادا کر دیے جائیں اور ان کے فقراء کو عطا کیا جائے اور آپ نے اس سے زائد دینے سے انکار کر دیا (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا اے امیر المومنین! مجھے بتائیے خمس میں سے تمہارے حصے کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا عمل کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اخماس نہیں تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر خمس میں سے مجھے دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سوس اور نیشاپور کے لشکر کا خمس بھی دیا۔ میں ان کے پاس ہی تھا۔ تو آپ نے کہا: یہ خمس میں سے تم اہل بیت کا حصہ ہے۔ اور آپ نے بعض مسلمانوں کے لیے بھی ان کی شدید حاجت اور ضرورت کے تحت حلال قرار دیا۔ تو میں نے کہا: ہاں (یہ ٹھیک ہے) تو حضرت عباس بن عبد المطلب اچھلتے ہوئے کہا جو ہمارے لیے ہے آپ اس میں تعرض نہ کیجئے۔ میں نے کہا: کیا ہم امیر المومنین کی مدد کا اور مسلمانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتے؟ پھر انہوں نے وہ لے لیا۔ اور اللہ کی قسم! ہم نے وہ نہیں لیا اور نہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس پر اصرار کیا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقہ حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کے عوض خمس میں سے حصہ عطا فرمایا ہے جو اس کا عوض ہے جو آپ پر حرام قرار دیا۔ اور صرف آپ کی اہل بیت پر صدقہ حرام قرار دیا۔ آپ کی امت پر نہیں۔ اس لیے ان کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک حصہ مقرر کر دیا جو اس کے عوض ہے جو ان پر حرام قرار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے ہاتھوں کے دھوون (صدقہ) سے اعراض کرایا ہے۔ کیونکہ ہمارے لیے خمس کے خمس میں اتنا ہے جو تمہیں غنی کر دے گا یا فرمایا: یہ تمہارے لیے کافی ہوگا۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زہری اور عبد اللہ بن ابی بکر رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والے مال میں سے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تقسیم کیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 516 (33450)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تقسیم فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چل پڑے یہاں تک کہ آپ کے پاس حاضر ہو گئے اور ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے بھائی بنی ہاشم ہیں۔ ہم ان کی فضیلت کا آپ کے اس مقام کی وجہ سے انکار نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے عطا فرمایا ہے۔ آپ کا ہمارے ان بھائیوں کے بارے میں جو بنی مطلب میں سے ہیں کیا خیال ہے؟ آپ نے انہیں ہم سے کم عطا کیا ہے حالانکہ ہم اور وہ نسب کے اعتبار سے ایک ہی درجہ میں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ انہوں نے ہم سے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں علیحدگی اور جدائی اختیار نہیں کی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آل محمد ﷺ وہ ہیں جنہیں خمس دیا گیا اور وہ آل علی، آل عباس، آل جعفر اور آل عقیل ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے آل محمد ﷺ کے لیے چونکہ صدقہ حلال نہیں کیا گیا تھا اس لیے ان کے لیے خمس کا خمس مقرر کر دیا گیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کوئی چیز تم (مشرکین سے) غنیمت میں حاصل کرو۔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی۔ ذوی القربیٰ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ۔ ابن سبیل سے مراد مہمان ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ کے عہد مقدس میں جب مسلمان مال غنیمت حاصل کرتے تو وہ اس کا خمس نکالتے۔ پھر اس ایک خمس کے چار حصے بناتے۔ ان میں سے ایک چوتھائی اللہ، رسول اور نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں کے لیے ہوتا اور جو کچھ اللہ کے لیے تھا وہی رسول اللہ ﷺ اور ذوی القربیٰ کے لیے تھا۔ اور نبی مکرم ﷺ کے لیے قرابت میں سے ایک آدمی کا حصہ ہوتا۔ دوسرا چوتھائی نبی کریم ﷺ کے لیے، تیسرا چوتھائی مساکین کے لیے اور چوتھا چوتھائی ابن سبیل کے لیے ہوتا۔ پھر وہ اس مال کی طرف متوجہ ہوتے جو باقی رہ جاتا اور وہ اسے اپنے حصوں پر تقسیم کر لیتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرابت کا حصہ ختم کر دیا اور اسے آپ اللہ تعالیٰ کے راستے میں (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے لگے۔ اور یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے حصے باقی رکھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بغوی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بلقین کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے چچا کے بیٹے سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ اس مال کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور چار حصے ان کے لیے یعنی مسلمانوں کے لیے ہیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سہم ذوی القربیٰ عن ہو، جلد 6، صفحہ 516 (33448) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، باب من یعطی من الخمس وفیمن یوضع، جلد 6، صفحہ 502 (33317) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں نے عرض کی: کیا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی نسبت زیادہ حق بھی رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر میں تیرے پہلو سے تیر کھینچ لوں تب بھی تو اپنے مسلمان بھائی کی نسبت اس کا زیادہ حق دار نہیں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت میں سے خمس کا فریضہ نازل ہونے سے قبل تنفیل کرتے تھے۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ الآیہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنفیل چھوڑ دی اور اسے خمس کے خمس کے ساتھ مختص کر دیا۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مالک بن عبد اللہ حنفی سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: یہاں اہل شام میں سے کون ہے؟ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ پیغام پہنچا دینا کہ جب انہیں مال غنیمت حاصل ہو۔ تو وہ پانچ حصے بنالیں اور ان میں سے ہر حصہ پر یہ لکھ دیں "للہ" (یعنی یہ حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے) پھر قرعہ اندازی کریں، پس جس کے بارے قرعہ نکل آئے اسے لے لیں(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ایک ہی ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مال غنیمت میں خمس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ صفی (یعنی چناؤ) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار حاصل ہے کہ مال غنیمت کے قیدیوں میں سے جو بہتر ہو اسے اپنے لیے چن سکتے ہیں بشرطیکہ مال میں قیدی ہوں ورنہ دوسرا مال بھی آپ منتخب کر سکتے ہیں، پھر خمس نکالا جائے گا۔ پھر صفی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ آپ کے لیے حصہ نکالا جائے گا، چاہے آپ میدان میں حاضر ہوں یا وہاں سے غائب(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء بن سائب سے نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا۔ فے کیا ہے؟ اور مال غنیمت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب مسلمان مشرکین پر اور ان کی زمین پر غالب آ جائیں اور انہیں بزور طاقت وقوت پکڑ لیں۔ تو اس صورت میں جو مال انہوں نے حاصل کیا اور اس پر غالب آئے۔ تو وہ مال مال غنیمت ہے۔ اور وہ زمین فے کہلائے گی(6)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہے غنیمت وہ ہے جسے مسلمانوں نے بزور شمشیر طاقت کے ساتھ حاصل کیا ہو۔ پس اسی مال کا پانچ میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر ہے اور چار حصے ہے ان کے لیے جو جنگ میں شریک ہوئے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے یہ پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس میں کس طرح کا عمل کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ ایک حصہ دیتے

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من یعطف من الخمس وفیمن یوضع، جلد6، صفحہ 501(33302) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 499(33284)
3۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 500(33299)
4۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 501(33305)

5۔ ایضاً، باب فی الغنیمۃ کیف یقسم، جلد6، صفحہ 501(33308)
6۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 502(33311)

7۔ ایضاً، جلد6، صفحہ 502(33312)

تھے، پھر ایک آدمی کو اور پھر ایک آدمی کو۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری باری ایک ایک فی سبیل اللہ حصہ عطا فرماتے تھے) (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مال غنیمت میں ایک شے ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اپنے لیے پسند فرمالیتے تھے۔ چاہے وہ خادم ہو یا گھوڑا ہو۔ پھر اس کے بعد آپ کا حصہ خمس میں سے تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم نے انفال (مال غنیمت) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں اس سے خمس نہیں نکالا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ پس بدر کے بعد ہر مال غنیمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے خمس قبول فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھے والی نہیں بنادیں گے اس خمس پر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے خاص کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کا والی بنادیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس کے خمس کا والی بنادیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں اس کے صحیح مواقع اور محل میں اسے خرچ کیا (2)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جسے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوائے دو گھوڑوں کے اور کسی گھوڑے کا حصہ نہیں۔ اگرچہ دشمن کی جو سرحد عبور کرتے وقت اس کے ساتھ ایک ہزار گھوڑے ہوں۔ راوی نے مزید کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن گھوڑسوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر کیا (3)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑسوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خمس کی وصیت کی اور فرمایا میں اس کے بارے وصیت کر رہا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ کی تفسیر میں حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الغنیمۃ یقسم، جلد 6، صفحہ 502 (33319) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 140 (2586) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 183 (9316) المجلس العلمی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 185 (9320)

5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 66 (16363)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقاتل کہتے ہیں۔ اگر انہوں نے اقرار کیا میرے حکم کے ساتھ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ اور جو کچھ تقسیم کے بارے میں حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ یَوْمَ الْفُرْقَانِ سے مراد بدر کا دن ہے۔ اور یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ سے مراد وہ دن ہے جس دن مسلمانوں کا لشکر اور مشرکین کا لشکر باہم آمنے سامنے آئے اور ملے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یَوْمَ الْفُرْقَانِ کے بارے کہا ہے اس سے مراد بدر کا دن ہے۔ اور بدر، مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان پانی کا ایک کنواں ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوْمَ الْفُرْقَانِ سے مراد بدر کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا (2)۔

امام سعید بن منصور، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ غزوۂ بدر رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو واقع ہوا (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: غزوۂ بدر کی وہ رات جس کی صبح کو دونوں لشکر باہم آمنے سامنے آئے اور فیصلہ کن جنگ ہوئی وہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فیصلہ کن رات جس کے دن کو دونوں لشکر باہم برسرپیکار ہوئے رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی (4)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کی آیات میں قتال کا حکم دیا گیا۔ پس وہ پہلا معرکہ جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس حاضر ہوئے وہ بدر تھا۔ اس دن مشرکین کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ رمضان المبارک کی سولہ یا سترہ راتیں گزر چکی تھیں کہ جمعہ کے دن بدر کے پاس دونوں لشکر باہم آمنے سامنے آ ملے۔ رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد تین سو دس افراد سے کچھ زائد پر مشتمل تھی اور مشرکین کا لشکر نو سو اور ہزار کے درمیان تھا۔ اور وہ دن یَوْمَ الْفُرْقَانِ تھا۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق اور امتیاز کر دیا۔ اس دن سب سے پہلے قتل ہونے والا مہجع مولیٰ عمر اور انصار میں سے ایک آدمی تھا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ان میں سے ستر سے زائد افراد قتل ہوئے اور اتنے ہی ان میں سے قیدی بنا لیے گئے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت ذکر کی ہے کہ غزوۂ بدر

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 14 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 13
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 216 (995) دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 14
5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 348، المجلس العلمی بیروت

رمضان المبارک کی سترہ تاریخ بروز جمعۃ المبارک ہوا(1)۔

ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: بدر کی رات کون سی رات تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ جمعۃ المبارک کی رات تھی اور ابھی تک رمضان المبارک کی سترہ راتیں باقی تھیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن ربیعہ البدری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بدر کا دن پیر کا دن تھا اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی (3)۔

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَ هُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ‌ ؕ وَلَوۡ تَوَاعَدْتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِى الۡمِيۡعٰدِ‌ ۙ وَلٰـكِنۡ لِّيَـقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ۙ لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ‌ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝۴۲

"جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکر کفار) دور والے کنارے پر تھا اور (تجارتی) قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقررسے لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لیے تھی) تا کہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا تا کہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا سے مراد وادی کا کنارہ ہے اور الرَّكۡبُ سے مراد ابوسفیان (کا قافلہ) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا سے مراد وادی کا قریب والا کنارہ ہے اور بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وادی کا دور والا کنارہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ کے ضمن میں کہا کہ ابو سفیان ستر سواروں کے ہمراہ وادی کے نیچے کی جانب تھا۔ قریش کا لشکر مکہ سے چلا تو اس کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ قریش مقام جحفہ پر تھے کہ ابوسفیان نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ میں قوم سے محفوظ نکل آیا ہوں اس لیے تم واپس لوٹ آؤ۔ مگر انہوں نے کہا: قسم بخدا! ہم واپس نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم بدر کے پانی تک پہنچیں گے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ابوسفیان اور اس کے ساتھی ملک شام سے تجارت کر کے آ رہے تھے۔ انہیں اصحاب بدر کی خبر نہ تھی اور نہ ہی حضور نبی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 352 (36653) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 353 (36656)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 353 (36654)

کریم ﷺ کے اصحاب کو کفار قریش کی اطلاع تھی اور نہ ہی کفار قریش کو ان کے بارے کچھ خبر تھی۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے پانی پر باہم آمنے سامنے مل گئے اور لڑ پڑے۔ نتیجۃً حضور نبی رحمت ﷺ کے اصحاب ان پر غالب آگئے اور انہیں قیدی بنالیا(1)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى سے مراد وادی کی وہ جانب ہے جو مکہ مکرمہ کی طرف تھی۔ اور وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد ابو سفیان اور اس کے قافلے کے ساتھی ہیں۔ وہ وادی سے نیچے کی جانب ساحل کی طرف تھے۔ اور وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ یعنی اس کے بارے تمہارے اور ان کے درمیان وقت مقرر ہوتا پھر تمہیں ان کی تعداد کی کثرت اور اپنی تعداد کی قلت کی خبر پہنچتی تو تم آپس میں آمنے سامنے آکر جنگ نہ کرتے وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لیکن یہ اس لیے بلا ارادہ ہوا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ وہ کر دکھائے جو اس نے اپنی قدرت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ دینے اور کفر اور اہل کفر کو ذلیل و رسوا کرنے کا تم سے مشورہ کیے بغیر ارادہ فرما رکھا ہے۔ پس اس نے جو ارادہ کیا اسے اپنے لطف و عنایت سے پورا کر دیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قافلے کی طرف نکالا آپ کا اس وقت قافلے کے سوا اور کوئی ارادہ نہ تھا۔ اور قریش کو مکہ سے نکالا اور وہ بھی اپنے قافلے کے دفاع اور بچاؤ کے سوا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قوم کو جنگ پر برانگیختہ کیا حالانکہ قافلے کے سوا ان کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اسی کے بارے فرمایا وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ یعنی تاکہ جو کفر اختیار کرے وہ بھی دلیل کے بعد کفر پر رہے جب کہ وہ آیات اور عبرت کی علامات دیکھ لے اور جو ایمان لائے وہ بھی اسی طرح براہین و دلائل کے ساتھ ایمان لائے۔

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

"یاد کرو جب دکھایا اللہ نے آپ کو لشکر کفار خواب میں قلیل۔ اور اگر دکھایا ہوتا آپ کو لشکر کفار کثیر تعداد میں تو ضرور تم لوگ ہمت ہار دیتے اور آپس میں جھگڑنے لگتے اس معاملہ میں لیکن اللہ نے (تمہیں) بچالیا۔ بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے"۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حالت خواب میں لشکر کفار کی تعداد قلیل دکھائی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے اپنے صحابہ کرام کو مطلع کیا۔ یہ انہیں ثابت قدم رکھنے کے لیے تھا(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حبان بن واسع بن حبان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی قوم کے اشیاخ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن اپنے صحابہ کی صفیں درست فرمائیں اور عریش کی طرف واپس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 15
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

تشریف لائے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عریش میں ایک بار پاؤں مارا۔ پھر متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابوبکر! تمہارے لیے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تمہارے پاس آچکی ہے۔ یہ جبرئیل امین ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور ان کے چہرے پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ کا معنی ہے کہ تم اس معاملہ میں اختلاف کرنے لگتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ کا معنی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کا معاملہ مکمل کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے دشمنوں پر غالب کر دیا(2)۔

وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾

''اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکر کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل اور قلیل کر دیا تمہیں ان کی نظروں میں تاکہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ بدر کے دن کفار کے لشکر کو ہماری نظروں میں قلیل کر دیا گیا یہاں تک کہ میں نے اپنے پہلو میں موجود ایک آدمی کو کہا: کیا تو انہیں ستر دیکھ رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ یہ تو سو ہیں۔ حتیٰ کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے پوچھا (تم کتنے ہو؟) تو اس نے جواب دیا: ہم ہزار ہیں(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر اکسایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ۚ

''اے ایمان والو! جب جنگ آزما ہو کسی لشکر سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 18 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 19

WWW.NAFSEISLAM.COM

کامیاب ہوجاؤ''۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دشمن سے ملاقات (جنگ) کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجاء کرو۔ اور اگر تمہارا ان سے آمنا سامنا ہوجائے تو پھر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اور جب وہ دھمکائیں اور چیخیں تو تم پر خاموش رہنا لازم ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شے محبوب نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو نماز اور قتال میں اس کا حکم نہ دیتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لوگوں کو قتال کے وقت بھی ذکر کا حکم دیا ہے اور فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرض قرار دیا ہے اس وقت بھی جب تم انتہائی مشغول ترین ہو اور تلواروں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے شدید ترین اعمال تین ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا تیرا اپنے آپ سے انصاف کرنا اور مال میں اپنے بھائی کے ساتھ غم خواری کرنا(2)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے جنگ کرنے کی تمنا نہ کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے شاید تمہیں انہیں کے سبب آزمائش میں ڈال دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجاء کرو۔ جب وہ تم پر آجائیں درآنحالیکہ وہ دھمکیاں دے رہے ہوں، جنگ کے لیے تیار ہوں اور وہ زمین پر شور برپا کررہے ہوں تو زمین پر بیٹھ جاؤ اور پھر کہو: اے اللہ! تو ہمارا رب ہے اور ان کا بھی رب ہے۔ ہم تیرے واسطے سے اپنے آپ کو اور انہیں بھی نصیحت کرتے ہیں۔ بے شک تو ہی انہیں قتل کرسکتا ہے پھر جب وہ تمہارے اور قریب آجائیں، تو ان پر زوردار حملہ کرو اور یہ جان لو کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ زلزلے کے وقت خاموش رہنا اور ذکر کرنا واجب ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا(4)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی مسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا۔ تو ابن رواحہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی شے کا حکم فرمائیے جسے میں آپ کی جانب سے یاد کرلوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل تو ایسے شہر میں پہنچنے والا ہے جہاں

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 250 (9518) المجلس العلمی بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 183، مصر

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 248 (9513) 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 513 (33419) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

سجدے بہت قلیل ہے۔ پس تم کثرت سے سجود کرنا۔ انہوں نے عرض کی: کچھ اضافہ کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے کیونکہ وہ تمہارے ہر مطالبے پر معاون و مددگار ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: اور اضافہ فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! تو دس کو اچھے طریقے سے نہ کرنے کے سبب ایک کو اچھے طریقے سے کرنے سے عاجز نہ آجائے۔ تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کے بعد میں کسی شے کے بارے سوال نہیں کروں گا۔

امام حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ چیزیں رد نہیں کی جاتیں۔ اذان کے وقت کی دعا اور جنگ کے وقت کی دعا جب کہ بعض بعض کو قتل کر رہے ہوں (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے وقت آواز (شور وشغب) ناپسند کرتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جنگ کے وقت آواز کو ناپسند کرتے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام تین اوقات میں آواز کو پست کرنا پسند کرتے تھے۔ جنگ کے وقت، تلاوت قرآن کے وقت اور میتوں کے پاس (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تین اوقات میں آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے۔ جنازہ کے پاس، جب دو لشکر باہم برسر پیکار ہوں اور جب قرآن کریم پڑھا جا رہا ہو (5)۔

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾

''اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں: تم باہم اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری مدد و نصرت اٹھالی جائے گی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ کا معنی ہے تمہاری نصرت ختم ہو جائے گی۔ تحقیق اصحاب محمد ﷺ کی ہوا اکھڑ گئی۔ جب انہوں نے غزوۂ احد کے دن آپس میں جھگڑا کیا (6)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 124 (2534) بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 127 (2544)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 126
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 474 (11201) مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 474 (11204)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 21

WWW.NAFSEISLAM.COM

38A

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا ریح سے مراد مدد ونصرت ہے۔ کبھی بھی مدد ونصرت نہیں آئی مگر ہوا کے ذریعے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اور وہ دشمن کے چہروں پر پڑتی ہے اور جب اس طرح ہوتا ہے تو ان کی قوت وطاقت باقی نہیں رہتی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے پہلے اور آخری حصے میں قتال نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتیں اور مدد ونصرت حاصل ہوتی (1)۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾

''(اور دیکھو!) نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لیے اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے (اپنے علم اور قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت میں كَالَّذِينَ خَرَجُوا۔ الآیہ۔ سے مراد وہ مشرکین ہیں جنہوں نے بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قریش مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف نکلے تو وہ گانے والی کنیزوں اور دفوف کے ساتھ نکلے تھے۔ لہٰذا اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا۔ الآیہ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آیت میں كَالَّذِينَ سے مراد ابوجہل اور اس کے بدر کے دن کے ساتھی ہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس میں ان مشرکین قریش کا ذکر ہے جنہوں نے بدر کے مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ لڑی، وہ اس حال میں مکہ سے نکلے تھے کہ ان پر بغاوت اور فخر وتکبر کے جذبات غالب تھے۔ اس دن ان سے کہا گیا: واپس لوٹ جاؤ۔ تمہارا قافلہ چلا گیا ہے اور تم کامیاب ہو۔ تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! (ہم واپس نہیں جائیں گے) یہاں تک کہ اہل حجاز ہمارے سفر اور ہماری تعداد کے بارے گفتگو کریں گے۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی۔ اے اللہ! بے شک قریش اپنے فخر ومباہات اور تکبر وغرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول سے آکر جھگڑا کریں: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُرَيْشًا قَدْ اَقْبَلَتْ بِفَخْرِهَا وَخُيَلَا ئِهَا لِتُجَادِلَ رَسُوْلَكَ''

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 478 (33081) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 23

WWW.NAFSEISLAM.COM

38B

وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

''اور یاد کرو جب آراستہ کر دیئے ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال اور (انہیں) کہا کہ کوئی غالب نہیں آ سکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں نگہبان ہوں تمہارا تو جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں بری الذمہ ہوں تم سے، میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھ رہے، میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے یاد کرو جب کہہ رہے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے۔ اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدر کے دن شیطان نے قریش کے اعمال آراستہ کر دیئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ابلیس شیاطین کے ایک لشکر کے ساتھ آیا، اس کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا، وہ بنی مدلج کے آدمیوں کی شکل میں تھا اور خود سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے انہیں کہا: لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کے قریب آئے، اس وقت اس کا ہاتھ مشرکین میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں تھا۔ جب اس نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلا تو اس آدمی نے کہا: اے سراقہ! تو تو ہمارا نگہبان ہے؟ اس نے جواب دیا: اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ جس وقت اس نے ملائکہ کو دیکھا تو کہا اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ جب قوم کے بعض افراد بعض کے قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر دیا۔ تو اس وقت مشرکین نے کہا یہ کچھ نہیں۔ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ'' کہ انہیں ان کے دین نے مغرور کر دیا ہے۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے'' (1)۔

امام واقدی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب لوگ (میدان میں) ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہو گئے تو ایک لحظہ کے لیے رسول اللہ ﷺ پر اونگھ طاری کر دی گئی اور پھر آپ ﷺ سے فکر اور غم کو دور ہٹا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بشارت سنائی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کا ایک لشکر ساتھ لے کر لوگوں کے میمنہ میں آئے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام ملائکہ کے دوسرے لشکر کے ساتھ میسرہ میں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار کا اور لشکر لے کر آئے ہیں۔ ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی شکل میں مشرکین کی نگہبانی کر رہا تھا اور انہیں یہ خبر دے رہا تھا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی ان پر غالب نہیں آسکتا، پس جونہی اس اللہ کے دشمن نے ملائکہ کو دیکھا، تو وہ الٹے پاؤں بھاگ پڑا۔ اس نے کہا: بے شک میں تم سے بری ہوں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ حارث کھڑے ہو کر اسے دیکھتا رہا اور ابلیس چلا گیا اور دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ سمندر میں جا گرا۔ اس نے اپنے ہاتھ بلند کر کے کہا "یَا رَبِّ مَوْعِدَكَ الَّذِیْ وَعَدْتَنِیْ" (اے میرے رب! تیرا وہ وعدہ برحق ہے جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے)۔

امام طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت رفاعہ بن رافع الانصار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب ابلیس نے وہ کچھ دیکھا جو کچھ ملائکہ بدر کے دن مشرکین سے کرنے لگے تو وہ خوف زدہ ہو گیا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ حارث بن ہشام اس کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ اسے سراقہ بن مالک گمان کر رہا تھا۔ پس اس نے حارث کے سینے میں زور سے دھکا لگایا اور اسے پرے پھینک دیا اور یہ بھاگتے ہوئے نکل گیا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیا اور ہاتھ بلند کر کے یہ کہا: اے اللہ! میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرمائے (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ (القمر) "عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے"۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کون سی جماعت پسپا ہو گی؟ یہ سب بدر سے پہلے ہوا پھر جب غزوۂ بدر ہوا اور قریش پسپا ہوئے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ان کے پیچھے تلوار سونتے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ (القمر) تب معلوم ہوا کہ یہ آیت بدر کے دن کے لیے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ۔ الآیہ (المومنون: 64) "یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے"۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔ الآیہ (ابراہیم: 28) "کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے"۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر ریت پھینکی اور وہ ان تمام پر پڑی اور اس نے ان کی آنکھوں اور مونہوں کو بھر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی قتل کیا جاتا در آنحالیکہ اس کی آنکھیں اور منہ ان سے بھرا ہوتا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17) اور اللہ تعالیٰ نے ابلیس

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 41 (4550) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت

کے بارے میں یہ آیت اتاری: فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ دیگر مشرکین نے غزوۂ بدر کے دن کہا: غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنِّيْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ کے ضمن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ اس نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ آپ اپنی چادر کا عمامہ باندھے ہوئے گھوڑے کو اپنے ساتھیوں کے سامنے کھینچ رہے ہیں اور آپ اس پر سوار نہیں ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ابلیس نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتر رہے ہیں۔تو یہ دشمن خدا جان گیا کہ ملائکہ کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا یہ کہہ دیا: اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ اور جس کے سبب اسے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا تھا اس نے اسے بھی جھٹلا دیا۔لیکن اسے یہ یقین ہو گیا کہ اس کے پاس نہ تو اس کے لیے قوت ہے اور نہ دفاع کا کوئی ذریعہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے معمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد وہ سراقہ بن مالک کے پاس آئے۔(اس سے صورت حال کے بارے پوچھا) تو اس نے ان میں سے کسی شے کے ہونے کا انکار کر دیا(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ عبادہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جس نے اسے الٹے پاؤں بھاگتے ہوئے دیکھا تھا وہ بھی اسی وقت بھاگ گیا اور وہ حارث بن ہشام یا عمرو بن وہب جمحی تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ کے ضمن میں کہا ہے کہ منافقین نے اس دن مسلمان کے بارے میں یہ کہا۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدر کے دن جنگ میں حاضر نہیں ہوئے تو انہیں منافقین کا نام دیا گیا(3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کا اقرار کیا تھا حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔پھر وہ جنگ بدر کے لیے مشرکین کے ساتھ نکلے۔تو جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو کہا غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔(4)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ

1۔مجمع الزوائد، کتاب المغازی والسیر، جلد 6، صفحہ 10 (9958) دارالفکر بیروت

2۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 124 (1022) بیروت　3۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 125 (1023)

4۔ایضاً (1024)

وہ لوگ مکہ کے باسی تھے اور اسلام کی گفتگو کرتے تھے۔ بدر کے دن وہ مشرکین کے ساتھ نکلے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی جماعت کو دیکھا تو یہ کہہ دیا غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ منافقین سے مراد وہ جماعت ہے جو قریش کے ساتھ نکلے تھے، ان کے آباء نے انہیں بند کر رکھا تھا۔ وہ نکلے حالانکہ وہ شک میں مبتلا تھے۔ پس جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی تعداد کو انتہائی قلیل دیکھا تو یہ کہہ دیا: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ کہ یہ اس حال میں آئے کہ ان کی اپنی تعداد انتہائی قلیل ہے جب کہ ان کے دشمن کی تعداد اتنی کثیر ہے۔ یہ لوگ قریش کی جماعت میں سے ہی تھے۔ ان میں سے پانچ کے نام یہ ہیں: قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ یہ دونوں بنی مخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ حارث بن زمعہ، علی بن امیہ بن خلف اور عاص بن منبہ۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

"اور (اے مخاطب!) اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر۔ اور (کہتے ہیں) چکھو آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے (اپنے) بندوں پر جیسے دستور تھا فرعونیوں کا۔ اور جو (زبردست) لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے کفر کیا آیات الٰہی کے ساتھ تو پکڑ لیا انہیں اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث، بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو جس کا انعام اس نے فرمایا ہو کسی قوم پر یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہی اپنے آپ کو اور بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے (کفار مکہ کا طرز عمل بھی) فرعونیوں اور ان (سرکشوں کا سا ہے جو پہلے گزر چکے) انہوں نے جھٹلایا اپنے رب کی

آیتوں کو پس ہم نے ہلاک کر دیا انہیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور ہم نے غرق کر دیا فرعونیوں کو اور (وہ) سب کے سب ظالم تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان سے مراد وہ مشرکین ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے یہ دو نشانیاں ہیں کافر کو اپنی موت کے وقت دونوں دکھائی جاتی ہیں یعنی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اَدْبَارَهُمْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد "اشباھھم" یعنی ان کے مشابہ لوگ ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے کنایۃً بیان فرماتا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کی نعمت سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو عطا فرمائی۔ مگر انہوں نے ناشکری کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انصار کی جانب منتقل کر دیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ ﴿۵۸﴾

"بلاشبہ بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ انسان ہیں جنہوں نے کفر کیا پس وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے وہ جن سے (کئی بار) آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ توڑتے رہے اپنا عہد ہر بار اور وہ (عہد شکنی سے) ذرا نہیں پرہیز کرتے پس اگر آپ پائیں انہیں (میدان) جنگ میں تو (انہیں عبرتناک سزا دے کر) منتشر کر دو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ شاید وہ سمجھ جائیں اور اگر آپ اندیشہ کریں کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف (ان کا معاہدہ) واضح طور پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو"۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آیت اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ الآیہ یہود کے چھ گروہوں کے بارے نازل ہوئی انہیں میں سے ابن تابوت ہے۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5 صفحہ 221، دار الصمیعی الریاض

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس سے مراد بنی قریظہ ہیں جنہوں نے غزوۂ خندق کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم انہیں عبرت ناک سزا دو جوان کے بعد ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم انہیں عبرت ناک سزا دو جوان کے پیچھے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی بیان کیا ہے: آپ انہیں عبرت ناک سزا دیں جوان کے پیچھے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: فَشَرِّدْ بِهِمْ کا معنی ہے آپ انہیں خوب ڈرائیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ ان سے اسی طرح کا سلوک کریں جیسے آپ ان سے کر رہے ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الہ نے بیان کیا ہے کہ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شاید وہ عہد توڑنے سے باز آجائیں پس ان سے اسی کی مثل برتاؤ کیا جائے گا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن شہاب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے اور کہا: آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں، ہم تو ابھی قوم کی تلاش میں ہیں۔ آپ نکلیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کے بارے میں اذن جہاد دے دیا ہے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً۔ الآیہ

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مذکورہ آیت میں قوم سے مراد بنی قریظہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا ہے اگر آپ کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ آپ سے خیانت کریں گے اور دھوکہ دیں گے تو آپ ان کے پاس آئیں اور ان کا معاہدہ واضح طور پر توڑ دیں۔

ابن ابی اتم نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: تو اپنے دشمن کے ساتھ جنگ نہ کر، یہاں تک کہ تو ان کا معاہدہ واضح طور پر ان کی طرف پھینک دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 32، بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 125 (1025) بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلیم بن عامر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ان کی زمین کے قریب ہو گئے۔ پس جونہی معاہدے کی مدت ختم ہوئی تو آپ نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو ان کے پاس حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اللہ اکبر وعدہ وفا کرنا چاہیے، توڑنا نہیں چاہیے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ آدمی جس کے درمیان اور اس کی قوم کے درمیان معاہدہ ہو تو اسے چاہیے کہ نہ وہ کوئی عقد باندھے اور نہ اسے کھولے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے یا پھر واضح طور پر ان کی طرف پھینک دے (یعنی عہد توڑ دے) راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکروں کے ساتھ واپس لوٹ آئے (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ نے کہا: تین چیزیں ہیں جن میں مسلمان اور کافر برابر برابر ہیں۔ وہ آدمی جس سے تو نے عہد کیا اس کے عہد کو پورا کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ عہد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے۔ وہ آدمی کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہو تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اور وہ آدمی جس نے تجھے امانت پر امین بنایا تو اس کی امانت اسے ادا کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو (2)۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾

"اور ہرگز نہ خیال کریں کافر کہ وہ بچ کر نکل گئے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا يُعْجِزُونَ کا معنی ہے کہ وہ ہم سے تجاوز نہیں کر سکیں گے۔

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ ۚ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾

"اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت و طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تاکہ تم خوف زدہ کر دو اپنی جنگی تیاریوں سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور دوسرے لوگوں کو ان کھلے دشمنوں کے علاوہ، تم نہیں جانتے ہو انہیں (البتہ) اللہ جانتا ہے انہیں اور جو چیز خرچ کرو گے راہ خدا میں اس کا اجر پورا پورا دیا جائے گا تمہیں اور (کسی طرح) تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابو یعقوب، اسحاق بن ابراہیم القراب نے کتاب فضل الرمی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ

1۔ شعب الایمان باب فی الایفاء بالعقود، جلد 4، صفحہ 81 (4359) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 82 (4362)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے درآنحالیکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے: اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی قوت و طاقت کی استطاعت رکھتے ہو، خبردار! آگاہ رہو تیراندازی قوت ہے، خبردار! آگاہ رہو تیراندازی قوت ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ ''اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ'' تین بار فرمایا(1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ خبردار آگاہ رہو تیراندازی قوت ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔ بے شک عنقریب تمہارے لیے زمین فتح کر دی جائے گی اور تم سے مشقت و تکلیف اٹھالی جائے گی۔ پس تم میں سے کوئی اپنے تیروں کے ساتھ کھیلنے سے عاجز نہ آئے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اور پھر فرمایا خبردار! آگاہ رہو تیراندازی ایک قوت ہے(2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دو ہدفوں (نشانوں) کے درمیان جنت باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ پس تم تیراندازی سیکھو۔ کیونکہ میں نے سنا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ فرمایا پس تیراندازی ایک قوت ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد تیر، تلواریں اور دیگر ہتھیار ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد مذکر گھوڑے اور رباط سے مراد مؤنث ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد مذکر گھوڑے اور رِّبَاطِ الْخَیْلِ سے مراد مؤنث ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد گھوڑوں سے لے کر تیروں تک اور ان کے سوا دیگر ہتھیار ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تم اس کے ساتھ (جنگی تیاری کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 37، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی المرابطۃ فی سبیل اللہ، جلد 4، صفحہ 44 (4299) دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

زدہ اور پریشان کرو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تیر پھینکو۔ تحقیق تمہارے باپ تیر پھینکنے کے بڑے ماہر تھے۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک تیر بنانے والا جو اس کے بنانے سے خیر اور بھلائی کی نیت کرتا ہے۔ ایک وہ جو اسے اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے اور ایک وہ جو اسے اللہ کی راہ میں پھینکتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا سوار ہونے سے بہتر ہے۔ مزید فرمایا: ہر وہ شے جس کے ساتھ ابن آدم لہو ولعب کرتا ہے وہ باطل ہے سوائے تین کے۔ اپنی قوس سے تیر پھینکنے کے لیے۔ اپنے گھوڑے سے اسے مہذب بنانے اور اسے تعلیم دینے کے لیے اور اپنے گھر والوں سے ملاعبت کرنا۔ کیونکہ یہ ان کے حقوق میں سے ہے۔ جس کسی نے تیر اندازی کی تعلیم حاصل کی پھر اسے چھوڑ دیا تو یہ ایک نعمت ہے جس کی اس نے ناشکری کی ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حرام بن معاویہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہماری طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا خنزیر تمہارے پڑوس میں نہ رہیں اور صلیب تم میں بلند نہ ہو اور ایسے دستر خوان سے نہ کھاؤ جس پر شراب پی جاتی ہو اپنے گھوڑوں کو ادب سکھاؤ اور دو فرقوں کے درمیان چلو۔

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نکلے اور بنی اسلم کی ایک جماعت تیر اندازی کر رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تیر انداز کرو، کیونکہ تمہارے باپ بڑے تیر انداز تھے۔ تم تیر پھینکو اور میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔ قوم نے تیز اندازی روک لی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے بارے پوچھا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جس کے ساتھ آپ ہیں وہی غالب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی میں مقابلہ کرو میں تم تمام کے ساتھ ہوں۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی اسلم کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے وہ بازار میں تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارے باپ بڑے تیر انداز تھے۔ تم پھینکو اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں یعنی آپ نے دو فریقوں میں سے ایک کے بارے کہا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ روک لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیر پھینکو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیسے تیر پھینک سکتے ہیں جب کہ آپ بنی فلاں کے ساتھ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن ایاس بن سلمہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے پاس سے گزرے وہ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! اسے اچھا بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو یا تین بار یہ کہا، تم تیر پھینکو اور میں ابن اورع کے ساتھ ہوں۔ تو وہ لوگ رک گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ انہوں نے عام دنوں کی طرح تیر اندازی کی اور پھر واضح طور پر برابر برابر منتشر ہو گئے اور کوئی تیر اندازی میں کسی پر غالب نہ آیا (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور قراب رحمہم اللہ نے فضل الرمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تین کے سوا دنیا کی لہو ولعب میں سے ہر شے باطل ہے: تیرا اپنی قوس کے ساتھ تیر اندازی کا مقابلہ کرنا، تیرا اپنے گھوڑے کو تہذیب اور ادب سکھانا اور تیرا اپنے اہل کے ساتھ ملاعبت کرنا۔ کیونکہ یہ سب حق ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور سوار ہو۔ تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا: خیر کی نیت سے اسے بنانے والا، اس کے ساتھ مدد کرنے والا اور اسے اللہ کی راہ میں پھینکنے والا (2)۔

امام حاکم اور قراب رحمہما اللہ نے حضرت ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے طائف کے محل کا محاصرہ کیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا جس کسی نے اللہ کے راستے میں ایک تیر پھینکا تو اس کے لیے وہ آزاد کردہ غلام کے برابر ہے۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ اس دن میں نے سولہ تیر پھینکے (3)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور قراب رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے دشمن پر تیر پھینکا تو اس کا تیر پہنچ گیا، چاہے وہ نشانہ پر نہ لگا یا ٹھیک نشانے پر لگا تو وہ ایک غلام کے مساوی ہے (4)۔

حاکم نے عباس بن سہل بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یوم بدر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں فرمایا: جب وہ تمہارے قریب آجائیں تو تیروں کے ساتھ ان پر حملہ کرو اور اپنے تیروں کو باقی بچا کر رکھو (5)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احد کے دن فرمایا: سعد کو تیر دو، اے سعد! تیر پھینکو، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیر پھینکا ہے، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ اُحُدٍ: اَنْبِلُوْا سَعْدًا، اِرْمِ يَاسَعْدُ رَمَى اللّٰهُ لَكَ، فَدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ'' حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (6)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 104 (2466) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2468) 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 132 (2560)

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 370 (2812) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 105 (2471) 6۔ ایضاً (2472)

امام حاکم رحمہ اللہ نے عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا:

أَلَا هَلْ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّيْ　حَمَيْتُ صَحَابَتِيْ بِصُدُوْرِ نَبْلِيْ

''خبردار! تحقیق رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں نے اپنے تیر پھینک کر اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی''۔

امام ثقفی رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تین کے سوا لہو ولہب کے کسی عمل میں ملائکہ حاضر نہیں ہوتے آدمی کا اپنی زوجہ کے ساتھ اظہار محبت کرنا، گھوڑے کو مضبوط کرنا اور تیر اندازی کرنا۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ تین اعمال میں حاضر ہوتے ہیں تیر اندازی کرنا، گھوڑ دوڑ اور آدمی کا اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا۔

امام ابو عبیدہ نے کتاب الخلیل میں ابو الشعثاء رحمہما اللہ حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور گھوڑ سواری کیا کرو۔ اور تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ سوائے تین عادات کے مومن کی خواہش پرستی کے لیے ہر لہو باطل ہے (اور وہ تین یہ ہیں) تیرا اپنی قوس سے تیر اندازی کرنا، اپنے گھوڑے کو سدھارنا اور اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا، یہ سب حق ہیں۔

امام نسائی، بزار، بغوی، باوردی، طبرانی، قراب، ابونعیم، بیہقی اور ضیاء رحہم اللہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ اور جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ تیر اندازی کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اکتا گیا اور بیٹھ گیا۔ تو دوسرے نے کہا: تو نے سستی کی ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ہر وہ شے جو ذکر اللہ نہ ہو وہ لغو اور بھول ہے۔ مگر چار خصلتیں اس سے مستثنیٰ ہیں آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (یعنی تیر اندازی کا مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑے کو سدھارنا، اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا اور تیرا کی سیکھنا (1)۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک تیر پھینکنے والا، دوسرا تیر کے ساتھ مدد کرنے والا اور تیسرا خیر کی نیت سے اسے بنانے والا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کی طرف لکھا: اے لوگو! تیر اندازی کیا کرو اور سوار ہوا کرو۔ تیر اندازی کرنا میرے نزدیک گھوڑ سواری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے بدلے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اسے جس نے اللہ کی راہ میں اسے بنایا اور اسے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے قوت حاصل کی۔

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 193 (1785)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

قراب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کا اچھا کھیل تیر اندازی ہے اور جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے چھوڑ دیا تو اس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں ہمیشہ کے لیے تیر اندازی نہیں چھوڑوں گا اگرچہ میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے، اس شے کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے: ''میں نے رسول اللہ؟ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا، تو اس نے میری نافرمانی کی''۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے جسے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ تک مرفوع قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر لہو باطل ہے مگر گھوڑ سواری، تیر اندازی اور مرد کا اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا۔ پس تم پر گھوڑ سواری اور تیر اندازی لازم ہے، دونوں میں سے تیر اندازی میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ لہو صرف تین میں (جائز) ہے: تیرا اپنے گھوڑے کو سدھارنا، اپنی قوس کے ساتھ تیر اندازی کرنا اور تیرا اپنی اہلیہ کے ساتھ ملاعبت (اظہار محبت) کرنا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل شام کی طرف لکھا: تم اپنی اولاد کو تیراکی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت سلمان تیمی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ کوئی آدمی تیراک اور تیر انداز ہو۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا۔ پس وہ نشانہ پر لگا، یا خطا ہو گیا یا نشانے پر نہ لگا تو اس کے لیے اتنا اجر ہے گویا اس نے غلام آزاد کر دیا اور یہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے آزاد ہونے کا باعث ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کی فتح میں حاضر تھے۔ تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا چاہے وہ نشانہ پر نہ لگا یا گیا اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل صقع سے جنگ لڑو، پس جو ان تک پہنچ گیا اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ درجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

طبرانی اور قراب نے ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

WWW.NAFSEISLAM.COM

سنا ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا، وہ نشانہ پر پہنچا یا نہ پہنچا وہ تیر اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا (1)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کھیل گھوڑے کو مضبوط اور جنگ کے لیے تیار کرنا، تیروں کے ساتھ تیر اندازی کرنا اور تمہارا اپنی بیویوں کے ساتھ ملاعبت کرنا ہے۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم پر تیر اندازی کرنا لازم ہے۔ کیونکہ وہ بہتر ہے یا فرمایا وہ تمہارے کھیلوں میں سے بہتر اور اچھی ہے۔

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم تیر اندازی سیکھو کیونکہ یہ تمہارے لیے بہترین کھیل ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قوم پر سے گزر ہوا۔ وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بنی اسماعیل تم تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ ماہر تیز انداز تھا۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے تیر اندازی کی تعلیم حاصل کی پھر اسے بھلا دیا۔ تو یہ ایک نعمت تھی جس کا اس نے انکار کر دیا۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھوڑ سواری اور تیر اندازی کے مقابلوں کے سوا ملائکہ تمہارے کھیلوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر پہنچا یا نہ پہنچا اس کے لیے آج کی اولاد اسماعیل میں سے چار افراد کی مثل اجر ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر کھیل ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔ مگر آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ ملاعبت کرنا، آدمی کا دو ہدفوں (نشانوں) کے درمیان چلنا (یعنی تیر اندازی کا مقابلہ کرنا) اور آدمی کا اپنے گھوڑے کو تعلیم دینا (یہ مکروہ نہیں ہے) (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الرمی میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے کتابت، تیراکی اور تیر اندازی کی تعلیم دے۔

امام ابن ابی الدنیا اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیر اندازی سیکھو۔ کیونکہ دو نشانوں کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 382، مکتبۃ العلوم، الحکم بغداد 2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 491 (9392) دار الفکر بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی تیر اندازی کے مقابلے میں دونشانوں کے درمیان چلتا رہا اس کے لیے ہر قدم کے بدلے نیکی ہے(1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الصغیر میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب اس کا قصد اور بے چینی اسے مجبور کردے کہ وہ اپنی قوس پہنے۔ تو پھر اس کا ارادہ اس کا انکار کردے (یعنی قوس پہننے کے بعد اس کا ارادہ ٹوٹ جائے)(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بیٹوں کو تیرا کی اور تیر اندازی اور عورت کو تکلہ سکھاؤ(3)۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے المعرفہ میں حضرت بکر بن عبداللہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو تیرا کی اور تیر اندازی اور عورت کو تکلہ سکھاؤ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو آدمی حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا(4)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا۔ اور جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا اس کے لیے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا(5)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے تیر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ایک درجہ بلند کر دیا اور دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلایا اس کے لیے اتنا اجر ہے جتنا کہ غلام آزاد کرنے والے کے لیے(6)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے عوض تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک اسے بنانے والا جب کہ اس نے اخلاص اور خیر کی نیت کے ساتھ اسے بنایا ہو، ایک اسے پھینکنے والا اور ایک اس کے ساتھ قوت و طاقت حاصل کرنے والا۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہونے والے حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ بے شک یہ گھوڑا وحشی تھا اس (کسی کو) پر قدرت نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے لیے اسے مسخر کر دیا گیا۔

1۔ معجم کبیر، رقم الحدیث، (13078)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 490 (9388)، دارالفکر بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 401، (8664)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 260 (9544) بیروت
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 261 (9548)
6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 235، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام زبیر بن بکار نے الانساب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: گھوڑا وحشی جانور تھا۔ اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے لیے اسے مسخر کر دیا گیا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الانساب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا وحشی جانور تھا، اس پر سوار نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ پس سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے۔ اسی وجہ سے اس کا نام عراب رکھا گیا۔

امام احمد بن سلمان اور نجاد نے اپنے مشہور جز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ گھوڑا بھی تمام وحشی جانوروں کی طرح وحشی تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ شریف کی بنیادیں اٹھانے کا حکم دیا۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: میں تم دونوں کو ایک خزانہ عطا فرمانے والا ہوں جو میں نے تم دونوں کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اگر نکلو تو اس خزانے کے بارے میں دعا مانگو چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اجناد کی طرف نکلے اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ دعا کیا ہے؟ اور نہ آپ کو اس خزانے کا علم تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں دعا القاء فرمائی۔ تو روئے زمین پر کوئی گھوڑا باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے آپ کو قبول کیا اور اپنی پیشانی جھکا کر آپ کو اپنے اوپر قدرت دے دی۔ اور آپ نے انہیں اپنے لیے مطیع بنا لیا پس تم ان پر سواری کرو اور انہیں تیار کرو کیونکہ یہ برکتیں ہیں اور یہ تمہارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنوب کی ہوا کو فرمایا۔ بے شک میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، تو اسے میرے دوستوں کے لیے باعث عزت و غلبہ بنا دے اور میرے دشمنوں کے لیے باعث ذلت و رسوائی اور میری اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں کے لیے باعث حسن و جمال بنا دے۔ تو ہوا نے عرض کی تو پیدا فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے دست قدرت کی ایک مشت لی اور اس سے گھوڑا تخلیق فرما دیا اور اسے فرمایا: میں نے تجھے عربی پیدا کیا ہے اور میں نے بھلائی اور خیر کو تیری پیشانی کے ساتھ باندھ دیا ہے اور غنائم کو تیری پشت پر جمع کر دیا ہے۔ میں نے تجھ پر تیرے مالک کو مہربان بنا دیا ہے اور تجھے بنایا ہے کہ تو بغیر پروں کے اڑتا ہے۔ پس تو طلب (تلاش) اور ہرب (دوڑنے) کے لیے ہے۔ میں عنقریب تیری پشت پر آدمیوں کو سوار کروں گا، وہ میری تسبیح، تحمید اور تہلیل بیان کریں گے۔ جب وہ تسبیح بیان کریں تو تو بھی تسبیح بیان کرنا، جب وہ تہلیل کریں تو تو بھی تہلیل بیان کرنا اور جب وہ تکبیر کہیں تو تو بھی تکبیر کہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی تسبیح یا تحمید یا تکبیر نہیں کہ جب گھوڑے کا مالک اسے بیان کرتا ہے اور گھوڑا اسے سنتا ہے مگر وہ اسی کی مثل کے ساتھ اسے ضرور جواب دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ملائکہ نے گھوڑے کی بناوٹ کے بارے سنا اور انہوں نے اس کی خلقت کا معائنہ کیا تو کہا: اے ہمارے رب! ہم تیرے ملائکہ ہیں، ہم تیری تسبیح اور تیری تحمید بیان کرتے ہیں، پس ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے گھوڑے پیدا فرمائے جن کی گردنیں بختی گھوڑوں کی گردنوں کی طرح سیاہ و سفید ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ

نے گھوڑا زمین کی طرف بھیجا اور اس کے دونوں قدم زمین پر برابر لگ گئے تو وہ ہنہنایا۔ تو کہا گیا: جانوروں میں سے تجھے برکت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے تیرے ہنہنانے کے سبب مشرکین کو ذلیل کر دیا، اس کے سبب ان کی گردنوں کو جھکا دیا، اس کے ساتھ ان کے کانوں کو بھر دیا اور اس کے ساتھ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر ہر شے کو پیش کیا تو آپ کو فرمایا: میری مخلوق میں سے جو تم چاہو پسند فرما لو؟ تو آپ نے گھوڑے کو پسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا تم نے اپنی عزت اور اپنی اولاد کی عزت کو اختیار کیا ہے۔ یہ ہمیشہ رہنے والی ہے جب تک وہ رہے اور یہ باقی رہنے والی ہے جب تک وہ باقی رہے۔ میری رحمت و برکت تجھ پر ہے اور ان پر بھی ہے۔ میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک تجھ سے اور ان سے بڑھ کر زیادہ محبوب ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

امام مالک، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑا تین قسم کا ہے۔ ایک آدمی کے لیے باعث اجر ہے، ایک آدمی کے لیے باعث ستر ہے اور ایک آدمی پر بوجھ ہے۔ پس وہ آدمی جس کے لیے گھوڑا باعث اجر ہے وہ ایسا آدمی ہے جس نے فی سبیل اللہ باندھ رکھا ہو اور اس نے اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر رکھی ہو۔ پس اس چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی طویل ہونے کے سبب جہاں تک وہ پہنچے گا تو اس کے مالک کے لیے وہ سب نیکیاں ہوں گی۔ اگر اس نے اپنی رسی کاٹ دی اور وہ ایک یا دو بلندیوں پر آگے پیچھے دوڑنے لگا تو اس کے نشانات اور اس کی لید سب مالک کے لیے نیکیاں ہیں۔ اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے پانی پیا حالانکہ اس نے اسے پلانے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو یہ بھی مالک کے لیے نیکیاں ہوں گی۔ تو اس طرح یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے باعث اجر ہے۔ اور وہ آدمی جس نے دولت مند اور غنی ہونے کی بناء پر گھوڑا رکھا۔ پھر گھوڑے کی گردن اور اس کی پیٹھ کا جو حق اللہ نے مقرر کیا ہے اسے وہ نہیں بھولا۔ تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے باعث ستر (پردہ) ہے اور وہ آدمی جس نے محض فخر، ریاکاری اور اہل اسلام کی دشمنی کے لیے باندھ رکھا ہو تو ایسا گھوڑا اس پر محض بوجھ ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ اور گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک گھوڑا اجر ہے، ایک وزر (بوجھ) ہے اور ایک ستر ہے۔ پس خیل ستر تو وہ ہے جسے آدمی نے پاک دامنی، عزت و شرف اور حسن و خوبصورتی کے لیے رکھا ہوا ہو۔ پھر اپنی تنگ دستی اور خوشحالی ہر صورت میں اس کی پیٹھ اور پیٹ کے حق کو نہیں بھولتا (بلکہ انہیں صحیح صحیح ادا کرتا ہے) اور خیل اجر اس آدمی کا گھوڑا ہے جس نے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھ رکھا ہو۔ پس وہ گھوڑا اپنے پیٹ میں جو خوراک بھی ڈالتا ہے وہ اس آدمی کے لیے باعث اجر ہوتی ہے۔ حتی کہ گھوڑے کی لید اور اس کے پیشاب کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ایسا گھوڑا وادی میں جو بھی ایک یا دو چکر دوڑ کر لگاتا ہے وہ بھی اس کے میزان میں

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 45 (4304) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

39B

ہوں گے۔ اور رہا خیل وزر! تو یہ ایسے آدمی کا گھوڑا ہے جس نے اسے لوگوں پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے باندھ رکھا ہو۔ تو ایسے گھوڑے کے پیٹ میں جو چیز بھی جائے گی وہ اس کے مالک پر بوجھ ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کی لید اور اس کے پیشاب کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور وہ وادی میں جو بھی ایک یا دو چکر دوڑتا ہے وہ اس کے مالک پر بوجھ ہوتے ہیں (1)۔

امام مالک، امام احمد بن حنبل، طیالسی، ابن شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت تک کے لیے گھوڑے کی پیشانی میں خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اجر اور غنیمت (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھوڑے کی پیشانی پر اپنی انگلی پھیرتے اور فرماتے: خیر و بھلائی یوم قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے۔

امام نسائی اور ابو مسلم الکشی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوم قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی گھوڑے کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اجر اور غنیمت ہے۔

امام طبرانی اور آجری رحمہما اللہ نے کتاب النصیحۃ میں حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ ان کے سبب ان کے مالکوں کی مدد کی جاتی ہے اور ان پر خرچ کرنے والا صدقے کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سوادہ بن ربیع جرمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا: گھوڑے کو لازم رکھو کیونکہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے (5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر اور منافع رکھ دیے گئے ہیں۔ ان کی پیشانیاں ان کے کان ہیں اور ان کی دمیں طویل ہیں (6)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 46 (4305) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 358 (2787) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 357 (2786)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 472 (9328) دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 97 (6480) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 255 (7994)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات میں اور ابن مندہ رحمہ اللہ نے الصحابہ میں حضرت یزید بن عبداللہ بن غریب ملیکی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور عطا یوم قیامت تک کے لیے رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑے کے سبب اس کے مالک کی مدد کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے بند نہیں کرتا۔ قیامت کے دن گھوڑے کی لید اور اس کا پیشاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی پاکیزگی کی طرح ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں یوم قیامت تک ہمیشہ کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے اسے باندھ رکھا ہو اور اس پر خالصۃً فی سبیل اللہ خرچ کیا تو اس کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، اس کا سیراب ہونا اور پیاسا ہونا اور اس کا بول و براز سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث فلاح و کامیابی ہوگا۔ اور جس نے محض ریاء، شہرت، فخر اور اظہار تکبر کے لیے گھوڑے کو باندھا تو گھوڑے کا پیٹ بھرنا اور بھوکا رہنا، خوب سیراب ہونا اور پیاسا رہنا اور اس کا بول براز سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث خسارہ اور کمی ہوگا (1)۔

امام ابوبکر بن عاصم رحمہ اللہ نے الجہاد میں اور قاضی عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی یوم قیامت تک کے لیے رکھ دی گئی ہے۔ اس کے اہل کی اس پر مدد کی جاتی ہے۔ پس تم ان کی پیشانیوں کو پکڑو اور برکت کی دعا کرو اور انہیں قلادہ پہناؤ۔ اور تم انہیں قلادہ نہ پہناؤ مگر کمان کی تانت کا۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے کتاب الخیل میں حضرت زیاد بن مسلم غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: گھوڑے تین قسم کے ہیں: پس وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں اور اس کے دشمن سے جہاد کرنے کے لیے گھوڑا باندھا تو اس کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، سیراب ہونا، پیاسا رہنا، اس کا چلنا، اس کا پسینہ، اس کی لید اور اس کا پیشاب سب کا سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث اجر ہے۔ اور جس نے حسن و جمال کے لیے گھوڑا باندھ رکھا ہو تو اس کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور جس نے فخر اور ریاء کے لیے باندھا تو پہلی قسم میں بیان کردہ تمام چیزیں قیامت کے دن اس کے میزان میں اس پر وزر اور بوجھ ہوں گی۔

امام طبرانی اور آجری رحمہما اللہ نے الشریعۃ والنصیحۃ میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک گھوڑا رحمٰن کے لیے ہے، ایک گھوڑا انسان کے لیے ہے، اور ایک گھوڑا شیطان کے لیے ہے۔ پس رحمٰن کا گھوڑا وہ ہے جسے فی سبیل اللہ تیار کیا جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کیا جائے۔ انسان کا گھوڑا وہ ہے جسے وہ اندر داخل کرے اور اس پر بوجھ لادے۔ اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے جس پر جوا کھیلا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 21,52 (33487, 33492)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جائے۔ابن ابی شیبہ نے حضرت حباب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف ذکر کی ہے(1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین ہیں: ایک گھوڑا رحمٰن کا ہے، ایک گھوڑا انسان کا ہے اور ایک گھوڑا شیطان کا ہے۔ پس رحمٰن کا گھوڑا تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھا جاتا ہے، پس اس کا چارہ اس کی لید اور اس کا پیشاب اور دیگر وہ سب چیزیں جو اللہ چاہے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتی ہیں اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے جس پر شرط لگا کر دوڑ کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ رہا انسان کا گھوڑا! تو اس سے مراد وہ گھوڑا ہے جسے انسان باندھتا ہے اور اس کے پیٹ کے لیے چارہ تلاش کرتا ہے۔ تو یہ گھوڑا فقر و افلاس سے اس آدمی کے لیے ستر اور پردہ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے ابو عمرو شیبانی کی سند سے انصار میں سے ایک آدمی سے اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھتا ہے پس اس کی قیمت بھی اجر ہے، اس کی دیکھ بھال بھی اجر ہے اور اس کا چارہ بھی اجر ہے۔ اور ایک گھوڑا وہ ہے جس کے ساتھ آدمی محبت کرتا ہے اور پھر شرط لگا کر دوڑ کا مقابلہ کرتا ہے۔ تو ایسے گھوڑے کے ثمن بھی بوجھ ہیں اور اس کا چارہ بھی بوجھ ہے۔ اور ایک گھوڑا شکم سیری کے لیے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ گھوڑا فقر و افلاس کو دور کرنے کا سبب بن جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت گھوڑے کی پیشانی میں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عورتوں کے بعد گھوڑوں سے بڑھ کر کوئی شے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے(3)۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شے نہیں۔ پھر کہا: اے اللہ تو معاف فرمادے۔ سوائے عورتوں کے (یعنی عورتوں کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی پسندیدہ شے نہیں)

امام دمیاطی نے کتاب الخیل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے فی سبیل اللہ گھوڑے کو اپنے پاس روکے رکھا وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال ہوگا۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے الجہاد میں حضرت یزید بن عبد اللہ بن غریب الملیکی رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے، ان کا پیشاب اور ان کی لید میں جنت کی خوشبو کی نعمت ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 80 (3707)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 381، دار الکتب الاسلامی، بیروت

3۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 218، دار الریان القاہرہ

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنے ہاتھ کو پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اس پر قبضہ نہیں کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک گھوڑے کا پیشاب اور اس کی لید کستوری کی طرح پاک ہوگی۔

امام ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم رحمہما اللہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے اس کے چارے کا انتظام کیا۔ تو اس کے لیے ہر دانے کے بدلے نیکی ہے (1)۔

امام احمد اور ابن ابی عاصم رحمہما اللہ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کوئی مسلمان آدمی نہیں جو اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کرتا ہے پھر وہ اسے کھلاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھتا ہے۔

امام ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا مالکانہ انداز برا اور سلوک نا روا ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے ہمیں بتایا نہیں ہے کہ یہ امت مملوکین اور بیواؤں کے اعتبار سے دوسری امتوں سے زیادہ اور بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پس تم اپنی اولاد کی عزت و کرامت کے سبب ان کی تکریم کرو اور انہیں وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی: دنیا میں کون سی شے ہمیں نفع دے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ گھوڑا جسے تو اس لیے باندھتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور ایسا غلام جو تجھے کافی ہوگا۔ اور جب وہ تجھے کافی ہو تو وہ تیرا بھائی ہے (2)۔

امام ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کوئی مسلمان آدمی نہیں ہے مگر اس پر یہ حق ہے کہ وہ گھوڑا اپنے پاس رکھے جب وہ اس کی طاقت رکھتا ہو۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے حضرت سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑا رکھو کیونکہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور بھلائی ہے۔

امام ابن ابی عاصم نے حضرت ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا اپنے پاس رکھا تو اس پر جو خرچہ ہوگا وہ صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے کبھی بند نہیں کرتا۔

حضرت ابوطاہر المخلص عن ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے اور اس کے مالک کی اس پر مدد کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنے ہاتھ کو پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے بند نہیں کرے گا۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 360 (2792) دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 229 (3691)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، ابوداؤد، ابن ابی عاصم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے پھر اسے بند نہیں کرتا (1)۔

امام بخاری، نسائی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنے پاس گھوڑا رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر کھانا خوب سیراب ہونا اور اس کا پیشاب کرنا سب قیامت کے دن اس کے میزان میں نیکیاں ہوں گی (2)۔

امام احمد، نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی عربی گھوڑا نہیں ہے مگر ہر سحری کے وقت اسے دو دعائیں القاء کی جاتی ہیں اور وہ کہتا ہے: اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے بنی آدم میں سے یہ (بندہ) عطا فرمایا ہے۔ پس تو مجھے اس کے نزدیک اس کے مال اور اہل سے زیادہ پسندیدہ بنادے (3)۔

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ گھوڑوں میں سے مؤنث کو فرس کہتے تھے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے کسی مسلمان کو گھوڑا جفتی کے لیے دیا اور اس نے اپنے لیے پیچھے اور گھوڑا اپنا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کا اجر لکھے گا جن پر اللہ کی راہ میں سامان لادا جاتا ہے۔ اگر اس کے لیے پیچھے گھوڑا نہ ہوا تو بھی اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کی مثل اجر ہے جن پر فی سبیل اللہ بوجھ لادا جاتا ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ لوگ طرق (جفتی کے لیے نر دینا) سے افضل کبھی بھی آپس میں لین دین نہیں کرتے۔ ایک آدمی اپنا گھوڑا جفتی کے لیے دیتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی اپنا نر حوالے کرتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی اپنا مینڈھا دیتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کتاب الخیل میں حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو ہر قوم کے لیے ایک چراگاہ تھی جس میں وہ اپنے گھوڑوں کو چراتے تھے۔ پس معاویہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے درآنحالیکہ وہ اپنے گھوڑے کو گھاس چرا رہے تھے تو انہوں نے آپ کو سلام کیا اور ٹھہر گئے۔ پھر کہا اے ابوذر! یہ گھوڑا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 101 (2455) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2456) 3۔ ایضاً (2457)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 157 (2639) 5۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 341 (853)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ گھوڑا میرا ہے اور میں اسے مستجاب یقین کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا گھوڑے بھی دعا مانگتے ہیں اور وہ قبول کی جاتی ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: ہاں۔ ہر رات گھوڑا اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے ابن آدم کے لیے مسخر کیا ہے اور تو نے میرا رزق اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اے اللہ! پس مجھے اس کے نزدیک اس کے اہل اور اولاد سے زیادہ محبوب بنا دے، تو ان میں سے بعض کی دعا قبول ہوتی ہے اور بعض کی نہیں۔ اور میں اس گھوڑے کے بارے یہ تصور رکھتا ہوں کہ یہ مستجاب ہے (یعنی اس کی دعا قبول کی گئی ہے)۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن کے قبیلہ جدس کا ایک گھوڑا پہنچایا۔ تو آپ ﷺ نے وہ گھوڑا انصار میں سے ایک آدمی کو عطا فرما دیا اور فرمایا جب تو اترے تو اسے میرے قریب ہی رکھنا۔ کیونکہ میں اس کے ہنہنانے کو پسند کرتا ہوں۔ پس ایک رات آپ ﷺ نے اسے نہ پایا۔ تو آپ نے اس کے بارے دریافت کیا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اسے خصی کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کا مثلہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہی جملہ تین بار کہا، گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ ان کی کلغیاں ان کے شانوں کی طرف جھکی ہوئی ہیں اور ان کی دمیں بڑھا دی گئی ہیں۔ ان کی نسل تلاش کرو اور ان کے ہنہنانے کے ساتھ مشرکین پر اظہار فخر کرو۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی دمیں کاٹنے سے منع کیا ہے اور ان کی کلغیاں اور پیشانیاں کاٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پس ان کی میں تو ان کا عیب ہیں۔ ان کی کلغیاں ان کے شانوں کی جانب جھکی ہوئی ہیں اور ان کی پیشانیوں میں خیر اور بھلائی ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑوں کی دمیں نہ جلاؤ اور ان کی کلغیاں اور پیشانیاں نہ کاٹو۔ کیونکہ برکت ان کی پیشانیوں میں ہے اور ان کا گرمی حاصل کرنے کا سامان ان کی کلغیوں میں ہے اور ان کی دمیں بڑھی ہوئی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبداللہ سلمی رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم گھوڑوں کی پیشانیاں نہ کاٹو اور نہ ہی ان کی کلغیاں اور دمیں کاٹو۔ کیونکہ ان کی دمیں بڑھا دی گئی ہیں اور ان کی کلغیاں انہیں حرارت پہنچاتی ہیں اور ان کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو واقد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے ہوئے اور اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ اس کا چہرہ صاف کیا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ اپنی قمیص کے ساتھ اسے صاف کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے گھوڑے کے بارے میں مجھے عتاب کیا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کی سند سے انصار کے ایک شیخ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ نے اپنی چادر کی ایک طرف کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا: مجھے آج کی رات گھوڑے کی اس ادنیٰ حالت کے بارے میں عتاب کیا گیا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا: بے شک جبرائیل علیہ السلام آج کی رات گھوڑے کی اس گھٹیا حالت کے بارے میں مجھے عتاب کرتے رہے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ مراسیل میں حضرت وضین بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑوں کو ان کی پیشانیوں سے نہ کھینچو کہ تم انہیں ذلیل کردو۔

ابوداؤد نے مراسیل میں مکحول سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی عزت وتکریم کرو اور ان کی تعظیم کرو۔

امام حسن بن عرفہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انسان کو دیکھا کہ اس نے اپنے گھوڑے کے چہرہ پر مارا اور اسے لعن طعن کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسی طرح ہے۔ مگر یہ کہ تو اس پر اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ پس وہ آدمی اس پر جہاد میں مصروف ہو گیا اور اس پر بوجھ لادتا رہا یہاں تک کہ وہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا: گواہ رہو، گواہ رہو (میں نے حکم کی تعمیل کردی ہے)۔

امام ابونصر یوسف بن عمر القاضی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کی آنکھ (ضائع ہونے کی صورت میں) اس کے ثمن کے چوتھائی حصہ کا فیصلہ فرمایا۔

امام محمد بن یعقوب الخلی رحمہ اللہ نے کتاب الفروسیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہر رات آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور غازیوں کے چوپاؤں سے تھکن کو دور کر دیتا ہے سوائے اس جانور کے جس کی گردن میں گھنٹی ہو۔

امام ابن سعد، ابوداؤد اور نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابووہب جشمی رحمہ اللہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑے باندھ کر رکھو، ان کی پیشانیوں اور اطراف کو صاف رکھو اور انہیں قلادہ پہناؤ مگر انہیں کمان کی تانت کا قلادہ نہ پہناؤ، تم پر لازم ہے کہ گھوڑے کا رنگ سرخ وسیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں یا گھوڑے کا رنگ سرخ وزرد ہو اور پیشانی اور پاؤں سفید ہوں یا رنگت مکمل سیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور پاؤں سفید ہوں (1)۔

امام ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی برکت ان کے سرخ وزرد رنگ میں ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے (2)۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھوڑا سرخ وزرد رنگ کا ہے (یعنی اشقر گھوڑا) اور پھر وہ گھوڑا جس کا رنگ سیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور دائیں ہاتھ

1۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 218، دارالریان القاہرہ 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 2، رقم الحدیث 1694، دارالکتب العلمیہ بیروت

کے سوا تین پاؤں سفید ہیں۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حوائج وضروریات ایسے سرخ وسیاہ (کمیت) گھوڑے پر تلاش کرو جس کی ناک اور دائیں ہاتھ کے سوا تین، پاؤں سفید ہوں۔

حسن بن عرفہ نے موسیٰ بن علی بن رباح لخمی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں گھوڑا خریدنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے کہ گھوڑے کا رنگ سرخ وسیاہ ہو اور اس کی پیشانی، ناک اور دائیں ہاتھ کے سوا تین پاؤں سفید ہوں۔

امام ابوعبیدہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بہترین گھوڑے سبزی مائل سیاہ یا سرخی مائل سیاہ رنگ کے ہیں (1)۔

امام ابن عرفہ رحمہ اللہ نے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر سیاہی مائل سرخ اور سیاہ وسفید رنگ کے گھوڑے میں برکت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ شکال (ایسا گھوڑا جس کی تین ٹانگیں سفید ہوں اور چوتھی کا رنگ مختلف ہو) کو ناپسند کرتے تھے (2)۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھوڑا وہ ہے جس کی رنگت سیاہ ہو پیشانی اور ناک پر سفید نشان ہو اور دائیں ہاتھ کے سوا تینوں پاؤں سفید ہوں۔ اگر سیاہ رنگ (ادھم) کا نہ ہو تو پھر کمیت (سرخ و سیاہ) گھوڑا جس میں مذکورہ اوصاف ہوں وہ بہترین ہے (3)۔

امام طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو غزوہ میں شریک ہونے کا ارادہ کرے تو سیاہ رنگ کا گھوڑا خرید جس کی پیشانی اور چاروں پائے دائیں ہاتھ کے سوا سفید ہوں۔ کیونکہ تو غنیمت حاصل کرے گا اور محفوظ رہے گا (4)۔

امام سعد، حرث بن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن قانع نے معجم میں، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مندہ، رویانی نے مسند میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن عبداللہ بن عریب سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ کے بارے فرمایا: کہ وہ جن ہیں، شیطان ایسے انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے گھر میں خوش منظر گھوڑا ہو۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 422 (32571) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (32569)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 102 (2458) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (2459)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوالہدی سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اس سے جس نے حضور نبی کریم ﷺ سے انہیں حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ کے ضمن میں فرمایا: آخرین سے مراد جن ہیں۔ اور جس نے گھوڑوں میں سے کوئی گھر میں باندھ رکھا ہو شیطان اس کے گھر کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ شیطان ہرگز ایسے انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے گھر میں خوش نما گھوڑا ہو۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیطان گھوڑے کی پیشانی پر قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے اور شیطان بھلائی کی کبھی بھی استطاعت نہیں رکھے گا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ سے مراد بنی قریظہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا وَاٰخَرِیْنَ سے مراد منافقین ہیں اور اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے اس نفاق کو جانتا ہے جسے وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ سے مراد وہ منافقین ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس یہ کہتے ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمہارے ساتھ غزوہ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: وَاٰخَرِیْنَ سے مراد اہل فارس ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ابن یمان نے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد وہ شیاطین ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿٦١﴾

"اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ بھی مائل ہو جایئے اس کی طرف اور بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ پر۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اس میں بنی قریظہ کا ذکر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت بنی قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی اور پھر اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو گئی فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ...... الآیہ (محمد: 35) "(اے فرزندان اسلام!) ہمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ "وان جنحوا للسلم" پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا السَّلْمِ سے مراد اطاعت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کا معنی ہے اگر وہ صلح پر راضی ہوں تو تم بھی صلح پر راضی ہو جاؤ۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے سدی کہتے ہیں کہ جب وہ صلح کا ارادہ کریں تو تم بھی اس کا ارادہ کرلو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لِلسَّلْمِ کو جر کے ساتھ "سلم" پڑھا ہے اور اس کا معنی صلح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے السَّلْمِ کو سین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کا معنی صلح ہے۔

امام ابوعبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ: 29) تا قول صٰغِرُوْنَ" جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر"۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلم کا معنی صلح ہے اور اس آیت کے بارے انہوں نے کہا: اس آیت کا حکم سورۂ برات کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک مدت تک لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے کہ یا وہ صلح کرلیں یا پھر آپ ان سے جنگ کریں گے۔ پھر سورہ برات میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) الآیہ "قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ"۔ مزید فرمایا: قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (التوبۃ: 36) "اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے"۔ تو آپ ﷺ نے ہر معاہدہ کرنے والے کے ساتھ اپنا عہد اعلانیہ توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کے ساتھ جنگ کریں یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اسلام قبول کرلیں اور آپ اس کے سوا ان سے کچھ بھی قبول نہ کریں اور ہر عہد جس کا ذکر اس سورت اور دوسری سورتوں میں ہے اور ہر وہ صلح جس کے ساتھ مسلمان اور مشرکین باہم صلح کرتے اور ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ کرتے تھے۔ جونہی سورۂ برات نازل ہوئی تو وہ سب منسوخ ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ

بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾

"اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکہ دیں (تو آپ فکر مند کیوں ہوں) بے شک کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ، وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں (کی جماعت) سے اور اسی نے الفت پیدا کر دی ان کے دلوں میں۔ اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو نہ الفت پیدا کر سکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان، بلاشبہ وہ زبردست ہے حکمت والا ہے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس میں بنی قریظہ کا تذکرہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس آیت میں بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد انصار ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ انصار کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت میں بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد انصار ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: عرش پر لکھا ہوا ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ، مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ" (کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں کوئی میرا شریک نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں، میں نے علی کے ساتھ ان کی تائید کی ہے) لہٰذا آیت هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ اسی کے متعلق ہے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت باہم محبت کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ۔ (1)

امام ابوعبید، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اور یہ آپ ہی کے الفاظ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے قرابت کے رشتے توڑ دیے جاتے ہیں اور منعم کے احسان کی ناشکری کی جاتی ہے اور ہم دلوں کے باہم ایک دوسرے کے قریب ہونے کی مثال نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 495 (9013)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اور یہی مفہوم شعر میں موجود ہے، شاعر نے کہا ہے:

اِذَامِتَّ ذُوالْقُرْبٰى اِلَيْكَ بِرَحْمِهٖ فَغَشَّكَ وَاسْتَغْنٰى فَلَيْسَ بِذِيْ رَحْمٍ

''جب تو مرے گا تو ذوی القربیٰ اپنے رشتے کے سبب تجھے ڈھانپ لیں گے اور مستغنی ہو جائیں گے گویا کہ وہ رشتہ دار ہیں ہی نہیں''۔

وَلٰكِنَّ ذَا الْقُرْبٰى الَّذِيْ اِنْ دَعَوْتَهٗ اَجَابَ: وَمَنْ يَرْمِيْ الْعَدُوَّ الَّذِيْ تَرْمِيْ

''لیکن قرابت دار وہ ہے کہ اگر تو اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے اور تیرے دشمن کے ساتھ وہ بھی دشمنی کرے''۔

اسی کے متعلق ایک کہنے والے کا قول ہے۔

وَلَقَدْ صَحِبْتُ النَّاسَ ثُمَّ خَبَرْتُهُمْ وَبَلَوْتُ مَاوَصَلُوْا مِنَ الْاَسْبَابِ

''تحقیق میں نے لوگوں کی معیت اختیار کی پھر انہیں آزمایا اور جن اسباب تک وہ پہنچے ان کی بھی آزمائش کی''۔

فَاِذَا الْقَرَابَةُ لَاتُقَرِّبُ قَاطِعًا وَاِذَا الْمَوَدَّةُ اَقْرَبُ الْاَسْبَابِ

''پس قرابت کٹنے کے قریب نہیں ہوتی، اور مودت ومحبت تو قریب ترین اسباب میں سے ہے''۔

امام بیہقی نے کہا ہے۔ میں نے اس روایت کو اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے متصل پایا ہے اور میں آپ کا قول نہیں جانتا۔ حالانکہ وہ شعر میں آپ کے قول سے یا آپ سے پہلے کے کسی راوی کی جانب سے موجود ہے (1)۔

امام ابن مبارک، عبد الرزاق، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے، رشتہ توڑ دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب دلوں کے درمیان قربت پیدا فرماتا ہے۔ تو پھر کوئی شے انہیں ایک دوسرے سے دور نہیں کر سکتی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ...... الآیہ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے ملتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو ان دونوں کے درمیان سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح ہوا پتوں کو بکھیر دیتی ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا: بے شک یہ تو آسان سا عمل ہے۔ تو انہوں نے کہا: کیا تم نے نہیں سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔ (3)

امام ابوالشیخ نے اوزاعی رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے میری طرف لکھا ہے: اگر زمانہ ہمارے درمیان تفریق کر دے تو بے شک وہ محبت جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے درمیان پیدا فرما دی ہے وہ انتہائی قریب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 495 (9034) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (9032)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 9، صفحہ 214 (35449) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

"اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے"۔

امام بزار رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ تو مشرکین نے کہا: آج قوم ہمارے نصف تک پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ انتالیس مرد و زن اسلام لے آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف با اسلام ہوئے اور ان کی تعداد چالیس ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ...... الآیہ۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام لے آئیں۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لانے کی نعمت سے سعادت اندوز ہوئے تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسلام لانے کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے اور جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے وہ آپ کے لیے کافی ہیں۔

امام ابو محمد اسماعیل بن علی حطمی رحمہ اللہ نے الاول میں حضرت طارق رحمہ اللہ کی سند سے حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے چالیسویں فرد کی حیثیت سے اسلام قبول کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اس آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ اور مومنین کافی ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ

WWW.NAFSEISLAM.COM

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

''اے نبی! برانگیختہ کیجئے مومنوں کو جہاد پر۔ اگر ہوں تم سے بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دوسو پر اور اگر ہوئے تم میں سے سو آدمی (صبر کرنے والے) تو غالب آئیں گے ہزار کافروں پر کیونکہ یہ کافر وہ لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے (اے مسلمانو!) اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔ تو اگر ہوئے تو میں سے سو آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دوسو پر اور اگر ہوئے تم میں سے ایک ہزار (صابر) تو وہ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

امام بخاری، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سفیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا تو ان پر یہ فرض کر دیا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک فرد دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے اور بیس افراد دوسو افراد کے مقابلہ سے نہ بھاگیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ...... الآیہ۔ تو یہ فرض کر دیا گیا کہ ایک سو افراد دوسو افراد کے مقابلے سے فرار اختیار نہ کریں۔ سفیان نے کہا: اور ابن شبرمہ نے کہا۔

امام بخاری، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ تو مسلمانوں پر انتہائی مشکل ہو گیا جب ان پر فرض کر دیا گیا کہ ان میں سے ایک فرد دس کے مقابلہ سے فرار اختیار نہ کرے۔ تو پھر تخفیف کا حکم نازل ہوا: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ...... الآیہ تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تعداد میں تخفیف کر دی، تو جتنی مقدار ان سے تخفیف کی گئی تو اتنی مقدار صبر بھی کم ہو گیا (1)۔

امام اسحاق بن راہویہ مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ہر آدمی کے لیے دس افراد سے جنگ لڑنا فرض ہو گیا اور یہ حکم ان پر انتہائی ثقیل اور مشقت آمیز ثابت ہوا۔ تو یہ حکم ان سے واپس لے لیا گیا اور اس میں تخفیف کر کے یہ حکم دیا گیا کہ ان میں سے ایک آدمی دو آدمیوں سے جنگ کرے۔ پس اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ الی آخر الآیات۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان پر یہ فرض کیا گیا کہ یہ آدمی دس آدمیوں سے جنگ کرے۔ پس یہ حکم ان پر انتہائی ثقیل اور مشقت آمیز ثابت ہوا۔ تو یہ ان سے اٹھا لیا اور دوبارہ یہ حکم دیا گیا کہ ایک آدمی دو آدمیوں سے جنگ لڑے۔ تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل کیں۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 180 (4552) دار الفکر بیروت (معمولی اختلاف کے ساتھ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ تو یہ مسلمانوں پر انتہائی ثقیل اور دشوار گزری اور انہوں نے اس امر کو انتہائی عظیم اور مشکل جانا کہ بیس آدمی دوسوافراد سے اور ایک سو آدمی ایک ہزار افراد سے جنگ لڑے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے بوجھ کو ہلکا کیا اور اسے دوسری آیت کے ساتھ منسوخ کر دیا اور فرمایا اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا...... الآیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں نصف ہوئے تو انہیں ان کے مقابلہ سے بھاگنا نہیں چاہیے۔ اگر وہ اس سے کم ہوں تو پھر ان پر قتال واجب نہیں اور ان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ دشمن سے بچیں اور احتیاط برتیں۔ پھر انہیں قیدیوں کے بارے میں اور مال غنیمت لینے کے بارے میں عتاب کیا، آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے دشمن سے لیا ہوا مال غنیمت نہیں کھایا تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان پر فرض کر دیا گیا کہ کوئی آدمی دس کے مقابلے سے اور کوئی جماعت اپنے دس گنا سے فرار اختیار نہ کرے۔ پس لوگوں نے اس کے لیے انتھک کوشش کی اور یہ حکم ان پر انتہائی دشوار اور تکلیف دہ گزرا۔ تب دوسری آیت نازل ہوئی: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ۔ الی قولہ اَلْفَیْنِ تو اس میں ان پر یہ فرض کیا گیا کہ کوئی آدمی دو آدمیوں کے مقابلے سے اور کوئی قوم اپنی دو مثل سے فرار اختیار نہ کرے تو جتنی مقدار میں تعداد سے ان کے لیے تخفیف ہوئی، اتنی مقدار صبر بھی کم ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا بدر کا دن تھا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر لازم کر دیا کہ ان میں سے ایک آدمی دس مشرکین کے ساتھ جنگ لڑے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست فاش سے دو چار کر دیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا تو اس کے بعد مسلمانوں کے لیے حکم میں تخفیف فرما دی اور یہ آیت نازل فرمائی: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ۔ یعنی جنگ بدر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ کے بارے کہا ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور ان پر انتہائی ثقیل اور دشوار ثابت ہوئی پھر اس کے بعد رخصت کا حکم نازل ہوا۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ حکم بدر کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے تھا۔ اس میں سے ہر آدمی پر یہ لازم کیا گیا تھا کہ وہ دس کافروں کے ساتھ جنگ لڑے گا، تو وہ اس حکم کے باعث تنگ ہوئے اور مشکل میں مبتلا رہے پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تخفیف ہوئی اور ان میں سے ہر ایک آدمی پر دو آدمیوں کا مقابلہ کرنا لازم کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔

40A

امام شیرازی نے القاب میں، ابن عدی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضَعْفًا کو مرفوع پڑھا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضَعْفًا پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا پڑھا۔ اور فرمایا: قرآن میں ہر مقام پر ضعف ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾

"نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین میں۔ تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (تمہارے لیے) آخرت اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب (اور) دانا ہے اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطاء اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا۔ سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے مشورہ کیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت عطا فرمائی ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گردنیں مار دیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کر لیا اور فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور بلاشبہ کل تک وہ تمہارے بھائی تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گردنیں مار دیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان سے اعراض فرمایا۔ پھر وہ دوبارہ اٹھے اور اسی طرح کہا۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں معاف فرما دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں۔ پس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 261 (42-2941) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ ﷺ نے انہیں معاف فرمادیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا۔ تو اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ۔الآیہ (الانفال:68)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی سے نوازا ہے اور ان کے مقابلے میں آپ کی مدد و نصرت فرمائی ہے۔ پس آپ ان پر فدیہ لگا دیں۔ تو وہ آپ کے اصحاب کے لیے تعاون اور مدد کا باعث ہو گا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ان کی گردنیں مار دیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں پر رحم فرمائے تم دونوں ان دو کے ساتھ کتنی مشابہت رکھتے ہو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ پس نوح علیہ السلام نے یہ کہا تھا: رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ (نوح) ''اے میرے رب نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا''۔ اور رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو وہ عرض کرتے ہیں: فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم) ''(اے میرے رب) جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد) بے شک تو غفور رحیم ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب غزوۂ بدر کے دن جنگی قیدی لائے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ کی قوم ہے اور آپ کے اہل ہیں۔ انہیں باقی رکھیے شاید اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت فرمائے اور یہ توبہ کر لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ انہوں نے آپ کو جھٹلایا، آپ کو شہر سے باہر نکالا اور آگے بڑھ کر آپ کے ساتھ جنگ لڑی، لہٰذا ان کی گردنیں مار دیجئے انہیں قتل کر دیجئے۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھو یہ وادی لکڑیوں سے بھری ہوئی ہے۔ لہٰذا اسے ان پر آگ جلا کر بھڑکا دو۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: حالانکہ وہ سن رہے تھے جو وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے تیرے ساتھ رشتہ توڑ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اندر تشریف لے گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ تو بعض لوگوں نے کہا: آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول قبول کر لیں گے اور بعض نے کہا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل فرمائیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل نرم فرما دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دودھ سے بھی نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: اے ابو بکر! تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے کہ انہوں نے عرض کی تھی فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم) اور اے ابو بکر! تیری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ کہ انہوں نے عرض کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

WWW.NAFSEISLAM.COM

(المائدہ:118) اور اے عمر! تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے جب کہ انہوں نے کہا رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا (نوح)۔ اے عمر! تیری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ جب کہ انہوں نے کہا: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰٓ أَمْوَٰلِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا۟ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (یونس) ''اے ہمارے رب! برباد کردے ان کے مالوں کو اور سخت کردے ان کے دلوں کو تا کہ وہ نہ ایمان لے آئیں جب تک نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو''۔ تم محتاج اور ضرورت مند ہو۔ کوئی بھی انہیں رہا نہیں کرے گا مگر فدیہ کے عوض یا قتل کر کے۔ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! سوائے سہیل بن بیضاء کے، کیونکہ میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار کیا۔ تو اس دن سے بڑھ کر میں نے اپنے آپ کو کبھی خوفزدہ نہیں پایا کہ آج مجھ پر پتھر گریں گے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے سہیل بن بیضاء کے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: مَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى الْأَرْضِ۔ الآیہ (1)۔

امام حاکم اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر کے قیدیوں کے بارے فرمایا: اگر تم چاہو تو انہیں قتل کردو اور اگر چاہو تو فدیہ لے لو اور فدیہ سے فائدہ اٹھاؤ اور ان کی تعداد کے برابر تم میں سے شہید ہوں گے۔ پس ستر میں سے آخری حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے (2)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بدر کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: آپ کا رب آپ کو آگاہ فرما رہا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ان قیدیوں کو قتل کردیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں اور ان کے برابر آپ کے اصحاب قتل کیے جائیں گے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ انہوں نے عرض کی: ہم ان سے فدیہ لیں گے تو ہم ان کے سبب قوی ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا شہادت سے سرفراز فرمائے گا (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضور نبی مکرم ﷺ نے لوگوں سے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے مشورہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ میں سے دو فرشتے ہیں! ایک شہد سے زیادہ میٹھا اور شیریں ہے اور دوسرا مصبر سے بڑھ کر تلخ اور کڑوا ہے۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات میں سے دو نبی علیہما السلام ہیں جن میں سے ایک اپنی قوم پر شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور دوسرا اپنی قوم پر مصبر سے زیادہ کڑوا ہے۔ پس وہ دو نبی علیہما السلام: ان میں سے ایک حضرت نوح علیہ السلام ہیں جنہوں نے یہ دعا مانگی: رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا (نوح) اور دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ انہوں نے اس طرح عرض کی: فَمَن تَبِعَنِى فَإِنَّهُۥ مِنِّى ۖ وَمَنْ

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، رقم الحدیث، 3084، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 151 (2619) ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 209 (9402)، المکتب الاسلامی بیروت

عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ابراہیم) اور وہ دوسرے فرشتے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں۔ ان میں سے پہلے انتہائی سخت اور دوسرے انتہائی نرم ہیں۔ اور میری امت میں انہیں دو کی مثل ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ یہ دونوں ملائکہ میں سے دو کی طرح ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے دو کی طرح ہیں؟ پھر فرمایا: اے ابو بکر! تیری مثال ملائکہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہے کہ وہ رحمت کے ساتھ نزول فرماتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے کہ انہوں نے یہ دعا کی: فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ابراہیم) اور اے عمر! رضی اللہ عنہ تیری مثال ملائکہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر شدت، قوت اور عذاب کے ساتھ نازل ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے کہ انہوں نے کہا تھا:

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ لیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ آپ کی قوم اور آپ کا خاندان ہے پس ان کا راستہ چھوڑ دیجئے (یعنی انہیں آزاد کر دیجئے) اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رائے لی تو انہوں نے عرض کی: آپ انہیں قتل کر دیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر فدیہ مقرر فرما دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى ...... الآیہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب تھا کہ آپ کے ساتھ اختلاف کرنے کے سبب ہمیں کوئی تکلیف پہنچ جاتی۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جب غزوہ بدر کے دن جنگی قیدی لائے گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ان قیدیوں میں قید کر کے لایا گیا۔ آپ کو انصار میں سے ایک آدمی نے گرفتار کیا تھا اور انصار نے انہیں یہ دھمکی دی کہ انہیں قتل کر دیں گے۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے چچا عباس کی وجہ سے آج رات سویا نہیں۔ میں نے انصار کے بارے یہ خیال کیا ہے کہ انہوں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میں ان کے پاس جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس آئے اور انہیں کہا: عباس کو چھوڑ دو۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں قسم بخدا ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر راضی اور خوش ہوں تو؟ پھر انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشی اس میں ہے تو اسے لے جاؤ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عباس کو پکڑ لیا۔ جب وہ آپ کے قبضے میں آ گئے تو آپ نے ان سے کہا: اے عباس! (رضی اللہ عنہ) تو اسلام قبول کر لے قسم بخدا! اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو تو میرے نزدیک خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب اور

پسندیدہ ہوگا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ تیرے اسلام لانے کو پسند فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ تو آپ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ آپ کا خاندان ہے، آپ انہیں چھوڑ دیجئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رائے لی تو انہوں نے عرض کی: آپ انہیں قتل کر دیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان پر فدیہ لگا دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى ...... الآیہ (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن انتہائی صبر کرتے ہوئے تین کے سوا کسی کو قتل نہیں کیا۔ یعنی عقبہ بن ابی معیط، نضر بن حارث اور طعمہ بن عدی۔ نضر کو حضرت مقداد نے قید کیا تھا (2)۔

امام ابن منذر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نافع کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بدر کے جنگی قیدیوں کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ طلب فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ان پر فدیہ لگا دیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ آپ انہیں قتل کر دیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے اور اسلام کو مٹانے کا قصد و ارادہ کیا ہے اور ابوبکر آپ ﷺ کو فدیہ کا مشورہ دے رہے ہیں اور کسی نے یہ کہا: اگر ان میں عمر کا باپ یا بھائی ہوتا تو وہ آپ ﷺ کو قیدیوں کے قتل کا مشورہ نہ دیتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے قول کو قبول فرمالیا اور آپ نے ان پر فدیہ مقرر کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قریب تھا کہ ابن خطاب کی رائے کے خلاف کرنے کے سبب ہمیں شدید عذاب آپہنچتا اور اگر عذاب نازل ہوتا تو عمر کے سوا وہ کسی کو نہ چھوڑتا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں ابو صالح کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب بدر کا دن تھا تو لوگوں نے غنائم کی جانب جلدی کی اور ان کے اپنے لیے حلال ہونے سے پہلے ہی وہ ان تک جا پہنچے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے کسی سردار (بادشاہ) کے لیے مال غنیمت حلال نہیں ہوا۔ نبی علیہ السلام اور اس کے اصحاب جب مال غنیمت حاصل کرتے تو وہ اسے ایک جگہ اکٹھا کر دیتے تھے۔ پھر آسمان سے آگ اترتی اور اسے جلا کر خاکستر کر دیتی۔ چنانچہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ ...... الی آخر الآیتین" (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 359 (3270) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 360 (36692) مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 365 (36740)

کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اگر میرے علم میں پہلے نہ ہوتا کہ میں مغانم کو حلال کر دوں گا اور لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ کی تفسیر میں کہا: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مجھے عطا فرمائی ہے اور يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى (الانفال: 70) مجھے اس کے بدلے عطا فرمائی ہے جو اس نے مجھ سے چالیس اوقیہ، چالیس غلام لیے تھے۔

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالیٰ بدر کے غنائم ان کے لیے حلال کرنے سے پہلے یہ فرما رہا ہے کہ اگر پہلے سے یہ نہ ہوتا کہ میں عذاب اسے دوں گا جو میرا نافرمان ہوگا حتی کہ صرف اس کے لیے سزا کا حکم دوں گا تو پھر آپ کو بہت بڑی سزا ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے یہ آیت یوم بدر سے متعلق ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ جب ان کی تعداد کثیر ہوگئی اور ان کی قوت و طاقت مضبوط اور مستحکم ہوگئی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا: فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً (محمد: 4) پس اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور مومنین کو جنگی قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیا، اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں غلام بنالیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔ اور لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کے بارے فرمایا: یعنی کتاب اول میں ہے کہ مغانم اور جنگی قیدی تمہارے لیے حلال ہیں۔ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ یعنی تمہیں بہت بڑی سزا پہنچتی ان کے بدلے جو کچھ تم نے قیدیوں سے لیا۔ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا کی تفسیر میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب میں لکھا ہوا ہے کہ مال غنیمت اور جنگی قیدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے حلال ہیں۔ اگرچہ ان سے پہلے کسی امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں حلال نہیں کیا۔ حالانکہ وہ اس کے بارے میں ان کی طرف کوئی حکم نازل ہونے سے پہلے مال غنیمت بھی حاصل کرتے تھے اور جنگی قیدی بھی بناتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہاں تک کہ وہ زمین پر غالب آ جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُثْخِنَ کا معنی قتل کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس حکم کے بعد رخصت نازل ہوئی اگر آپ چاہیں تو ان پر احسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 51، 53

کریں (یعنی بلاعوض رہا کردیں) اور اگر چاہیں تو فدیہ لے لیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا کی تفسیر میں فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فدیہ لینے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ان پر چار چار ہزار فدیہ مقرر کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَرَضَ الدُّنْيَا سے مراد خراج ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کسی کے لیے بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ارادہ سے عمل کرتا ہو اور اس پر دنیا کے ساز و سامان میں سے کوئی شے لیتا ہو۔ مگر اس میں سے جو اس کا حصہ اور حق ہو (وہ لے سکتا ہے)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر ہمارے لیے ایسے گناہ نہ ہوتے جن سے ہم اپنے نفسوں پر خوف زدہ ہوتے سوائے دنیا کے ساتھ اپنی محبت کے تو ہم بالیقین اپنے نفسوں کے بارے میں ڈرتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ لہٰذا تم بھی وہی ارادہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ اس کا معنی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے یہ حکم نہ ہوتا کہ ان کے لیے مغفرت ہے (یعنی ان کے لیے مغفرت کا حکم پہلے سے موجود ہے)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کا معنی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے ہی اہل بدر کے لیے سعادت کا حکم نہ ہوتا لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تو جو فدیہ تم نے لیا ہے اس کی وجہ سے تمہیں بہت بڑی سزا پہنچتی۔

امام نسائی، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس سے قبل کہ وہ معصیت کا عمل کریں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔ اچانک ایک آدمی کا ذکر کیا گیا اور انہوں نے اسے پالیا۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے بارے میں نرمی سے بات کر۔ چونکہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ذنب کا ارتکاب کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ آپ نے فرمایا: پس ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت ہے۔ جو پہلے سے ہمارے لیے مقرر تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے لیے ظاہر کر دے اور اسے اس کا واضح حکم دے۔

امام مسلم، ترمذی، ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دیگر انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے (اور وہ یہ ہیں) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، میرے لیے غنائم کو حلال کیا گیا، میرے لیے ساری زمین کو پاکیزہ اور مسجد (سجدہ گاہ) بنا دیا گیا۔ مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا(1)۔

امام احمد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والا بنا دیا گیا، میرے لیے غنائم کو حلال کیا گیا حالانکہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، پس دشمن مرعوب ہو جاتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ پس میں نے اپنی ایک دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ تم میں سے ہر اس شخص کو شامل ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اور میری امت کے لیے غنائم کو حلال کیا گیا(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لیے بھی مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے ضعف اور کمزوری کا علم ہوا تو اسے ہمارے لیے طیب اور حلال قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی اپنے حکم میں غنائم کو حلال قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! ہم ان کا مال نہیں لیں گے چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، یہاں تک کہ ہم یہ جان لیں کہ آیا وہ حلال ہے یا حرام؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اسے پاکیزہ اور حلال بنا دیا اور یہ حکم نازل فرمایا: فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کا فدیہ اور ان کے اموال سب حلال قرار دیے۔ جنگی قیدیوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی خیر اور بھلائی نہیں۔ تحقیق اس نے ہمیں قتل کیا اور ہمیں قیدی بنا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دیتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى (الانفال: 70) تا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل امتوں میں جب مال غنیمت حاصل ہوتا تو وہ اسے قربان گاہ میں رکھ دیتے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کھانا ان پر حرام قرار دیا تھا، چاہے وہ تھوڑا ہوتا یا زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت نبی علیہ السلام اور ان کی امت پر حرام کر رکھا تھا۔ چنانچہ نہ وہ اس سے کھا سکتے تھے، نہ وہ اس سے چوری چھپے لے سکتے تھے اور نہ ہی وہ اس سے قلیل یا کثیر مال اٹھا سکتے تھے۔ ورنہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیج دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انتہائی شدت کے ساتھ حرام رکھا اور حضور نبی مکرم ﷺ کے سوا کسی نبی علیہ السلام کے لیے اسے حلال نہیں کیا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے ہی یہ فیصلہ تھا کہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 472، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 161، دار صادر بیروت

مال غنیمت حضرت محمد مصطفے ﷺ اور آپ کی امت کے لیے حلال ہے۔ پس اسی لیے غزوۂ بدر کے جنگی قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب لوگوں نے فدیہ میں رغبت کا اظہار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ...... تا۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ۔ الآیہ۔ فرمایا: پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ فیصلہ ہے کہ جو غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے ان کے لیے اس کی رحمت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور ان کے لیے اسے حلال قرار دیا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾

"اے نبی (کریم) آپ فرمایئے ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تمہارے (قصور) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے فدیہ کے لیے اپنے گلے کا ایک ہار بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوگئی اور فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو یہ اس کے اسیر کے لیے ہی چھوڑ دو؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بلاشبہ میں مسلمان ہوں یارسول اللہ! ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے اسلام کو بہتر جانتا ہے۔ اگر ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزا عطا فرمائے گا۔ پس تم اپنا، اپنے دو بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمر کا فدیہ ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہاں ہے جو تو نے اور ام فضل نے دفن کیا تھا اور تم نے اسے کہا تھا اگر میں کسی آزمائش سے دوچار ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں کے لیے ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ یہ ایسی شے ہے جس کے بارے میرے اور اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ بیس اوقیہ مال میں سے جو میرے پاس موجود ہے جو تم چاہو میری جانب سے شمار کر لو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا کرلو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا، اپنے دو بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کیا اور یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حالت اسلام میں بیس اوقیہ کے بدلے بیس غلام عطا فرمائے، ان میں سے ہر ایک کے پاس مال تھا جس کے ساتھ میری مدد کی

گئی اور اس کے ساتھ ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا امیدوار بھی ہوں (1)۔

امام ابن سعد، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مال بھیجا، جو انتہائی زیادہ تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چٹائی پر پھیلا دیا۔ لوگ آنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمانا شروع کر دیا۔ اس دن کوئی عدد اور وزن نہیں تھا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے غزوۂ بدر کے وقت اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ مجھے بھی اس مال سے عطا فرمایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے لو۔ پس انہوں نے اپنی قمیص میں مال ڈال لیا۔ پھر جب واپس پھرنے لگے تو اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اٹھوا دیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: انہوں نے وہ لے لیا جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، تحقیق وہ پورا ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں جانتا۔ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا اور جو کچھ وہ مغفرت کے بارے میں کرے گا اسے میں نہیں جانتا (2)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں قریش کے ستر افراد کو قیدی بنایا۔ ان میں عباس اور عقیل بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چالیس اوقیہ سونا بطور فدیہ لگا دیا۔ عباس پر سو اوقیہ لگایا اور عقیل پر اسی اوقیہ۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے مجھے قریش کا فقیر اور محتاج بنا دیا ہے، آپ نے کچھ باقی نہیں چھوڑا؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اسلام لانے کا تذکرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ جو بیس اوقیے مجھ سے لیے گئے، وہ میرے حصے میں ڈال لیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان بیس کے عوض مجھے بیس غلام عطا فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک تاجر تھا جو میرے مال کے ساتھ کاروبار کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا امیدوار بھی ہوں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں قید کر لیے گئے انہوں نے چالیس اوقیہ سونے کے فدیہ کے ساتھ رہائی حاصل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى تو انہوں نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دو خصلتیں عطا فرمائی ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں کے عوض میرے پاس دنیا ہو۔ غزوۂ بدر میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور میں نے چالیس اوقیہ سونا اپنی ذات کا فدیہ ادا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چالیس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 25 (4306)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مختصراً) 2۔ ایضاً، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 372 (5423)

3۔ دلائل النبوۃ، جلد 2، صفحہ 613 (410) المکتبۃ العربیۃ بیروت

غلام عطا فرمادیئے اور بلاشبہ میں اس مغفرت کی امید بھی رکھتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عباس اور اس کے ساتھیوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جو آپ لے کر آئے اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ سو یہ آیت نازل ہوئی: اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان اور تصدیق کو جان لیا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لیا گیا اور جو شرک تم کرتے رہے اس سے تمہاری مغفرت فرما دے گا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی اور بے شک میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ دنیا میں کوئی شے نہیں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سو گناہ بہتر اور اچھا عدل فرمایا جو کچھ مجھ سے لیا گیا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مغفرت بھی فرمائے گا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں عباس بن عبد المطلب، نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

"اور اگر وہ ارادہ کریں آپ سے دھوکہ بازی کا (تو حیرت کیوں ہو) انہوں نے تو دھوکہ کیا ہے اللہ سے پہلے ہی (اسی لیے) تو اللہ نے قابو دے دیا (تمہیں) ان پر اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ کا معنی ہے اگر ان کا قول جھوٹ ہو (تو حیرت کیوں ہو) فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ تحقیق انہوں نے کفر اختیار کیا اور آپ کے ساتھ جنگ لڑی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ رکھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

''یقیناً جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں اور وہ جنہوں نے پناہ دی (مہاجرین کو) اور (ان کی) مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی، نہیں تمہارے لیے ان کی وراثت سے کوئی چیز یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح) کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مومنین تین مراتب اور درجات پر تھے۔ ان میں سے بعض وہ اہل ایمان ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور اس دوران اپنی قوم سے علیحدگی اور جدائی اختیار کی۔ یہ ہجرت فرما ہو کر اہل ایمان کی ایک جماعت کے گھروں، زمینوں اور ان کے مالوں میں وارد ہوئے۔ (ان مہاجرین کا ذکر ان الفاظ میں ہے) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور دوسرے گروہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا ''وہ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور (ان کی) مدد کی''۔ اور انہوں نے اس شے کا اعلان کیا جس کا اہل ہجرت نے کیا۔ اور جس نے بھی اسے جھٹلایا یا اس کا انکار کیا انہوں نے اس کے خلاف تلواریں بلند کیں۔ پس یہ دونوں گروہ مومنین کے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپس میں ایک دوسرے کا دوست بنا دیا ہے۔ اور تیسرے درجے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا اس کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں گروہ آپس میں دینی ولایت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ جب کوئی مومن مہاجر فوت ہوتا۔ اور وہ گروہ جو ایمان تو لایا لیکن ہجرت نہ کی وہ اس وجہ سے وارث نہیں ہوگا کیونکہ نہ تو اس نے ہجرت کی ہے اور نہ ہی مدد کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومنین مہاجرین کو ان کی میراث سے روک دیا اور یہی وہ ولایت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اور یہ ان مومنین کا حق اور فرض ہے جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی کہ جب وہ دین کے معاملہ میں ان سے مدد طلب کریں، اگر جنگ لڑی جائے تو وہ ان کی مدد کریں مگر جب کہ وہ اس قوم کے خلاف مدد طلب کریں جن کے درمیان اور نبی مکرم ﷺ کے درمیان (صلح) کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ تو وہ ان کے خلاف ان کی مدد نہ کریں۔ البتہ ان دشمنوں کے خلاف ضرور مدد کریں جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور ان مومنین میں سے ہر ذی رحم کو اپنے رشتے کے ساتھ ملا دیا جو ایمان تو لائے اور ہجرت نہ کی اور مومنین میں سے ہر انسان کا حصہ مقرر فرما دیا۔ کیونکہ ارشاد ہے وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾ (الانفال)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے مہاجرین و انصار کے درمیان مؤاخاۃ قائم کی۔ چنانچہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت زید بن

حارثہ کے درمیان، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت معاذ بن عفراءؓ کے مابین، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابوبکر صدیق اور طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم کر دیا اور اپنے تمام اصحاب کو فرمایا: تم آپس میں بھائی بھائی ہو اور یہ یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرا بھائی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ مسلمان اسی رشتے پر قائم رہے یہاں تک کہ سورت الانفال نازل ہوئی۔ اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد کو مزید پختہ اور مستحکم کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا۔ تا قولہ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ساتھ اس عقد کو مستحکم فرما دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے مہاجرین و انصار کے درمیان قائم کیا تھا۔ جن کے درمیان مؤاخاۃ قائم تھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے، نہ کہ وہ لوگ جو ذوی الارحام اور قرابت داروں میں سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ سو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا لوگ اس معاہدے پر قائم رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی اور اس نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ۔ والقربات۔ اس کے سبب ہر آدمی اپنے نسب اور رشتے دار کی طرف لوٹ گیا اور وہ پہلی وراثت منقطع ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ کہ ان میں سے بعض میراث میں بعض کے اولیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کے لیے میراث بنائی نہ کہ رشتہ داروں کے لیے۔ اور فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ کہ تمہارے لیے ان کی میراث میں سے کوئی شے نہیں۔ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ یعنی اگر اعرابی مسلمان مہاجرین و انصار سے اپنے لیے دشمن کے خلاف مدد طلب کریں تو پھر ان کی مدد کرنا ان پر لازم ہے اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (مگر اس قوم کے خلاف نہیں جن کے درمیان اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو چکا ہو)۔ پس وہ اسی کے مطابق عمل پیرا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ پس اس نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا اور میراث ذوی الارحام کے لیے ہوگی۔

امام ابوعبید، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی مہاجر کسی اعرابی کا نہ ولی بنتا تھا اور نہ وارث بنتا تھا حالانکہ وہ مومن ہوتا اور نہ کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث بن سکتا تھا۔ لہٰذا اس آیت وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث نہیں بنتا تھا اور نہ کوئی مہاجر کسی اعرابی کا وارث ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔ اور لوگ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوئے۔ تو

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان ہجرت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنے اور کوئی اعرابی مسلمان مہاجر مسلمان کی کسی شے کا وارث نہیں بن سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد سورۂ احزاب میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا اور مواریث کا تعلق جلل کے ساتھ قائم ہوگیا(1)۔

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی سریہ یا لشکر پر کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو اسے اپنی ذات کے لیے خاص طور پر یہ نصیحت فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اپنے ساتھ چلنے والے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور خیر کا سلوک کرنا۔ اور فرماتے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے ان سے جنگ لڑو۔ جب اپنے مشرک دشمن سے تیرا آمنا سامنا ہو تو انہیں تین خصلتوں میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ ان میں سے جسے بھی وہ تجھ سے قبول کر لیں تو تو بھی انہیں قبول کر لے اور ان سے جنگ روک لینا۔ پس پہلے انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو تم بھی ان کی جانب سے اسے قبول کر لو۔ پھر انہیں اپنے گھروں سے مہاجرین کے گھروں کی طرف پھرنے کی دعوت دو اور انہیں یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے لیے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے لیے ہیں اور ان پر وہی فرائض اور ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں۔ اگر وہ انکار کر دیں اور اپنے گھروں کو ہی پسند کریں تو پھر انہیں بتا دو کہ وہ اعرابی مسلمانوں کی طرح ہوں گے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم جاری ہوگا جو مومنین پر جاری ہوتا ہے اور مال فے اور غنیمت میں سے ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ مگر اس صورت میں ان کا حصہ ہوگا جب کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہوں گے۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو پھر انہیں جزیہ ادا کرنے کو کہو۔ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں تو ان کی جانب سے اسے قبول کر لو اور ان سے جنگ روک لو۔ اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ان کے ساتھ جنگ شروع کر دو(2)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکین کے خلاف اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ لوگ جن سے صلح کا معاہدہ کیا گیا ہے ان سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے تو قسم بخدا! تجھ پر تیرے مسلمان بھائی کی حرمت اور حق اسے کہیں زیادہ اور اعظم ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 34 (1331) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 91 (2427) ایضاً

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِیْرٌؕ۝۷۳ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ۝۷۴

"اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ ایک دوسرے کے حمایتی ہیں۔ اگر تم (ان حکموں پر) عمل نہیں کرو گے تو برپا ہو جائے گا فتنہ ملک میں اور (پھیل جائے گا) بڑا فساد اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی امداد کی وہی (خوش نصیب) لوگ سچے ایمان دار ہیں۔ انہیں کے لیے بخشش ہے اور باعزت روزی"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اپنے مشرکین رشتہ داروں کو وارث بنائیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ...... الآیہ (1)۔ ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یہ آیت اہل عرب کے مشرکین کو وارث بنانے کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفر اختیار کرنے والے میراث میں ایک دوسرے کے حمایتی ہیں۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ کے بارے آپ کہتے ہیں کہ اگر تم نے میراث کے بارے میں جو حکم میں نے تمہیں دیا ہے اسے تسلیم نہ کیا (تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا) (3)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہاجرین دنیا اور آخرت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور قریش اور بنی ثقیف سے آزادی پانے والے سب دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے (4)۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِیْرٌ۔ (5)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 64 3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 65

4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 91 (2576,6978) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 262 (2944)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس وہ آجائے جس کی امانت اور اخلاق پر تم راضی اور خوش ہو تو اس کا نکاح کر دو، درآنحالیکہ وہ اسی حال میں رہے جس پر تھا اور اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے بعد میں اور ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا تمہارے ساتھ مل کر تو وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار (ورثہ میں) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں حکم الٰہی کے مطابق۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چار مراتب اور کیفیات پر چھوڑا: مومن مہاجر، انصار، اعرابی مومن جس نے ہجرت نہیں کی اور اگر نبی علیہ السلام نے اس سے مدد طلب کی تو انہوں نے آپ کی مدد کی اور اگر آپ انہیں چھوڑ دیں تو وہ آپ کے لیے اجازت ہے۔ اور اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدد طلب کریں تو ان پر فرض ہے کہ وہ آپ کی مدد کریں۔ اسی لیے فرمایا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اور چوتھا درجہ احسان کے ساتھ اتباع کرنے والوں کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بالخصوص ہم گروہ قریش وانصار کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ اس لیے ہم گروہ قریش جب مدینہ طیبہ آئے۔ تو ہم اس حال میں آئے کہ ہمارے پاس کوئی مال ومنال نہ تھا۔ تو ہم نے انصار کو اس طرح پایا کہ وہ انتہائی اچھے بھائی ہیں۔ پس ہم نے ان کے ساتھ مؤاخاۃ قائم کی اور ہم ایک دوسرے کے وارث ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خارجہ بن زید کو بھائی بنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو بھائی بنایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بنی زریق بن سعد زرقی میں سے ایک آدمی کو بھائی بنایا۔ حضرت زبیر نے کہا اور میں نے حضرت کعب بن مالک کو بھائی بنایا۔ پس انہوں نے ہمیں وارث بنایا اور ہم نے انہیں وارث بنایا۔ جب غزوۂ احد کا دن تھا تو مجھے کہا گیا۔ تمہارے بھائی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ سو میں ان کی طرف آیا اور انہیں وہاں سے منتقل کیا اور میں نے ایک ہتھیار پایا۔ جس نے اس کیفیت میں بوجھل کر دیا تھا جو ہم دیکھ رہے تھے۔ قسم بخدا! اے میرے بیٹے! اگر وہ اس دن دنیا سے فوت ہو جاتے تو میرے سوا ان کا کوئی وارث نہ ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص ہم گروہ قریش وانصار کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور ہم اپنے وارثوں کی طرف لوٹ آئے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے

WWW.NAFSEISLAM.COM

قاضی شریح کی طرف لکھا: کہ یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے باہمی معاہدہ کرتا تھا تو کہتا تھا تو مجھے وارث بنا اور میں تجھے وارث بناؤں گا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ طریقہ چھوڑ دیا گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ کہا گیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذوی الارحام کے سوا موالی کو وارث نہیں بناتے اور کہتے ہیں کہ ذوی الارحام حکم الٰہی کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ (حق سے) بہت دور ہوگئے، وہ کہاں گئے؟ بے شک مہاجرین ہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں نہ کہ اعراب۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ یعنی مولی کو وارث بنایا جائے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت نے اپنے سے پہلے مواریث العقد والحلف اور مواریث بالہجرۃ کے حکم کو منسوخ کردیا اور میراث کا حق ذوی الارحام کو حاصل ہوگیا۔ فرمایا: بیٹا بھائی سے قریبی ہے، بھائی بہن سے اقرب ہے، بہن بھتیجے سے اولیٰ ہے، بھتیجا چچا سے افضل ہے، چچا، چچا کے بیٹے کی نسبت زیادہ قریبی ہے، چچا کا بیٹا ماموں کی نسبت زیادہ قریبی ہے اور زید کے قول کے مطابق ماموں، پھوپھی اور خالہ کا میراث میں کوئی حصہ نہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مال کے دو ثلث پھوپھی کو اور ایک ثلث خالہ کو دیتے تھے جب کہ اس کے لیے کوئی اور وارث نہ ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں میراث میں سے جو مال بچ جاتا وہ خاوند اور بیوی کے علاوہ دیگر ذوی الارحام کو ان کے حصوں کے مطابق دے دیتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث نہیں بنتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسلمان جب مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ ہجرت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کردیا اور فرمایا: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

طیالسی، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخاۃ قائم کی اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ پھر انہوں نے اس حکم کو چھوڑ دیا اور وہ نسب کے سبب ایک دوسرے کے وارث بننے لگے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 67، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 382 (8001) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 67،

WWW.NAFSEISLAM.COM